ردِّ قادیانیت

رسائل

فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

احتسابِ قادیانیت



عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة
حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 514122

خاتم النبیین لا نبی بعدی

مباحثہ دکن

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

''میری سچائی کے جانچنے کے لئے میری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۲۸۸۔ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے تمہید میں ان کے اس نظریہ کا ذکر بھی کر دیا تھا لیکن احمدی مناظر نے خدا جانے کیوں اس کی تردید کی ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ''پیشگوئی اصل چیز نہیں''۔

مرزا صاحب تو پیشگوئی کو سب سے بڑھ کر محک امتحان خیال کرتے تھے لیکن ان کے وکیل نے دعویٰ کیا کہ پیشگوئی سے کھرے کھوٹے کا امتیاز مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

''پیشگوئی کا ایسا پورا ہونا جس سے غیب کا پردہ اٹھ جائے ناممکن ہے۔''

حتیٰ کہ سب سے بڑھ کر محک امتحان کو انہوں نے متشابہات میں داخل کر دیا اسی طرح مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو ''تقدیر مبرم'' قرار دیا تھا۔ لیکن ان کے وکیل نے اسے مشروط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ قطع نظر اس سے کہ یہ خود مرزا صاحب کی تردید تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جب شرائط کی تشریح پوچھی تو انہوں نے ایسی عبارتیں پیش کیں جن سے کسی اور شرط کا بالکل پتہ نہیں چلتا اور زبردستی وہ مرزا صاحب کی بعض عبارتوں سے شرط پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن عبارت اس سے اباء (انکار) کر رہی تھی۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ اگر اسے ''تقدیر مبرم'' بھی مان لیا جائے تب بھی اس کا ٹلنا مشکل نہیں۔ ثبوت میں انہوں نے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ''تقدیر مبرم'' کی ایک قسم ٹل سکتی ہے۔ عبارت مانگی گئی تو انہوں نے دینے سے انکار کیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہاں تک کہا کہ اگر یہ عبارت مجدد صاحبؒ کے کلام میں نکل آوے تو میں اپنے تمام دعووں سے باز آ جاؤں گا۔ لیکن اس پر بھی ان کو انکار پر اصرار رہا۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مجدد صاحبؒ کے کلاموں میں ہم لوگوں کے نزدیک بھی ایسی کوئی عبارت نہیں ہے۔ **من ادعی فعلیہ البیان.**

علاوہ اس کے گفتگو سے بھی یہ بات غیر متعلق تھی۔ سوال تو یہ ہے کہ سلطان محمد کی موت کے ساتھ مرزا صاحب کی صداقت وابستہ تھی۔ جب وہ نہ مرا تو ان کی صداقت بھی قطعی ہوا ہو گئی۔ ہم لوگوں کو اس پر سخت حیرت ہوئی کہ جب سلطان محمد مرزا صاحب کی دھمکیوں سے اعراض کر کے ان کی منکوحہ آسمانی پر قابض رہا اور ان کے الہام کے مقابلہ میں اس نے استقلال کے ساتھ احمد بیگ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھا۔ تو پھر اس کے توبہ کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب خط دیکھا گیا تو اس میں سلطان محمد نے کچھ بھی نہیں لکھا تھا نہ اس نے مرزا صاحب کو ''نبی'' مانا ہے، نہ

"مسیح" نہ "مہدی" کچھ بھی نہیں بلکہ اس نے یہ جملہ لکھ کر کہ "پہلے بھی جو خیال کرتا تھا وہی اب سمجھتا ہوں" خط کے الفاظ میں ایک دوسرے معنی پیدا کر دیئے۔ مثلاً اس نے مرزا صاحب کو شریف النفس نیک وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے اور کہتا ہے ان کو ہمیشہ یہی سمجھتا رہا ہوں تو اب سوال یہ ہے کہ منکوحہ آسمانی سے نکاح کرنے کے وقت اور مرزا صاحب کی دھمکیوں کے بعد نکاح کو قائم رکھنے کے وقت کیا وہ مرزا صاحب کو اس معنی میں نیک سمجھتا تھا جس معنی سے مرزائی سمجھتے ہیں؟ کس قدر عجیب ہے کہ ایک شخص کسی کو موت کی بددعا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے مرنے کے بعد تیری بیوی سے میں نکاح کروں گا اور وہ ایسے شخص کو نیک شریف بھی خیال کرتا ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ بیان کہ اس خط میں تعریضی چوٹیں ہیں بالکل صحیح ہے اور ان الفاظ کے وہی معنی ہیں جو اس شعر میں ہیں ؎

بڑے پاک باطن بڑے صاف دل
ریاض آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

بہرحال اگر مرزا صاحب کی پیشگوئی کو مبرم نہیں بلکہ مشروط بھی مان لیا جائے یا مبرم کے ٹل جانے کو بھی بفرض محال تسلیم کر لیا جائے اور اخیر میں پھر اس خط کو بھی سلطان محمد کا صحیح خط سمجھ لیا جائے اگرچہ اس کی صحت کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا، پھر بھی توبہ کا ثبوت نہیں ملتا اور ہر حالت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا فیصلہ **قضی الرجل علی نفسہ** (مرزا صاحب اپنا فیصلہ خود کر کے دنیا سے تشریف لے گئے ہیں) بالکل صحیح ہے۔ الہام کا دعویٰ خود مرزا صاحب نے کیا تھا۔ حجت انہی کی بات ہو سکتی ہے دوسروں کو اس میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

دستخط حکیم مقصود علی خاں۔
دستخط محمد عبدالقدیر صدیقی پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔
دستخط محمد عبدالواسع پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ۔
دستخط عبدالحیٔ پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔
مناظر احسن گیلانی پروفیسر کلیہ عثمانیہ۔
ابوالفد انور محمد مدرس مدرسہ دینیات سرکار عالی۔
سید محمد بادشاہ قادری۔
مولوی محمد بن ابراہیم دہلوی۔
مولوی محمد امین پنجابی۔
مولوی الہٰ داد خاں۔
مفتی عبداللطیف پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔
حکیم شیخ احمد۔

☆

بسم اللہ الرحمان الرحیم
نحمدهٗ ونصلّی علی النبی و آلہ الکریم.

عرصہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی (حیدرآباد دکن وغیرہ اضلاع) میں قادیانی مذہب کی تحریک بڑے زور سے پھیل رہی تھی جس کی وجہ سے دیندار طبقہ مسلمانوں میں سخت پریشانی تھی۔ کیونکہ سیٹھ اللہ دین مرحوم سوداگر سکندرآباد کے بڑے بیٹے عبداللہ اللہ دین نے قادیانی مذہب قبول کر کے اس کی اشاعت شروع کر دی تو خود ان کے بھائیوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ اب ضرورت محسوس ہوئی کہ قادیانی مذہب کے متعلق فیصلہ کن مقابلہ کیا جائے اس خدمت جلیلہ کے لئے دور دراز ملک پنجاب میں نظر پڑی تو حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری شیر پنجاب فاتح قادیان کو تکلیف دی گئی۔ جناب ممدوح مع مولانا محمد صاحب دہلوی اور مولوی محمد امین صاحب امرتسری کے ۱۶ رجنوری ۱۹۲۳ء وارد سکندر آباد دکن ہوئے۔ پہلی تقریر آپ صاحبوں کی ۱۹ رجنوری ۱۹۲۳ء کو سکندر آباد ہی میں ہوئی۔ جس میں سکندر آباد اور بلدہ حیدرآباد کے لوگ بکثرت شریک تھے مولانا فاتح قادیان کی تقریر کا تمام علاقہ میں ایک غلغلہ بلند ہوا۔ حیدرآباد میں کئی جگہ وعظ کے جلسے ہوئے جن میں مولانا محمد صاحب دہلوی اور مولوی محمد امین صاحب امرتسری کی تقریر عموماً توحید و سنت پر ہوتی اور مولانا فاتح قادیان کی تقریر کا اکثر حصہ قادیانی مذہب کے متعلق ہوتا۔ مولانا موصوف کا طرز بیان عجیب دلفریب ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کی کتابیں تو گویا آپ کو حفظ ہیں ہر بات میں مرزا صاحب کی کتابوں سے حوالہ موجود۔ ان وعظوں کے اثر سے قادیانی جماعت بہت گھبرائی تو عبداللہ اللہ دین قادیانی نے قادیان سے مرزائی عالموں کو بلایا اور مباحثہ کی بابت تحریک ہوئی۔

انجمن اہلحدیث سکندر آباد سے ان کی خط و کتابت ہو رہی تھی۔ جس میں مباحثہ کے بعد مباہلہ کا ذکر بھی آتا تھا۔ انجمن اہلحدیث نے لکھا کہ ہم شرعی مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں۔ ایک روز اللہ دین صاحب کے بنگلہ پر چاروں بھائیوں نے مع بعض دیگر اصحاب کے ایک مجلس منعقد کی جس میں مباہلہ کا ذکر بھی آیا تو قادیانی جماعت نے کہا مولانا ثناء اللہ ہم سے مباہلہ کریں تو سال تک خدائی فیصلہ ہو جائے گا۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ سال کی مدت کا ثبوت قرآن میں یا حدیث میں نہیں۔ بلکہ حدیث شریف میں تو یہ ثابت ہے کہ مباہلہ کنندگان میں سے جو کاذب ہوتا اس پر

ور اثر ہوتا اور اس کی ساری قوم ایک سال تک تباہ ہو جاتی۔ قادیانی جماعت نے انکار کیا کہ اس حدیث سے فوراً نزول عذاب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ مولانا فاتح نے فرمایا کہ اس حدیث کے معنی کسی اچھے عالم سے معلوم کیے جائیں۔ بعد ردّوکد کے دوسرے روز چار بھائیوں میں سے خان صاحب احمد الہ دین (قادیانی) صاحب نے مولانا مناظر احسن صاحب پروفیسر عثمانیہ کالج پر حسن ظن ظاہر کیا چنانچہ وہ عبارت عثمانیہ کالج کے علماء کی خدمت میں پیش کی گئی جو مع جواب درج ذیل ہے۔

سوال:۔ علماء کرام مندرجہ ذیل عبارت کا کیا مطلب بیان فرماتے ہیں؟

قال والذی نفسی بیده ان العذاب قد تدلی علی اهل نجران و لو بلاعنو المسخوا قردة و خنازیر و لا ضطر علیهم الوادی نارا و لا استاصل الله نجران و اهله حتی الطیر علی الشجر و لما حال الحول علی النصاری کلهم حتی هلکوا. (معالم التنزیل ج ۱ ص ۱۶۴)

اس عبارت سے موجودہ ملاعنین کا ذہین پر فوری اثر پہنچنا چاہئے یا بالتراخی؟

الجواب:۔ اس عبارت سے واضح طور سے معلوم ہوتا ہے کہ ملاعنین پر اثر مباہلہ فوراً بلامہلت ہوتا۔

عبداللطیف پروفیسر — محمد عبدالقدیر صدیقی۔
محمد عبدالواسع پروفیسر — مناظر احسن گیلانی پروفیسر

خدا کا شکر ہے کہ بجائے ایک عالم کے چار علماء نے عبارت کے معنی وہی بتائے جو مولانا فاتح کہتے تھے تاہم فریق ثانی نے ان معنی کو تسلیم نہ کیا۔ مگر مباحثہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے مواعظ کے جلسوں میں بار بار فرماتے رہے کہ میں چاہتا ہوں کہ قادیانیوں سے ہمارا مناظرہ فیصلہ کن ہو جس کی صورت یہ بتائی کہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ فریقین کی گفتگو سن کر سرکاری فیصلہ فرمائیں جو اسلامی دنیا میں کارآمد ہو۔ اس کے متعلق کارروائی ہو ہی رہی تھی کہ ان چار بھائیوں کی خواہش سے ایک مختصر سا مباحثہ ان کے مکان پر تجویز ہوا جس کی روئیداد درج ذیل ہے۔

مجلس مباحثہ میں جو حضرات علماء کرام تشریف فرما تھے ان کے اسماء گرامی مع ان کی تصدیقات کے اول درج ہو چکے ہیں۔

مباحثہ شروع ہونے سے پہلے جو واقعات اور اضطرابی حرکات جماعت احمدیہ سے ظاہر ہوئیں ان کو بیان کیا جائے تو طول ہوگا۔ اس لئے ہم ان سب کو چھوڑتے ہیں اور اصل بات کو پیشِ ناظرین کرتے ہیں۔ قرار پایا تھا کہ جلسہ کے انتظام کے لئے سید ہمایوں مرزا بیرسٹر حیدرآباد صدر

ہوں۔صدر صاحب کے فیصلہ سے مولانا فاتح کو پہلا وقت ۲۰ منٹ تحریر پرچہ کے لئے دیا گیا۔ موصوف نے ۱۵ منٹ میں پرچہ پورا کر دیا۔ چنانچہ پرچہ اول یہ ہے۔

پرچہ اول منجانب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں خدا کی طرف سے الہام پاتا ہوں میری سچائی کے جانچنے کے لئے میری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا (آئینہ کمالات ص ۲۸۸۔خزائن ج ۵ ص ایضاً) شہادۃ القرآن ص ۸۰ پر جناب موصوف نے ایک پیش گوئی مسلمانوں کے لئے خاص کی ہے جس کے کئی ایک حصے ہیں چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

''(۱) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اس کا داماد اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے وغیرہ۔'' (شہادۃ القرآن ص ۸۱۔خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

یعنی داماد مرزا احمد بیگ کی موت کے متعلق اسی حوالہ میں کہا ہے کہ اس کی میعاد ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ مہینہ باقی رہ گئی ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۷۹۔خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

جو اگست ۱۸۹۴ء کو ختم ہوتی ہے یعنی مرزا صاحب کے الہام کے مطابق مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ اگست ۱۸۹۴ء کے بعد بقید حیات دنیا میں نہیں رہ سکتا تھا جب وہ اس مدت کے بعد بھی زندہ رہا تو جناب مرزا صاحب نے آخری ایگریمنٹ (اقرار نامہ) ان لفظوں میں شائع کیا۔

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہو گی۔'' (انجام آتھم حاشیہ ص ۳۱۔خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

(ہمیں ان دونوں کے پورا ہونے پر بھی اعتراض ہے)

یہ عبارت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا سلطان محمد یعنی اس لڑکی کا خاوند جس سے مرزا قادیانی نے الہامی نکاح کا دعویٰ کیا تھا وہ اگر مرزا صاحب کی زندگی میں نہ مرے تو جناب مرزا قادیانی کے دعویٰ الہام و رسالت وغیرہ بقول ان کے جھوٹے ہوں گے اس کا نام جناب مرزا قادیانی نے تقدیر مبرم رکھا ہے یعنی ان ٹل فیصلہ الٰہی' حوالہ رسالہ انجام آتھم ص ۳۱' اسی کتاب کے

تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور وہ غرض خدائے تعالیٰ اور اس کی تمام صفات پر کامل ایمان پیدا ہونا ہے پیشگوئی یا کوئی اور دلیل صحیح انبیاء کی صداقت کو ظاہر کرنے والی وہ اس اصل کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ اصل چونکہ ایمان ہے اور ایمان کے متعلق شریعت نے قرار دیا ہے کہ وہ ایمان بالغیب ہے اس لئے کوئی دلیل ایسی نہیں ہوسکتی کہ وہ غیب کے پردہ کو اٹھا دے اور پیشگوئی چونکہ دلائل میں سے ایک دلیل ہے اس لئے اس پیشگوئی کا پورا ہونا جس سے غیب کا پردہ اٹھ جائے ناکافی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں تمام انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق لوگوں کو ابتلا آتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریمؐ کی وفات پر یہ فرمایا کہ اللہ کی قسم نبی کریمؐ فوت نہیں ہوئے اور اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں سوائے اس کے کوئی خیال نہیں گذرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور بھیجے گا اور پھر آپ منافقوں کے ہاتھ کاٹیں گے۔

درمنثور بحوالہ بخاری ونسائی جلد۲ص ۸۱

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ یہ سمجھتے تھے کہ نبی کریمؐ خود منافقوں کے ہاتھ کاٹیں گے مگر ایسا وقوع میں نہ آیا۔ اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف فرمائیں گے آپؐ نے اسی وقت صحابہ کو سفر کا حکم دیا چنانچہ تمام صحابہ کرامؓ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں مقام حدیبیہ پر کفار مکہ نے آ کر روکا اور ایک معاہدہ فریقین کے درمیان قرار پایا جس کی رو سے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف لوٹنا پڑا۔ اس پر تمام صحابہؓ کو شک پیدا ہوا اور حضرت عمرؓ نے حضرت نبی کریمؐ سے دریافت کیا کہ کیا آپ خدا کے رسول نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں خدا کا رسول ہوں، تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں کہا تھا مگر یہ نہ کہا تھا کہ اس سال کریں گے۔ صحابہؓ کو اس سال حج نہ ہونے کی وجہ سے اس قدر ابتلاء آیا کہ رسول کریمؐ نے ان کو حکم دیا کہ قربانیاں ذبح کردو اور سر منڈوالو تو لکھا ہے کہ ایک صحابیؓ بھی اس حکم کی تعمیل میں نہ اٹھا۔ یہاں تک کہ آپ نے تین بار فرمایا۔ فتح الباری جلد۵ص ۲۵۵، ۲۵۴۔ مگر کسی نے تعمیل نہ کی۔ یہ ابتلا اس لئے آیا کہ یہ سمجھا گیا تھا کہ پیشگوئی اسی طور پر پوری ہونی چاہیے جس طرح کہی جائے یا حضورؐ نے جس طرح سمجھا ہے۔ پس پیشگوئیوں کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس میں محکمات بھی ہوتی ہیں اور متشابہات بھی، یعنی بعض ایسی پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو کئی حصوں پر مشتمل ہوتی ہیں بعض اوقات نبی ایک معنی سمجھتا ہے لیکن اس کے لحاظ سے پوری نہیں ہوتیں اس سبب سے لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں حضرت (مرزا صاحب) کی یہ پیش گوئی بھی اسی طرح کی پیشگوئیوں میں سے ہے۔ حضرت مسیح

موعود (مرزا صاحب) کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی بھی ہیں۔ جو بیّن طور پر پوری ہوئی ہیں اگر مجھے موقع دیا گیا تو میں انشاء اللہ ان کو پیش کروں گا فی الحال چونکہ مجھے ایسی پیشگوئی کے متعلق بیان کرنا ہے جو متشابہات میں سے ہے اور جس کے متعلق فریق ثانی نے اعتراض کیا ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ پیشگوئیوں کی غرض کیا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں **وما نرسل بالآیات الا تخویفا** ۔ ہم نشان نہیں بھیجا کرتے ہیں مگر ڈرانے کے لئے۔ پھر فرماتے ہیں **فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون** ۔ ہم لوگوں کو دکھوں اور بیماریوں سے پکڑتے ہیں تا کہ وہ ہمارے حضور عاجزی و گریہ وزاری کریں۔ ان دونوں آیتوں سے البتہ یہ پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غرض ایسی پیشگوئیوں سے جن میں کسی پر عذاب نازل ہونے کا ذکر ہوتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ ضرور اس کو موردِ عذاب ہی بنایا جائے بلکہ اصل منشاء الٰہی خوف پیدا کرنا ہوتا ہے اور توبہ و استغفار کی طرف توجہ دلانی ہوتی ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت جہاں **شدید العقاب** ہے یعنی عذاب دینے والا وہاں **غافر الذنب و قابل التوب** بھی ہے یعنی گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔ اس بات کی تصدیق کہ اللہ تعالیٰ عذاب کو چھوڑ بھی دیتا ہے اس آیت سے بھی ہوتی ہے **رحمتی وسعت کل شیء** یعنی میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے پس اگر انسان آپ اعمال میں تغیر کر لے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو پکڑ لیتی ہے اور حدیث شریف میں بھی آتا ہے **لا یرد القضاء الا بالدعاء** ۔ خدا کی قضا یعنی تقدیر کو نہیں ٹلا سکتی ہے مگر دعا۔ ان چند باتوں کے بعد میں اصل اعتراض کی طرف آتا ہوں۔ مرزا احمد بیگ اور ان کے داماد کے متعلق پیشگوئی کی جو غرض تھی وہ حضرت مرزا صاحب کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہ تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی بلکہ بنیاد یہ تھی کہ فریق ثانی جن میں مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے مخالف تھے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے تو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا جس کا ان تمام بے دین قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا اس اصلی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الفاظ کو بھی زیر نظر رکھا جائے۔ ''خدائے تعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دے گا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا۔''

(۴) اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہر گز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی یہ دونوں طرف برکت اور موت کے ایسے ہیں کہ جن کو

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

میرے اس جواب میں بہت سے حوالے موجود اور غیر موجود دیئے گئے جن کو جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا مدار دلیل ایک ہی لفظ ہے یعنی ''تقدیر مبرم'' جس کے معنی نہ ٹلنے والا حکم الٰہی۔ غیر مشروط نا قابل اپیل، نا قابلِ استبرداد، مبرم اسم مفعول کا صیغہ ہے ابرام سے، ابرام کے معنی مضبوط کرنا قرآن شریف میں ہے ام ابرموا امراً فانا مبرمون ۔ اگر مبرم تقدیر بھی کسی ایک آدھ چٹھی لکھنے سے ٹل جائے تو وہ مبرم کیا ہوئی؟ مرزا سلطان محمد کا خط جو پیش کیا گیا ہے وہ خود غیر مصدقہ ہے اس کے باریک نکتہ کو احمدیہ جماعت نہیں پہنچی۔ وہ کس بلاغت سے احمدیہ فریق پر چوٹ کرتا ہے وہ کہتا ہے مجھے مرزا صاحب کی تقدیر مبرم کا شکار ہونا چاہئے تھا مگر نہ ہوا۔

لہٰذا ضروری ہے کہ میں اس خط کی تشریح کر دوں۔ اس خط میں جو یہ لکھا ہے کہ چند امورات کی وجہ سے شرف حاصل نہ کر سکا۔ اس کے ان امور سے مراد وہی بڑا امر ہے جس کا مرزا صاحب کو ساری عمر صدمہ رہا۔ میں اس صدمہ کا ذکر نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ پیشگوئی دوسری ہے۔ بہر حال میں اپنی تقریر کا خاتمہ اس پر کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے سلطان محمد کا مرنا اپنی زندگی میں تقدیر مبرم یعنی اَن ٹل قرار دیا اور اس کے نہ مرنے کو اپنے جھوٹے ہونے کی علامت قرار دیا۔ حالانکہ آج تک وہ مع ایک درجن بچوں اور بیوی موصوفہ کے زندہ موجود ہے میں اس شعر پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

میں اخیر میں مرزا صاحب کے ابتدائی اشتہار سے ایک فقرہ سناتا ہوں جو جولائی ۱۸۸۸ء کا ہے۔ مرزا صاحب اس میں فرماتے ہیں کہ وہ لڑکی جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روزِ نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا'' نکاح لڑکی کا ۷؍اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا (کتاب دافع الوساوس ص ۲۸۰۔ خزائن ج ۵ ص ایضاً) مجھے بھی حضرت مرزا صاحب کے اس نازک موقع پر بسا اوقات رحم آیا اور احمدی جماعت کے اضطراب پر تو میں رات دن پریشان رہتا ہوں کہ الٰہی تیرے نام سے ایک اللہ کا بندہ اظہار کرتا ہے اور اسے تقدیر مبرم قرار دیتا ہے۔ تیرے پاس کیا کمی تھی جہاں تیرے حکم سے رات دن ہزاروں لاکھوں انسان مرتے رہتے ہیں سلطان محمد کو بھی مار ڈالتا، مجھے خدا کی طرف سے القائی جواب ملا

ہے انی اعلم ما لا تعلمون ۔ میں اپنے مخاطب کو اور دیگر حضرات (حاضرین) کو علم اور خشیت الٰہی کا واسطہ دے کر تقدیر مبرم کے لفظ پر توجہ دلاتا ہوں۔ فقط

دستخط　　　　　　　　　　　　　　　　دستخط

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مناظر از جانب فریق محمدیہ۔　　　　سید ہمایوں مرزا پریذیڈنٹ جلسہ

(ختم ۱۰ بج کر ۴۰ منٹ پر)

مؤلف:۔ اس پرچہ کا مضمون ہمارے نوٹ کا محتاج نہیں صاف ہے کہ تقدیر مبرم کے ماتحت مرزا سلطان محمد کو مرزا صاحب سے پہلے مرجانا چاہئے تھا مگر مرا نہیں۔

جواب منجانب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مناظر جماعت احمدیہ پرچہ دوم

(وقت ۱۱ بج کر ۱۰ منٹ)

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

مجھے افسوس ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے میری تقریر سمجھنے کی کوشش نہ کی اور باوجود اس کے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میرے کلام میں تناقض ہے۔ مولوی صاحب مجھے کہتے ہیں کہ یہ خیال رکھ کر تقریر کرنا سامنے کون بیٹھا ہے سو جناب! مولوی صاحب کو یاد رہے کہ میں اپنے سامنے اپنا شکار سمجھتا ہوں (جو مرزا صاحب کا شکاری ہو وہ آپ کا شکار کیسے ہوسکتا ہے؟ مؤلف) مولوی صاحب کا بڑا زور اس بات پر ہے کہ سلطان محمد کیوں فوت نہ ہوا۔ میں نے قرآن شریف کی آیات کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کیا تھا کہ وہ عذاب کی پیشگوئیاں تضرع اور رجوع سے ٹل جایا کرتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس شخص کو معاف کر کے عذاب کو ہٹا لیتا ہے اور ان پیشگوئیوں کی صرف اتنی ہی غرض ہوتی ہے۔ ان آیات کا قطعاً مولوی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور ان کے ماتحت میں نے ثابت کیا تھا کہ مرزا سلطان محمد نے خشیۃ اللہ کو اپنے دل میں داخل کیا اور وہ حضرت مرزا صاحب کو بجائے کاذب اور مکار خیال کرنے کے خدا پرست اور نیک اور بزرگ یقین کرنے لگ پڑا۔ جس کے ثبوت میں میں نے اس کا ایک خط پیش کیا تھا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ خط غیر مصدقہ ہے اس رسالہ میں اس خط کا فوٹو دیا ہوا ہے۔ جس کو ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے اگر یہ خط غیر مصدقہ تھا تو کیوں مرزا سلطان محمد سے اس وقت تک اس کی تردید نہیں کرائی یا خود اس شخص نے اس کی تردید نہیں کی۔

باقی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ چند امورات میں نکاح کا امر داخل ہے خارج از بحث

بات ہے مجھے اس خط کے پیش کرنے سے صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ شخص پیشگوئی کے وقوع کے بعد ڈرا اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق اس کو یقین ہو گیا کہ آپ خدا پرست اور بزرگ انسان ہیں اگر کوئی کہے رجوع سے تو یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ شخص بیعت میں داخل ہو جائے تو اس کے جواب میں قرآن شریف کی یہ آیت مدنظر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا ذکر کر کے فرمایا ہے ما نریھم من آیة الا ھی اکبر من اختھا و اخذناھم بالعذاب لعلھم یرجعون ۔ یعنی ہم نہیں دکھاتے ان کو کوئی نشان مگر وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا ہے اور ہم نے ان کو عذاب سے پکڑ لیا تا کہ وہ رجوع کریں۔ اس کے بعد رجوع کا نقشہ کھینچا گیا ہے وہ ان الفاظ میں ہے **وقالوا یاایھا الساحر ادع لنا ربک بما عھد عندک اننا لمھتدون فلما کشفنا عنھم العذاب اذا ھم ینقضون** یعنی انہوں نے موسیٰ کو کہا کہ اے جادوگر تو ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر۔ یہ ہے ان کا رجوع اس رجوع پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان سے عذاب ہٹا دیا جب اتنے سے رجوع پر بھی عذاب ہٹ سکتا ہے تو مرزا سلطان محمد صاحب کے اس قدر عظیم الشان رجوع پر کیوں عذاب نہیں ہٹ سکتا۔ جب کہ اس کے باقی عام رشتہ دار یعنی لڑکی کی والدہ اور اس کی لڑکیاں اور اس کے داماد اس کے اور رشتہ دار احمدی ہو چکے ہیں[1] اور اس خاندان کا سب سے بڑا سردار مرزا محمود بیگ صاحب بھی بیعت میں داخل ہو گئے ہیں اگر یہ پیشگوئی جھوٹی ہوتی تو سب سے پہلا اثر اس خاندان پر پڑنا چاہئے تھا مگر عجیب بات ہے کہ وہ سارا خاندان[2] تو احمدی ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ انکار کر رہے ہیں میں نے ایام الصلح کے حوالہ سے بتایا تھا کہ یہ پیشگوئی بعض شرائط کے ساتھ معلق تھی۔ اس حوالہ پر جناب مولوی صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ پھر میں نے اس شرط کے متعلق الہام بھی بتلایا تھا اس کی بھی کوئی تردید نہیں کی گئی۔ مولوی صاحب نے سب سے بڑا زور ''تقدیر مبرم'' کے لفظ پر دیا ہے مگر افسوس مولوی صاحب نے اس کے بعد کی چند سطریں چھوڑ دی ہیں میں ان کو پڑھ دیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:

''فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں انجام آتھم ص ۳۲۔ اگر یہ بات اٹل تھی تو حضرت مرزا صاحب یہ کیوں فرماتے کہ تکذیب کرنے

---

[1] ثبوت دو بطن قائل۔ (مؤلف)

[2] سارے خاندان سے کیا کام، دیکھنا تو یہ ہے کہ خود مرزا سلطان محمد کا کیا حال ہے کیا اس نے توبہ کی ہے؟ کیا اس نے اپنی بیوی مرزا صاحب کی منکوحہ کو چھوڑا بھی؟ پھر خالی خولی نشتہ سے کیا فائدہ؟ (مؤلف)

پر عذاب آسکتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر "تقدیر مبرم" کیا ہوئی تو یاد رہے کہ تقدیر مبرم نہ قرآن شریف کی اصطلاح ہے نہ حدیث کی۔ یہ صوفیاء کرام کی اصطلاح ہے۔ پس ہمیں صوفیاء کرام ہی کی کتب سے اس کے معنی تلاش کرنے پڑیں گے۔ امام مجدد صاحب الف ثانی سرہندیؒ اپنے مکتوبات ۲۷۰ جلد اول ص ۲۲۴ پر فرماتے ہیں کہ تقدیر مبرم کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو ٹل جایا کرتی ہے اور اس کی تائید میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول لائے ہیں۔ اس کے مطابق حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی فرماتے ہیں کہ مومن کامل کا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا درجہ اور مرتبہ ہوتا ہے اور اس کی خاطر سے اور اس کی تضرع و دعا سے بڑے بڑے پیچیدہ کام درست کئے جاتے ہیں اور بعض ایسی تقدیریں بھی جو تقدیر مبرم کے مشابہ ہوں بدل جاتی ہیں۔ (آسمانی فیصلہ ص ۱۴) پس خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات شرطی تھی۔ اگر وہ خشیۃ اللہ کو چھوڑ دیتا تو ضرور اس کی موت ہو جاتی۔ مگر چونکہ اس نے خشیۃ اللہ سے کام لیا، حتیٰ کہ اس کی یہ خشیۃ اللہ حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد بھی دور نہ ہوئی اور اس کو حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کی قطعاً جرأت نہیں ہو سکی۔ پس ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا آنا قانونِ الٰہی کے بالکل خلاف تھا۔ جناب مولوی صاحب نے میرے بیان پر جو اعتراض کئے ہیں وقت کے ختم ہونے کے خیال سے مفصل جواب نہیں دے سکتا۔ مگر اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ جو صاحب بھی میری پہلی تقریر کو غور سے پڑھیں گے اسی میں ان کے جواب پائیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا ہے کہ اصل پیشگوئی مانعین کو ہلاک کرنا تھا۔ میں نے پہلے ہی بتلا دیا ہے کہ تمام مانعین ہلاک کر دیئے گئے تھے (بڑا مانع نکاح تو مرزا سلطان محمد ہے جس نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مؤلف) مولوی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ میں ان کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کو نشان بنا دوں گا۔ سو یہ پیشگوئی واقع میں پوری ہو گئی۔ ان کی لڑکی زبردست نشان بنی اور اس لڑکی کی وجہ سے مطابق پیشگوئی سخت تباہی آئی اور جو باقی بچے ان کو ہدایت نصیب ہوئی۔ باقی اس کا بیوہ بن جانا یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ مشروط تھا سلطان محمد کی وفات کے ساتھ اور سلطان محمد نے رجوع کیا اس لئے وہ قانون اور قرآن شریف کی تعلیم کے ماتحت بیوہ نہیں ہو سکتی تھی۔ پس میں اپنی تقریر کو بوجہ ختم ہونے وقت کے ختم کر دیتا ہوں۔

دستخط عبدالرحمٰن احمدی — دستخط سید ہمایوں مرزا پریذیڈنٹ جلسہ

۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء

<u>مؤلف:۔</u> اس تحریر کے سنانے کے وقت عجیب نظارہ تھا۔ مولانا فاتح قادیان نے اعلان کر دیا

ہوں جس میں مرزا سلطان محمد کی موت نہ آنے پر مرزا صاحب قادیانی نے اپنے حق میں تمام مخلوق سے بدترین بننے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ میں حیران ہوں کہ ایسی منصوصات صریحہ کے ہوتے ہوئے آپ انجام آتھم ص ۳۲ کی عبارت کیوں پیش کرتے ہیں جس میں مرزا سلطان محمد کی اڑھائی سالہ میعاد گذر جانے کا جواب ہے وہ میری پیش کردہ عبارت تقدیر مبرم سے بے تعلق ہے اصل بات یہ ہے کہ سلطان محمد کی بابت جناب مرزا صاحب کی پیشگوئی دو صورتوں میں ہے ایک اڑھائی سالہ جس کی میعاد اگست ۱۸۹۴ء کو ختم ہونے پر اعتراضات شروع ہوئے تو آپ نے اس کو اندازی پیشگوئی قرار دے کر التوا میں پڑ جانے کا اعلان کیا۔ اس التواء کی وجہ سلطان محمد کا خوف بتلایا اور اسی پر اس کو قسم کھانے کا صفحہ مذکور پر ذکر کیا ہے مجھے اس پیشگوئی اور اس کے التوا سے اس وقت بحث نہیں ہے دوسری صورت اس پیشگوئی کی یہ ہے جس کی عبارت میں نے نقل کی ہے کہ وہ تقدیر مبرم یعنی مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں اس کا مرنا ضروری ہے جس کی دنوں یا مہینوں یا سالوں سے تحدید نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ اتنا ہی بتایا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب قادیانی ہی کی زندگی میں مرے گا اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ محمدی بیگم (خدا اس کو اس صدمہ سے ہمیشہ محفوظ رکھے) مرزا صاحب کے الہام کے مطابق نکاح ثانی سے مرزا صاحب کی منکوحہ بنے گی جو نہ بنی اور نہ سلطان محمد مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں بلکہ آج تک فوت نہ ہوا اِن صحیح واقعات سے چشم پوشی کر کے جو شخص یا جماعت مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کو سچا سمجھے میں ان کے حق میں بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہوں۔ ما لھٰولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا ۔ اور اس شعر کے سوا میں کیا کہہ سکتا ہوں:

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اطلاع:۔ اس پرچہ کا جواب آج ۲۵ فروری ۱۹۲۳ء تک نہیں آیا۔ ناظرین پرچوں کو ملاحظہ کر کے حق و باطل میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ آمین

خاکسار مرزا محمود علی بیگ
سیکرٹری انجمن اہلحدیث سکندر آباد دکن
مرقومہ ۲۵ فروری ۱۹۲۳ء

قادیانیوں کے ہتھکنڈے اور ان کا جواب

ناظرین کرام! پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اور ان کی امت کے دعوے اور عقائد یہ ہیں کہ جو شخص مرزا صاحب قادیانی کو نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود، امام الزمان اور مجدد وغیرہ نہیں مانتا وہ کافر ہے اور اس کے پیچھے کسی مرزائی کی نماز درست نہیں چاہے مرزا صاحب کا منکر کیسا ہی عالم، دیندار، موحد اور متبع سنت ہو وہ کافر کا کافر ہی رہے گا اور جہنم میں جائے گا۔ قادیانی امت نے دنیا بھر کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا رکھا ہے عام مسلمان جب مرزا صاحب قادیانی کے جھوٹے دعوے اور الہامات اور غلط پیشگوئیوں کا انکار کرتے اور ان ہی کی کتابوں سے ان کا جھوٹ ثابت کرتے ہیں تو قادیانی لوگ تنگ آ کر دو باتیں پیش کیا کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ مباہلہ کر لو جس میں دونوں فریق (محمدی اور احمدی) جھوٹے پر لعنت کریں۔ پھر دیکھو سال تک کیا ہوتا ہے۔ اس کا جواب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب فاتح قادیان نے یہ دیا ہے کہ سال بھر کی مدت کسی روایت میں نہیں بلکہ تفسیر معالم التنزیل سے دکھایا کہ مباہلہ کی دعوت دینے والے کا اثر فریق ثانی پر فوراً ہونا چاہئے چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں ولو یلاعنوا لمسخوا (الحدیث) (معالم ج۱ص ۱۶۴) یعنی مباہلہ کرنے والے اگر مباہلہ کرتے تو فوراً مسخ کئے جاتے کیونکہ "لو" حرف شرط ہے اور شرط کی جزا متصل ہوتی ہے۔ پس جب کبھی قادیانی لوگ مباہلہ کی دعوت دیں تو ہمارے برادران اسلام ان سے لکھوا لیں کہ مباہلہ ہوتے ہی ہم پر اثر نہ ہوا تو قادیانی جھوٹے ہوں گے اور مرزائی مذہب سے تائب ہوں گے۔ تائب نہ ہونے کی صورت میں اتنی رقم بطور تاوان ادا کریں گے بلکہ اقرار نامہ کے ساتھ ہی رقم تاوان کسی امانت دار کے پاس رکھوا لیں۔

دوسرا ہتھکنڈا ان کا یہ ہے، کہتے ہیں کہ آؤ قسم کھاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر ایک سال تک موت یا عذاب آئے اس کا جواب مولانا فاتح نے جو دیا ہے وہ مسلمان بھائیوں کے یاد رکھنے کے لئے درج ذیل ہے۔

☆

قادیانی جماعت کو جواب

ملخص از اشتہار مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری فاتح قادیان بزمانہ ورود حیدرآباد دکن (مورخہ ۶ر فروری ۱۹۲۳ء)

برادرانِ اسلام! میں جب سے آیا ہوں میری تقریریں آپ نے سنیں۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ قادیانی مذہب کے جواب میں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا۔ میں تو صرف ان کے نبی رسول قادیان کے الفاظ سنا دیتا ہوں اس پر بھی میرے عنایت فرما قادیانی لوگ خفا ہیں۔ چنانچہ جب عبداللہ دین صاحب احمدی سوداگر سکندرآباد نے ایک اشتہار دیا ہے جس میں موصوف نے لکھا ہے کہ مولوی ثناءاللہ تکذیب مرزا صاحب پر ہماری پیش کردہ عبارت میں حلف اٹھائیں تو ہم ان کو مبلغ پانسو روپیہ انعام دیں گے۔ اس عبارت میں سوائے طول فضول کے کچھ فائدہ نہیں بات صرف اتنی ہے کہ میں حلف اٹھاؤں کہ مرزا صاحب قادیانی دعویٰ مسیحیت وغیرہ میں جھوٹے تھے اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو ایک سال کے اندر ہلاک ہو جاؤں وغیرہ۔

میں جلسہ ۵ر فروری ۱۹۲۳ء میں اعلان کر چکا ہوں کہ میں عبداللہ دین (قادیانی) کے الفاظ میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں مبلغ پانسو روپیہ پہلے انعام لے لوں گا۔ لیکن ایک سال تک میں زندہ سلامت رہا تو یقیناً احمدیوں کے نزدیک بھی سچا ثابت ہوں گا۔ پس عبداللہ دین صاحب اور میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) تحریر کر دیں کہ بعد سال ہم آپ کو سچا جان کر بحکمِ قرآن شریف "کونوا مع الصادقین" مرزا صاحب قادیانی کا مذہب چھوڑ کر مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ ہو کر تبلیغ کریں گے اور دونوں یا کوئی ایک ایسا نہ کریں گے تو دس ہزار روپیہ انعامی رقم مولوی ثناءاللہ کو دیں گے۔ اگر خیال ہو کہ عبداللہ دین صاحب اس عہد کے ذمہ دار اس لئے ہوں گے کہ انہوں نے اشتہار دیا خلیفہ قادیانی کیوں عہد لکھیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی مضمون کا ایک اشتہار منشی قاسم علی سہ صدی قادیانی نے دیا تھا تو اس پر لکھا تھا بحکم خلیفہ صاحب قادیان چونکہ حیدرآبادی اشتہار کا مضمون دراصل وہی مضمون ہے نیز خلیفہ قادیان سب کی جڑ بنیاد ہے اس لئے دونوں سے عہد لیا جائے گا۔

اطلاع عام:۔ مولانا امرتسری مدظلہ العالی کا مذکورہ بالا جواب سن کر قادیانی امت چوکڑی بھول گئی اور ہوش میں آ کر خاموش بیٹھ گئی اور آئندہ بھی امید نہیں کہ مولانا کے تجویز کردہ شرائط کو قبول کر کے کوئی قادیانی میدان میں آ سکے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

شہادات مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

دعویٰ مرزا صاحب

جناب مرزا قادیانی کا دعویٰ خود انہی کے الفاظ میں نقل کرنا مناسب ہے' گو آپ کا دعویٰ اس قدر مشہور و معروف ہے کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں' گو ان کے دعوئ نبوت و رسالت وغیرہ کے متعلق ان کی امت میں اختلاف ہے لیکن ان کے دعویٰ مسیحیت کی بابت اختلاف نہیں۔ تاہم ہم انہی کے الفاظ میں ان کا دعویٰ سناتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"وکنت اظن بعد هذه التسمية ان المسيح الموعود خارج وما كنت اظن انه انا حتى ظهر السر المخفى الذى اخفاه الله على كثير من عباده ابتلاء ا من عنده وسمانى ربى عيسى ابن مريم فى الالهام من عنده وقال يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة انا جعلناك عيسى ابن مريم وانت منى بمنزلة لا يعلمها الخلق وانت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى وانك اليوم الدنيا مكين امين. فهذا هو الدعوى الذى يجادلنى قومى فيه ويحسبوننى من المرتدين." (حمامة البشرى ص ۸. خزائن ج ۷ ص ۱۸۳. ۱۸۴)

"خدا نے میرا نام متوکل رکھا۔ میں بعد اس کے بھی سمجھتا رہا کہ مسیح موعود آئے گا اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں ہی ہوں گا' یہاں تک کہ مخفی بھید مجھ پر کھل گیا' جو بہت سے لوگوں پر نہیں کھلا اور میرے پروردگار نے اپنے الہام میں میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا' اور فرمایا اے عیسیٰ! ہم (خدا) نے تجھے عیسیٰ بن مریم کیا' اور تو مجھ سے ایسے مقام میں ہے کہ مخلوق اس کو نہیں جانتی اور تو (مرزا) میرے نزدیک میری توحید اور وحدت کے رتبے میں ہے اور تو آج ہمارے نزدیک بڑی عزت والا ہے۔ پس یہی (مسیح موعود ہونے کا) دعویٰ ہے' جس میں مسلمان قوم مجھ سے جھگڑتی ہے اور مجھ کو مرتد جانتی ہے۔"

یہ ہیں:

"عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته . الأیة. متفق علیه . (بخاری ج ۱. ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم. مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ بن مریم. مشکوٰۃ شریف ص ۴۷۹ باب نزول عیسیٰ علیه السلام)

ترجمہ: "ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: قسم ہے اللہ پاک کی! بہت جلد ابن مریمؑ منصف حاکم ہوکر تم میں اتریں گے، پھر وہ عیسائیوں کی صلیب کو (جس کو وہ پوجتے ہیں اسے) توڑ دیں گے اور خنزیر (جو خلاف حکم شریعت عیسائی کھاتے ہیں اس) کو قتل کرائیں گے اور کافروں سے جو جزیہ لیا جاتا ہے اسے موقوف کر دیں گے اور مال بکثرت لوگوں کو دیں گے یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا، لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک ایک سجدہ ان کو ساری دنیا کے مال ومتاع سے اچھا معلوم ہوگا۔ (حدیث کے یہ الفاظ سن کر) ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ تم اس حدیث کی تصدیق قرآن مجید میں چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: "اِنَّ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ آخر تک" (اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اترتے وقت کل اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے)۔

یہ حدیث اپنا مطلب بتانے میں کسی شرح کی محتاج نہیں۔ صاف لفظوں میں حضرت عیسیٰ موعود کو منصف حاکم یعنی بادشاہ قرار دیا ہے، اور مرزا صاحب کو یہ وصف حاصل نہ تھا، چنانچہ آگے اس کا ذکر آتا ہے۔

<u>دوسری شہادت:</u> دوسری شہادت اِس سے بھی زیادہ صاف اور فیصلہ کن ہے، جو صحیح مسلم میں مروی ہے:

"عن النبی صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجًا او معتمرًا او لیثنینهما."

(مسلم ج ۱ ص ۴۰۸ باب جواز التمتع فی الحج والقِران مسلم)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح موعود فج الروحاء سے (جو مکہ مدینہ کے

درمیان جگہ ہے۔نووی شرح مسلم)حج کا احرام باندھیں گے۔''

یہ حدیث حضرت مسیح موعود کی تشریف آوری کے بعد ان کے حج کرنے اور ان کے احرام باندھنے کے لئے مقام کی بھی تعیین کرتی ہے۔مرزا قادیانی کی بابت تو یہ بلا اختلاف مسلمہ ہے کہ وہ حج کو نہیں گئے۔مقام معیّن سے احرام باندھنا تو کجا۔

حیرت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت نے اور حدیثوں کے جوابات دینے پر تو توجہ کی' چاہے کسی قسم کی ہو مگر اس حدیث کا نام بھی ان کی تحریرات میں ہم نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۵/شوال (یکم جون ۱۹۲۳ء)میں یہ حدیث نقل کر کے جواب طلب کیا گیا تھا۔

تیسری شہادت: تیسری شہادت وہ ہے جسے مرزا قادیانی نے خود بھی نقل کیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں:

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عيسى ابن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معى فى قبرى فاقوم انا وعيسىٰ ابن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر وعمر ."

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ. ص ۴۸۰)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ زمین کی طرف اتریں گے' پھر نکاح کریں گے اور ان کے اولاد پیدا ہوگی اور آپ پینتالیس سال زمین پر رہیں گے' پھر فوت ہو کر میرے مقبرہ میں میرے ساتھ دفن ہوں گے' پھر میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)اور حضرت عیسیٰ ایک ہی مقبرہ سے قیامت کو اٹھیں گے' جبکہ ہم ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کے درمیان ہوں گے۔''

اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ موعود کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوگا۔ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے خود اپنے استدلال میں لیا ہوا ہے۔اس میں جو حضرت عیسیٰ موعود کے تزوج (نکاح) کا ذکر ہے' اس کی نسبت مرزا قادیانی نے بہت کوشش کی ہے کہ یہ ان پر صادق آئے۔

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ جناب موصوف نے ایک نکاح کی بابت الہامی پیشگوئی فرمائی تھی' جس کو اعجازی نکاح کہتے تھے۔جناب ممدوح لکھتے ہیں کہ یہ نکاح جو حضرت عیسیٰ ابن مریم موعود کا مذکورہ حدیث میں آیا ہے' اس سے وہی اعجازی نکاح مراد ہے' جس کی بابت میں نے

پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

"انہ یتزوج وذالک ایماء الی ایة یظهر عند تزوجه من ید القدرة وارادة حضرت الوتر وقد ذکرناها مفصلا فی کتابنا التبلیغ والتحفة واثبتنا فیهما ان هذه الایت ستظهر علی یدی."

(حمامة البشریٰ ص ۲۶. خزائن ج۷ ص ۲۰۸)

ترجمہ: "حضرت عیسیٰ موعود نکاح کریں گے' یہ اس نشان کی طرف اشارہ ہے جو اس کے نکاح کے موقع پر قادر کی قدرت سے ظاہر ہوگا' اور ہم نے اس نشان کو مفصل اپنی دو کتابوں تبلیغ اور تحفہ میں ذکر کیا ہوا ہے' اور ثابت کردیا ہے کہ یہ نشان میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔"

یعنی (مرزا قادیانی یہ کہنا چاہتا ہے کہ) یہ نکاح وہی ہے جو میرا ہوگا۔ تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ اس کو دوسری کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں یوں لکھتے ہیں:

"اس پیشگوئی (یعنی میرے نکاح) کی تصدیق کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ "یتزوج ویولد له" یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحبِ اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں' کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے' اس میں کچھ خوبی نہیں' بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳۔ خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۳۳۷)

یہ عبارت بآوازِ بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا قادیانی کو اس حدیث کی تسلیم سے انکار نہیں بلکہ اس کو اپنی دلیل میں لایا کرتے تھے۔ اس لئے ہم بھی اس حدیث سے استدلال کرنے کا حق رکھتے ہیں' جو یوں ہے کہ:

"چونکہ مرزا قادیانی مدینہ شریف میں فوت ہو کر روضۂ مقدسہ میں دفن نہیں ہوئے' اس لئے وہ عیسیٰ موعود نہیں۔"

الحمد للہ! کہ از روئے احادیثِ شریفہ ہم نے ثابت کردیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت موعودہ کا صحیح نہیں:

آنکس کہ بقرآن و خبر از نرہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

احادیث اس مضمون کی بکثرت ہیں (حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے ص ۱۲۰ پر احادیث و آثار جمع کئے ہیں۔ مرتب) مگر ہم نے بہ نیت اختصار بطور نمونہ انہی تین حدیثوں پر اکتفا کیا کیونکہ ماننے والے کے لئے یہ بھی کافی سے زیادہ ہیں' نہ ماننے والے کو بہت بھی کچھ نہیں:

اگر صد بابِ حکمت پیشِ ناداں
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

مختصر مضمون احادیثِ ثلاثہ

تینوں حدیثوں کا مختصر مضمون تین فقروں میں ہے:
(۱) حضرت عیسیٰ حاکمانہ صورت میں آئیں گے۔
(۲) حضرت عیسیٰ حج کریں گے' ان کے احرام کی جگہ کا نام فج الروحاء ہے۔
(۳) حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام نکاح کر کے پینتالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔

اِن تینوں مضامین کے لحاظ سے مرزا قادیانی کے حق میں نتیجہ صاف ہے کہ:۔
''مرزا غلام احمد قادیانی عیسیٰ موعود نہ تھے۔''

مختصر بات ہو مضمون مطول ہووے

تتمہ بابِ اول: شاید کسی صاحب کو خیال ہو کہ جو الفاظ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی بابت آئے' ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز مراد ہے۔ مثلاً بقول ان کے عیسیٰ مسیح سے خاص حضرت عیسیٰ مراد نہیں بلکہ مثلِ عیسیٰ مراد ہے' یا ''عدل حکم'' سے ظاہری حاکم مراد نہیں بلکہ روحانی مراد ہے۔ غرض یہ کہ ان جملہ اوصاف مسیحیہ میں سے جو وصف جناب مرزا صاحب میں نہیں پایا جاتا' اس سے مجازی وصف مراد ہے۔

اس کا جواب بالکل آسان ہے علماء بلاغت کا قانون ہے کہ مجاز وہاں مراد لی جاتی ہے جہاں حقیقت محال ہو۔ (ملاحظہ ہو مطول بحث حقیقت مجاز)

اب ہم دکھاتے ہیں کہ ان الفاظ کی حقیقت کی بابت' جو حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کے حق میں آئے ہیں' مرزا قادیانی کیا فرماتے ہیں؟ کیا ان کی حقیقت کو محال جانتے ہیں یا ممکن؟

پس مرزا قادیانی کی عبارت مندرجہ ذیل کو بغور ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں:

''بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں' کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا' درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جبکہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے۔ ممکن ہے کسی وقت ان کی مراد بھی پوری ہو جائے۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۰۰۔ خزائن ج ۳ ص ۱۹۷۔ ۱۹۸)

اس عبارت میں مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ حقیقۃً مسیحیت محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ یہ بھی تسلیم ہے کہ ان کی حقیقت حکومت ظاہر یہ ہے' جو مجھ میں نہیں۔ پس جب حقیقت ممکنہ ہے تو امکانِ حقیقت کے وقت مجاز کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ **فافهم**:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہِ کنعاں کا

گو مرزا قادیانی کے اقرار کے بعد کسی شہادت کی حاجت نہیں' تاہم ایک گواہ ایسا پیش کیا جاتا ہے' جس کی توثیق جناب مرزا قادیانی نے خود اعلیٰ درجہ کی' کی ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں:

''ان (حکیم نور الدین بھیروی) کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے' میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جاں نثار پایا۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۷۷۔ خزائن ج ۳ ص ۵۲۰)

یہی حکیم صاحب ہیں جو مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد خلیفۂ اول قادیاں ہوئے۔ وہی حکیم نور الدین صاحب اصولی طور پر ہماری تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہر جگہ تاویلات و تمثیلات سے' استعارات و کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد' منافق' بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالاتِ باطلہ کے موافق الٰہی کلماتِ طیبات کو لا سکتا ہے' اس لئے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضرور ہے۔''

(ازالہ اوہام طبع اول ص ۸۔ خزائن ج ۳ ص ۶۳۱)

پس ثابت ہوا کہ چونکہ عیسیٰ موعود علیہ السلام کا اپنی اصل حقیقت کے ساتھ آنا ممکن ہے' لہٰذا مرزا قادیانی عیسیٰ موعود نہیں ہیں۔ (الحمد للہ)

☆

علیہ وسلم کی ہجرت سے چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہوا ہوں۔"

(رسالہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ا۷۔خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۲۰۹)

اس بیان کی تردید: مرزا قادیانی اپنی دوسری کتاب میں یوں لکھتے ہیں:

"اور منجملہ ان علامات کے جو اس عاجز (مرزا) کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں پائی جاتی ہیں، وہ خدمات خاصہ ہیں جو اس عاجز (مرزا) کو مسیح ابن مریم کی خدمات کے رنگ پر سپرد کی گئی ہیں، کیونکہ مسیح اس وقت یہودیوں میں آیا تھا کہ جب توریت کا مغز او بطن یہودیوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا تھا، اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چوداں (یہ سلطان القلم کی اردو ہے۔ مصنف) سو برس بعد تھا کہ جب مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پس ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز (مرزا) آیا کہ جب قرآن کریم کا مغز او بطن مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا، اور یہ زمانہ بھی حضرت مثیل (یعنی آنحضرت ﷺ۔ مصنف) موسیٰ کے وقت سے اسی زمانہ کے قریب قریب گزر چکا تھا جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔"

(ازالہ اوہام طبع اول ص ۲۹۲، ۲۹۳۔خزائن ج ۳ ص ۲۷۳)

اس بیان میں مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے درمیانی زمانہ کو چودہ سو برس سے کچھ زیادہ قرار دیا ہے، کیونکہ چودہ سو برس بعد کا لفظ چودہ سو پر زیادتی چاہتا ہے، عیسائیوں، یہودیوں کی شہادت اس بارے میں ۱۴۵۱ ہے۔ (دیکھو نقد لیس اللغات)

حالانکہ پہلے بیان میں تیرہ سو برس ختم ہو کر چودھویں صدی کے سر پر آنا لکھا ہے۔ اس دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ایک سو سال قبل از وقت تشریف لے آئے، کیونکہ اس بیان کے مطابق مسیح موعود کی تشریف آوری کا وقت چودہ سو سال کے بعد ہے اور آپ چودھویں صدی کے شروع میں آئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ آپ ایک سو سال سے بھی کچھ پہلے تشریف لے آئے ہیں، لہٰذا سرِ دست تشریف لے جایئے، ہم آپ پر ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں۔

دوسری تردید: مذکورہ بالا تردیدی بیان کے علاوہ مرزا قادیانی کا ایک دوسرا بیان ایسا ہی صاف ہے، جو ان دونوں کے مخالف ہے۔ آپ ایک جگہ مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں کہ پیشگوئیوں میں ہمیشہ ابہام ہوتا ہے، صاف اور مفصل بیان نہیں ہوتا، کیونکہ پیشگوئیوں میں سننے والوں کا امتحان (ابتلاء) کرنا منظور ہوتا ہے۔ چنانچہ توریت میں آنحضرت ﷺ کے حق میں پیشگوئی اسی قسم کی مبہم ہے، جس میں وقت، ملک اور نام نہیں بتایا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ کو ابتلاء خلق اللہ کا منظور نہ ہوتا اور ہر طرح سے کھلے کھلے طور پر پیشگوئی کا بیان کرنا ارادہ الٰہی ہوتا تو پھر اس طرح پر بیان کرنا چاہئے

پھر فرماتے ہیں کہ بس میں چونکہ چھٹے ہزار سال میں پیدا ہوا ہوں' لہٰذا میں مسیح موعود
ہوں۔ اب سنئے آپ کے اپنے الفاظ' جناب موصوف فرماتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ
''واخرین منھم لما یلحقوا بھم'' ہے' تمام اکابر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ
اس امت کا آخری گروہ یعنی مسیح موعود کی جماعت صحابہ کے رنگ میں ہوں گے اور صحابہ رضی اللہ
عنہم کی طرح بغیر کسی فرق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور ہدایت پائیں گے۔ پس
جب کہ یہ امر نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض
صحابہ پر جاری ہوا' ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا' تو اس صور
ت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور بعث ماننا پڑا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت
میں ہزار ششم میں ہوگا اور اس تقریر سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دو بعث ہیں' یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا' جو مسیح موعود اور مہدی موعود کے ظہور سے پورا ہوا۔ غرض
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہوئے تو جو بعض حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہزار ششم کے آخیر میں مبعوث ہوئے تھے' اس سے بعث دوم مراد ہے' جو نص قطعی
آیۂ کریمہ ''واخرین منھم لما یلحقوا بھم'' سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ نادان
مولوی' جن کے ہاتھ میں صرف پوست ہی پوست ہے' حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا انتظار کر
رہے ہیں' مگر قرآن شریف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ آنے کی بشارت دیتا ہے کیونکہ
افاضہ بغیر بعث غیر ممکن ہے' اور بعث بغیر زندگی کے غیر ممکن ہے' اور حاصل اس آیۂ کریمہ یعنی
''واخرین منھم'' کا یہی ہے کہ دنیا میں زندہ رسول ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' جو
ہزار ششم میں بھی مبعوث ہو کر ایسا ہی افاضہ کرے گا جیسا کہ وہ ہزار پنجم میں افاضہ کرتا تھا' اور
مبعوث ہونے کے اس جگہ یہی معنی ہیں کہ جب ہزار ششم آئے گا اور مہدی موعود اس کے آخر میں
ظاہر ہوگا تو گو بظاہر مہدی معہود کے توسط سے دنیا کو ہدایت ہوگی لیکن دراصل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قوت قدسی نئے سرے سے اصلاح عالم کی طرف ایسی سرگرمی سے توجہ کرے گی کہ گویا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مبعوث ہو کر دنیا میں آ گئے ہیں' یعنی معنی اس آیت کے ہیں کہ
''واخرین منھم لما یلحقوا بھم''۔ پس یہ خبر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم کے
متعلق ہے' جس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ بعث ہزار ششم کے اخیر پر ہوگا' اسی حدیث سے اس

بات کا قطعی فیصلہ ہوتا ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود، جو مظہر تجلیاتِ محمدیہ ہے، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے، وہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو کیونکہ یہی صدی ہزار ششم کے آخری حصہ میں پڑتی ہے۔"

(تحفۂ گولڑویہ حاشیہ ص ۹۴، ۹۵۔ خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۲۴۸ تا ۲۵۰)

اس عبارت کا مطلب ناظرین کے فہم عالی سے قریب کرنے کو اتنی تشریح کی ضرورت ہے کہ بقول مرزا قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو دفعہ نبی ہو کر ظاہر ہونا مقدر تھا۔ ایک تو اس وقت جب آپ بصورتِ محمد مکہ معظمہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ دوم اس وقت جب بشکل مرزا قادیانی بہ عہدۂ عیسیٰ موعود قادیان میں رونق افروز ہوئے۔ پہلی صورت میں آپ کا نام محمد تھا۔ دوسری میں احمد ہیں۔ محمدی صورت جلالی تھی یعنی جنگی اور احمدی صورت جمالی۔ یعنی صلح جو ہے چنانچہ اس کتاب کے دوسرے مقام پر مرزا قادیانی نے اس مضمون کو منجمانہ تقریر میں یوں لکھا ہے فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیۂ کریمہ "وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ" میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت " وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ" اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائے گا۔ یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی۔ یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک [۱] ہوں اور اس پر نادان مولویوں نے جیسا کہ ان کی ہمیشہ سے عادت ہے شور مچایا تھا۔ حالانکہ اگر اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیروزبر ہو جاتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جو نعوذ باللہ کفر تک نوبت پہنچاتی ہے۔ لہٰذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالۂ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ

---

[۱] شریک نہیں بلکہ اصل مصداق تھا۔ (دیکھو ازالہ طبع اول ص ۶۷۳۔ خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) مصنف

بات کا قطعی فیصلہ ہوتا ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود، جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے، وہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو کیونکہ یہی صدی ہزار ششم کے آخری حصہ میں پڑتی ہے۔"

(تحفۂ گولڑویہ حاشیہ ص ۹۴، ۹۵۔ خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۲۴۸ تا ۲۵۰)

اس عبارت کا مطلب ناظرین کے فہم عالی سے قریب کرنے کو اتنی تشریح کی ضرورت ہے کہ بقول مرزا قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو دفعہ نبی ہو کر ظاہر ہونا مقدر تھا۔ ایک تو اس وقت جب آپ بصورتِ محمد مکہ معظمہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ دوم اس وقت جب بشکل مرزا قادیانی بہ عہدۂ عیسیٰ موعود قادیان میں رونق افروز ہوئے۔ پہلی صورت میں آپ کا نام محمد تھا۔ دوسری میں احمد ہیں۔ محمدی صورت جلالی تھی یعنی جنگی اور احمدی صورت جمالی۔ یعنی صلح جو ہے چنانچہ اس کتاب کے دوسرے مقام پر مرزا قادیانی نے اس مضمون کو منجمانہ تقریر میں یوں لکھا ہے فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیۂ کریمہ "وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ" اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائے گا۔ یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی۔ یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک [1] ہوں اور اس پر نادان مولویوں نے جیسا کہ ان کی ہمیشہ سے عادت ہے شور مچایا تھا۔ حالانکہ اگر اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیر و زبر ہو جاتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جو نعوذ باللہ کفر تک نوبت پہنچاتی ہے۔ لہٰذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالۂ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

---

[1] شریک نہیں بلکہ اصل مصداق تھا۔ (دیکھو ازالہ طبع اول ص ۶۷۳۔ خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) مصنف

خاتم النبیین لا نبی بعدی

نکات مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اوعلی
آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ذمہ بے حساب عہدے لے رکھے تھے: مجدّد، مہدی، مسیح، کرشن وغیرہ اِن سب کے ثبوت ہیں، اُن کے پاس دو قسم کے دلائل تھے: ایک لفظی، دوسرے روحانی۔ لفظی دلائل آیات واحادیث سے تھے، جن کی حقیقت معلوم ہے۔ روحانی دلائل دو قسموں پر تھے: (اول) الہامات ربانی متضمن پیشگوئیاں (دوم) قرآنی معارف اور نکات۔

جس طرح کہ مرزا قادیانی پر بحیثیت مدعی اِن تینوں قسموں کے دلائل بیان کرنا فرض تھا، اُسی طرح اُن کے منکروں کا بھی فرض تھا کہ وہ تینوں قسم کے دلائل سُنیں اور غور کر کے صحیح ہونے کی صورت میں قبول کریں یا غلط ہونے کی صورت میں ردّ کریں۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ مرزا قادیانی کے دلائل قرآنیہ اور حدیثیہ کے جواب میں بھی ہماری تحریرات شائع ہوئی ہیں اور الہامات کے متعلق بھی کئی ایک رسائل مطبوع ہیں۔ آج ہم تیسری قسم "نکاتِ قرآنیہ مرزائیہ" ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اس کی وجہ کیا ہوئی؟ مارچ ۱۹۲۵ء میں حسب معمول قادیان میں اسلامیہ جلسہ ہوا، جس میں علماء دیوبند مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب وغیرہ بھی شریک تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے اثناءِ تقریر میں مرزا قادیانی کے معارف قرآنیہ پر بھی چھینٹا ڈالا۔ بالفاظِ دیگر مرزا قادیانی کے معارفِ قرآنیہ سے انکار کیا۔ اِس پر اخبار الفضل مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء میں خلیفہ صاحب قادیاں کی ایک تقریر شائع ہوئی جس کے دو حصے تھے: ایک مرزا غلام احمد (پنجابی نبی) کے بیان کردہ معارف کا، دوسرا خود خلیفۂ قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کا چیلنج، پہلے حصے کے متعلق اُن

کے الفاظ یہ ہیں:

دیوبندیوں کا چیلنج منظور اگر وہ (دیوبندی) لوگ اپنی اِس بات پر مضبوط اور قائم ہیں اور اس کو صداقت کا معیار قرار دینے کے لئے تیار ہیں تو اِس بات کا میں ذمہ لیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں سے وہ حقائق اور معارف پیش کروں جو اِن مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے اور نہ پہلی کتابوں میں قرآن کریم سے اخذ کر کے بیان کئے ہیں۔ کہہ دینے کو تو انہوں نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب نے کوئی معارف بیان نہیں کئے' اور جو کئے وہ سرقہ ہیں' پچھلی کتابوں میں موجود ہیں لیکن اگر اس بات پر ثابت قدم رہیں اور اس کو سچائی کا معیار سمجھیں تو اس کا میں ذمہ لیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے ایسے قرآنی حقائق اور معارف پیشکروں جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے' اور نہ حضرت مسیح موعود (مرزا سے) سے پہلے کسی نے لکھے ہیں۔

مگر دیوبندی مولوی صاحبان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم میں وہ معارف ہیں جو پہلی کتب میں نہیں ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے پرکھنے سے پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کر لینا چاہئے اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ غیر احمدی علماء مل کر قرآن کے وہ معارف بیان کریں جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دوگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں' اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے؟ پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دوگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بے شک مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک سال تک لکھ کر شائع کریں اور اس کے بعد میں اس پر جرح کروں گا' جس کے لئے مجھے چھ ماہ (ڈیڑھ سال) کی مدت ملے گی۔ اس مدت میں جس قدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں' ان کو پیش کروں گا۔ اگر ثالث فیصلہ دیں کہ وہ باتیں واقع میں پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ ان کی کتاب کا تسلیم کیا جائے گا جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں جو پہلی کتب میں نہیں پائے جاتے' اس کے بعد چھ ماہ (دو سال) کے عرصہ میں ایسے معارف قرآنیہ مسیح موعود کی کتب سے یا آپ کے مقرر کردہ اصول کی بناء پر لکھوں گا' جو پہلے کسی اسلامی مصنف نے نہیں لکھے' اور مولوی صاحبان کو چھ ماہ (اڑھائی سال) کی مدت دی جائے گی کہ وہ اس پر جرح کر لیں اور جس قدر حصہ ان کی جرح کا منصف تسلیم کر

لیں، اس کو کاٹ کر باقی کتاب کا مقابلہ ان کی کتاب سے کیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ، جو حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے کئے گئے ہوں گے اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں گے، ان علماء کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دگنے ہیں یا نہیں؟ جو انہوں نے قرآن کریم سے ماخوذ کئے ہوں، اور وہ پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ اگر میں ایسے دگنے معارف دکھانے سے قاصر رہوں تو مولوی صاحبان جو چاہیں کہیں، لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں یا شکست کھائیں تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ منجانب اللہ تھا۔''

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے معارف کا فیصلہ کم سے کم تین سال کے بعد ہو سکے گا۔ چونکہ یہ ایک فضول طول عمل تھا اس لئے کسی نے اس پر توجہ نہ کی۔ البتہ خلیفۂ قادیان کی تقریر کا دوسرا حصہ قابل التفات ہو سکتا تھا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

''اگر مولوی صاحب (دیوبندی) اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں اور اس سے گریز کریں تو دوسرا طریق یہ ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ خادم ہوں، میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کر لیں اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں، اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اس عرصہ میں تفسیر لکھوں گا اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کروں گا، اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں گے، اور پھر دنیا خود دیکھ لے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے؟ اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے؟

(خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۂ قادیاں) (الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

اس چیلنج کے جواب میں ہم نے صاف لفظوں میں قبولیت لکھی (یعنی اس چیلنج کو قبول کیا) جو یہ ہے:

<u>ہم اس چیلنج کی منظوری دیتے ہیں</u>

بلا تکلف ہم کو یہ صورت منظور ہے۔ پس آپ اسی میدان میں تشریف لے آئیں، جس میں مرزا قادیانی نے امرتسر میں مباہلہ کیا تھا۔ میں آپ کی طرف سے تقررِ تاریخ اور جوابِ باصواب کا منتظر ہوں۔ پس سنئے:

ہم وہ نہیں کہ دور سے دعویٰ کیا کریں
ہم وہ نہیں کہ دون کی بیٹھے لیا کریں
اپنا تو یہ ہے قول آئے ہیں آیئے
دعویٰ اگر کیا ہے تو کچھ کر دکھایئے

(میں ہوں مرزا صاحب قادیانی نبی کا پرانا باوفاء)

(ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری) (ہفت روزہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۲۴ء)

اس صاف منظوری کے جواب میں روزنامہ الفضل مورخہ ۲۷ راکتوبر ۱۹۲۴ء میں لکھا گیا کہ:

''ہمارا چیلنج علماء دیوبند کو ہے۔ تم (ثناء اللہ) ان سے وکالت نامہ حاصل کرو،
پھر مقابلہ پر آؤ۔''

اس کے جواب میں، مَیں نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳ رنومبر ۱۹۲۵ء میں لکھا کہ مجھے دیوبندیوں سے وکالت نامہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، آپ (خلیفۂ قادیاں) امرتسر میں نہیں آتے تو سنئے:

''آپ بتراضی فریقین کوئی تاریخ مقرر کر کے بٹالہ (مشرقی پنجاب، ہندوستان) کی جامع مسجد میں آجائیں، جہاں آٹھ ۸ بجے صبح سے بارہ ۱۲ بجے تک مجلس ہوگی، جس میں، مَیں (ثناء اللہ) اور آپ (خلیفۂ قادیاں) تفسیر القرآن لکھیں گے، اس طرح سے کہ مجھ سے اور آپ سے قریب دس دس گز تک کوئی آدمی نہ بیٹھے گا۔ ہمارے ہاتھ میں صرف سادہ بے ترجمہ قرآن اور سادہ کاغذ اور آزاد قلم (انڈیپنڈنٹ) ہوگا۔'' (اخبار اہل حدیث ۱۳ نومبر ۱۹۲۵ء)

اتنی واضح اور صاف قبولیت (چیلنج) پر بھی خلیفہ صاحب معارف نمائی کو نہ نکلے بلکہ اخبار الفضل ۲۵ ردسمبر ۱۹۲۵ء میں حیلے حوالے بناتے رہے۔ لہٰذا ضرورت ہوئی کہ مرزا قادیانی کے نکات اور معارف قرآنیہ کا نمونہ پبلک کو دکھایا جائے تاکہ اپنے پرائے کو پورا یقین حاصل ہو جائے کہ واقعی مرزا قادیانی قرآن اور شریعت کے نکاتِ جدیدہ کیسے بیان کیا کرتے تھے؟

تعرف الاشیاء باضدادھا یہ ایک عربی کا مقبول مقولہ ہے، اس کا مطلب بہت صحیح ہے کہ چیزوں کی پرکھ ان کے مقابلہ سے ہوتی ہے، اس لئے مرزا قادیانی صاحب کے مدمقابل مولوی عبداللہ چکڑالوی بانی فرقہ چکڑالویہ (اہلِ قرآن) کے چند معارف جدیدہ بھی ہم بتادیں گے، جو واقعی اس قابل ہونگے کہ پہلی کسی کتاب میں نہ ملیں گے تاکہ مرزا صاحب کو مخاطب کر کے ہمیں یہ کہنے کا موقع حاصل ہو:

ہم وہ نہیں کہ دور سے دعوٰی کیا کریں
ہم وہ نہیں کہ دون کی بیٹھے لیا کریں
اپنا تو یہ ہے قول آئے ہیں آیئے
دعوٰی اگر کیا ہے تو کچھ کر دکھایئے

(میں ہوں مرزا صاحب قادیانی نبی کا پرانا باوفاء)

(ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری) (ہفت روزہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۲۴ء)

اس صاف منظوری کے جواب میں روز نامہ الفضل مورخہ ۲۷ را کتوبر ۱۹۲۴ء میں لکھا گیا کہ:

''ہمارا چیلنج علماء دیوبند کو ہے۔ تم (ثناء اللہ) ان سے وکالت نامہ حاصل کرو، پھر مقابلہ پر آؤ۔''

اس کے جواب میں، مَیں نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳ رنومبر ۱۹۲۵ء میں لکھا کہ مجھے دیوبندیوں سے وکالت نامہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، آپ (خلیفۂ قادیاں) امرتسر میں نہیں آتے تو سنئے:

''آپ بتراضی فریقین کوئی تاریخ مقرر کر کے بٹالہ (مشرقی پنجاب، ہندوستان) کی جامع مسجد میں آجائیں، جہاں آٹھ ۸ بجے صبح سے بارہ ۱۲ بجے تک مجلس ہوگی، جس میں، مَیں (ثناء اللہ) اور آپ (خلیفۂ قادیاں) تفسیر القرآن لکھیں گے، اس طرح سے کہ مجھ سے اور آپ سے قریب دس دس گز تک کوئی آدمی نہ بیٹھے گا۔ ہمارے ہاتھ میں صرف سادہ بے ترجمہ قرآن اور سادہ کاغذ اور آزاد قلم (انڈیپنڈنٹ) ہوگا۔'' (اخبار اہل حدیث ۱۳ نومبر ۱۹۲۵ء)

اتنی واضح اور صاف قبولیت (چیلنج) پر بھی خلیفہ صاحب معارف نمائی کو نہ نکلے بلکہ اخبار الفضل ۲۵ ردسمبر ۱۹۲۵ء میں حیلے حوالے بناتے رہے۔ لہٰذا ضرورت ہوئی کہ مرزا قادیانی کے نکات اور معارف قرآنیہ کا نمونہ پبلک کو دکھایا جائے تاکہ اپنے پرائے کو پورا یقین حاصل ہو جائے کہ واقعی مرزا قادیانی قرآن اور شریعت کے نکاتِ جدیدہ کیسے بیان کیا کرتے تھے؟

تعرف الاشیاء باضدادھا یہ ایک عربی کا مقبول مقولہ ہے، اس کا مطلب بہت صحیح ہے کہ چیزوں کی پرکھ ان کے مقابلہ سے ہوتی ہے، اس لئے مرزا قادیانی صاحب کے مقابل مولوی عبداللہ چکڑالوی بانی فرقہ چکڑالویہ (اہل قرآن) کے چند معارف جدیدہ بھی ہم بتادیں گے، جو واقعی اس قابل ہوں گے کہ پہلی کسی کتاب میں نہ ملیں گے تاکہ مرزا صاحب کو مخاطب کر کے ہمیں یہ کہنے کا موقع حاصل ہو:

میں پھیل گیا۔'' (ازالہ اوہام ص۴۸۵۔خزائن ج۳ص۳۶۰/۳۶۱)

''پادریوں کی دجالیت کی نظیر ہرگز ہم کو نہیں ملے گی۔انہوں نے ایک موہومی اور فرضی مسیح اپنی نظر کے سامنے رکھا ہوا ہے جو بقول ان کے زندہ ہے اور خدائی کا دعوی کر رہا ہے۔سو حضرت مسیح ابن مریم نے خدائی دعوی ہرگز نہیں کیا۔یہ لوگ اس کی طرف سے وکیل بن کر خدائی کا دعوی کر رہے ہیں۔اور اس دعوی کے سرسبز کرنے کے لئے کیا کچھ انہوں نے تحریفیں نہیں کیں اور کیا کچھ تلبیس کے کام استعمال میں نہیں لائے۔اور مکہ مدینہ چھوڑ کر اور کون سی جگہ ہے جہاں یہ لوگ نہیں پہنچے۔کیا کوئی دھوکہ دینے کا کام یا گمراہ کرنے کا منصوبہ یا بہکانے کا کوئی طریقہ ایسا بھی ہے جو ان سے ظہور میں نہیں آیا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنے دجالانہ منصوبوں کی وجہ سے ایک عالم پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئے؟'' (ازالہ اوہام ص۴۸۹خزائن ج۳ص۳۶۲۔۳۶۳)

''دیکھو کہ اکیس ۲۱ سال میں ان لوگوں نے اپنے پر تلبیس خیالات کے پھیلانے کے لئے سات کروڑ سے کچھ زیادہ کتابیں مفت تقسیم کی ہیں تا کہ کسی طرح لوگ اسلام سے دست بردار ہو جائیں اور حضرت مسیح کو خدا مان لیا جائے۔اللہ اکبر! اگر اب بھی ہماری قوم کی نظر میں یہ لوگ اول درجہ کے دجال نہیں اور ان کے الزام کے لئے ایک سچے مسیح کی ضرورت نہیں تو پھر اس قوم کا کیا حال ہوگا؟'' (ازالہ اوہام ص۴۹۳خزائن ج۳ص۳۶۵)

''لہٰذا اس بات پر قطع اور یقین کرنا چاہئے کہ وہ مسیح و دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت تھی اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گزشتہ کے دجالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو''۔ (ازالہ اوہام ص۴۹۵۔خزائن ج۳ص۳۶۶)

اِسی دجال کے قتل کرنے کو مسیح موعود (مرزا قادیانی خود بدولت) تشریف لائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں (عربی اور فارسی دونوں مرزا قادیانی کی ہیں):

"ولا يقتل الدجال الا بالحربة السماوية. اى بفضل من الله لا بالطاقة البشرية .فلا حرب ولا ضرب ولكن امر نازل من الحضرة الاحدية. وكان هذا الدجال يبعث بعض ذراريه في كل مائة من مئين. ليضل المومنين والموحدين والصالحين والقائمين على الحق والطالبين. ويهدّ مبانى الدين .ويجعل صحف الله عضين. وكان وعد من الله انه يقتل في آخر الزمان ويغلب الصلاح على الطلاح والطغيان. وتبدل الارض ويتوب اكثر الناس الى الرحمان .وتشرق الارض بنور ربها. وتخرج القلوب من ظلمات الشيطان .فهذا هو موت الباطل

شد۔" (اعجاز المسیح ص ۱۴۳-۱۴۲ خزائن ج ۱۸ص ۱۴۷)

مطلب اس کا بھی صرف اپنی مسیحیت کا استنباط ہے' یعنی مسیح موعود (مرزا) کے زمانے کا نام یَوْمُ الدِّیْنَ ہے کیونکہ اس زمانہ میں دین اسلام زندہ ہو جائے گا۔

ناظرین! مسیح موعود (مرزا قادیانی) آئے اور تشریف لے گئے مگر دین اسلام کی حالت جو ہے وہ کسی سے مخفی نہیں' کہ نہ اس کی ظاہری شان وشوکت رہی' نہ عمل رہا۔ ظاہری شوکت کا اندازہ تو خود اسی سے ہو سکتا ہے کہ (مرزا قادیانی) سے پہلے جتنے ممالک پر اسلامی حکومت تھی وہ آج نہیں۔ بصرہ سے لے کر خدا کی مقدس سرزمین بیت المقدس تک ہزاروں میل' طرابلس' عرب کا بہت سا حصہ' افریقہ کا سارا اسلامی حصہ اسلامی جھنڈے سے باہر ہو گیا۔ عملی حالت کسی سے مخفی نہیں' ہندوستان کی مجموعی اسلامی آبادی میں فی ہزار بھی ایک نہ ہوگا جو دین کی باتیں جانتا اور پابندی کرتا ہو۔ ہمارا بیان تو مخالفانہ کہا جائے گا' اس لئے ہم قادیانی اخبارات کا بیان درج کرتے ہیں' جو مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کی کافی تردید ہے:

یاالٰہی رحم کر اب حال پر اسلام کے
رہ گئے مومن زمانہ میں فقط اک نام کے
تارکِ صوم و صلوٰۃ و پردہ و قرآن ہیں
نا خلف کیسے ہوئے اس دور میں اسلام کے
حامیانِ دین نے مسلم کو کافر کردیا
کافرستان بن گئے جو ملک تھے اسلام کے
ہیں مسلماں نام کے لیکن یہودی کام کے
آشنائے کفر ہیں نا آشنا اسلام کے
مصطفیٰ کامل سا لیڈر جب ملے احرار کو
مل کے باہم کیوں نہ ناچیں مرد و زن اسلام کے
تو ہوا ہم سے خفاء جب ہم ہوئے تجھ سے جدا
ہے یہی اس کی جزا دن آ گئے آلام کے
یاالٰہی! پھر وہی بادِ بہاری چل پڑے
جس سے ہوں پھر سے ہرے سوکھے شجر اسلام کے

(اخبار فاروق ۲۰ دسمبر ۱۹۲۵ء ص اول)

"ھو حسن الکلام فی التفسیر کثیر الغوص علی اللطائف والدقائق۔" (تفسیر کبیر جلد۲ص۲۶۶زیر آیت: آیتک الا تکلم الناس)

مگر ہمارے پنجابی نبی اور مسیح موعود(مرزا) کی نکتہ سنجی کو وہ نہیں پہنچ سکے:

کیا علماء دیوبند ایسے نکتے کسی سابقہ تفسیر میں دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے منہ سے بھی مجبوراً یہ نکل جائے گا:

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری دلفریبی کو
بہت سے ہو چکے ہیں اگرچہ تم سے دلربا پہلے

لطیفہ: عرصہ ہوا مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب مترجم قرآن دہلوی انجمن حمائت اسلام لاہور کے جلسہ میں تقریر کر رہے تھے اثناء تقریر میں یہ ذکر کیا گیا کہ ہر فرقہ قرآن ہی سے دلیل لیتا ہے۔

ذرہ مرزا صاحب قادیانی کو تو پوچھئے وہ کہیں گے آدھا قرآن میرے ہیں حق میں اُترا ہے۔

اُس وقت تو ہم سامعین نے ڈپٹی صاحب موصوف کے اِس مقولہ کو بذلہ سنجی پر محمول کیا مگر بعد کے واقعات اور مرزا قادیانی کی تصنیفات نے اس کو صحیح ثابت کر دیا بلکہ مرزا صاحب نے آدھے قرآن ہی پر قبضہ نہیں رکھا۔ وہ یہاں تک ترقی کر گئے فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"

(حقیقۃ الوحی ص۸۴۔ خزائن ج۲۲ص۸۷)

نکتہ نمبر۷:...... قرآن مجید میں ارشاد ہے:

" اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الجبال سیرت واذا العشار عطلت واذا الوحوش حشرت واذا البحار سجرت واذا النفوس زوجت واذا الموء دۃ سئلت بای ذنب قتلت واذا الصحف نشرت واذا السماء کشطت واذا الجحیم سعرت واذا الجنۃ ازلفت علمت نفس مآ احضرت " (سورۃ تکویر ا تا ۱۴)

اس سورۃ میں خداوند تعالیٰ نے قیامت سے پہلے کے چند واقعات بتا کر ارشاد فرمایا ہے کہ جب یہ واقعات ہوں جائیں گے تو اس وقت ہر نفس کو اپنے کئے اعمال معلوم ہو جائیں گے چنانچہ ان آیتوں کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"جب کہ سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی اور جب کہ تاروں کی روشنی جاتی رہے گی

بود ید۔ وقرآن ذوالوجوہ است چنانچہ برعلماء بزرگ پوشیدہ نیست پس معنی ثانی ایں آیت دریں مقام کہ خدا مدد مومناں بظہور مسیح تا آں صدی ہاخواہد کرکہ شمار آں بدر تام را مشابہت دارد و مومناں دراں زمانہ ذلیل خواہند بود۔ پس بنگر سوئے ایں آیت چگونہ اشارت مے کند سوئے ضعف اسلام۔ باز اشارت مے کند سوئے اینکہ آں ہلال درآخر بدر خواہد شد و باز اشارت میکند سوئے وقت ظہور مہدی۔ چنانچہ از لفظ بدر مفہوم مے شود پس حمد خدارا بریں فضل ونعمت دادن۔''

(اعجاز مسیح ص۱۸۳۔۱۸۴۔ خزائن ج۱۸ ص۱۸۷۔۱۸۸)

مطلب: اس عبارت کا یہ ہے کہ بدر کے چودہ سوعدد ہیں۔ چودھویں صدی میں خدا مسیح موعود (مرزا) کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کرے گا۔ چنانچہ میرے (مرزا کے) آنے سے اسلام کا ہلال بدر ہوگیا'' جل جلالہ''

اگر کسی کو اسلام کی ترقی معلوم نہ ہو تو وہ قادیان میں جا کر دیکھ لے۔ کیوں؟

بیا در بزم رنداں تا بہ بینی عالم دیگر
بہشتِ دیگر و ابلیس دیگر آدمِ دیگر

نکتہ نمبر۶:...... سورہ فاتحہ کی تفسیر کے خاتمہ پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

وحاصل ما قلنا فی هذا الباب ان الفاتحة تبشر بکون المسیح من هذه الامة فضلا من رب الارباب.

ودریں باب ہرچہ گفتیم حاصل آں ایں است کہ سورۃ فاتحہ بشارت مے دہد بہ مسیح از ہمیں امت

(اعجاز مسیح ص۱۸۴۔ خزائن ج۱۸ ص۱۸۸)

حضرات ناظرین کرام! گزشتہ مفسرین کرام میں امام مسلمؒ اور امام رازیؒ بڑے نکتہ سنج ہوئے ہیں۔ امام ممدوح نے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے جو مطبوعہ مصر (۱۵۸) صفحات پر ختم ہے۔ امام مسلمؒ وہ نکتہ سنج ہیں کہ امام رازی مرحوم جیسے حکیم امت ان کے حق میں فرماتے ہیں:

''هو حسن الکلام فی التفسیر کثیر الغوص علی اللطائف والدقائق.''

(تفسیر کبیر جلد۲ ص۶۹۶ زیر آیت: آیتک الا تکلم الناس)

مگر ہمارے پنجابی نبی اور مسیح موعود (مرزا) کی نکتہ سنجی کو وہ نہیں پہنچ سکے:

کیا علماء دیوبند ایسے نکتے کسی سابقہ تفسیر میں دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے منہ

اور جب کہ پہاڑ چلائے جائیں گے اور جب کہ گیا بھن اونٹیاں بے کار ہو جائیں گی اور جب کہ جانور جمع کئے جائیں گے اور جب کہ دریاؤں میں آگ لگائی جائے گی اور جب کہ (نیک وبد) نفسوں کے جوڑے ملائے جائیں گے اور جب کہ زندہ دفن کی ہوئی (لڑکی) سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں ماری گئی اور جب کہ نامہ اعمال پھیلائے جائیں گے اور جب کہ آسمان (اپنے مقام سے) کھینچ لیا جائے گا اور جب کہ دوزخ بھڑکائی جائے گی اور جب کہ جنت قریب کردی جائے گی تو ہر نفس جان لے گا کہ وہ (کیا) کیا لے کر آیا ہے۔''

ان آیات کا ترجمہ ہی صاف بتارہا ہے کہ مقصود اِن سے یہ بتانا ہے کہ جب یہ واقعات ظاہر ہوں گے اس روز یوم الجزا (روز قیامت) ہوگا۔ ان آیات میں جو لفظ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ہے اس کی تفسیر میں مرزا قادیانی نکتہ سنجی فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:۔

''اور یاد رہے کہ اسی زمانہ کی نسبت مسیح موعود کے ضمن بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی جو صحیح مسلم میں درج ہے اور فرمایا وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنی کی سواری موقوف ہو جائے گی۔ پس کوئی اُن پر سوار ہو کر اُن کو نہیں دوڑائے گا اور یہ ریل کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس کے نکلنے سے اونٹوں کے دوڑانے کی حاجت نہیں رہے گی اور اونٹ کو اِس لئے ذکر کیا کہ عرب کی سواریوں میں سے بڑی سواری اونٹ ہی ہے جس پر وہ اپنے مختصر گھر کا تمام اسباب رکھ کر پھر سوار بھی ہو سکتے ہیں اور بڑے کے ذکر میں چھوٹا خود ضمناً آجاتا ہے۔ پس حاصل مطلب یہ تھا کہ اُس زمانہ میں ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ پر بھی غالب آجائے گی جیسا کہ دیکھتے ہو کہ ریل کے نکلنے سے قریباً وہ تمام کام جو اونٹ کرتے تھے اب ریلیں کر رہی ہیں۔ پس اِس سے زیادہ تر صاف اور منکشف اور کیا پیشگوئی ہوگی۔ چنانچہ اس زمانہ کی قرآن شریف نے بھی خبر دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ یعنی آخری زمانہ وہ ہے کہ جب اونٹنی بیکار ہو جائے گی۔ یہ بھی صریح ریل کی طرف اشارہ ہے اور وہ حدیث اور یہ آیت ایک ہی خبر دے رہی ہیں اور چونکہ حدیث میں صریح مسیح موعود کے بارے میں یہ بیان ہے اس سے یقیناً یہ استدلال کرنا چاہئے کہ یہ آیت بھی مسیح موعود کے زمانہ کا حال بتلا رہی ہے اور اجمالاً مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ پھر لوگ باوجود اِن آیات بیّنات کے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اِن پیشگوئیوں کی نسبت شک کرتے ہیں۔ اب منصفین سوچ لیں کہ ایسی پیشگوئیوں کی نسبت جن کی غیبی باتیں پوری ہوتی آنکھ سے دیکھی گئیں شک کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

(شہادۃ القرآن۔ ص ۱۲۔۱۳، خزائن ج ۶ ص ۳۰۸۔۳۰۹)

"لہٰذا آپ (مرزا) خاتم ولائت احمدی ہوئے۔ اور اِس عاجز کے وجود سے یہ کشف مرتبہ ناز روحانی میں ظل رحمانی کے درجہ پر یوں پورا ہوا کہ حضرت اقدس مسیح احمد از روئے تولد رُوحانی مظہر جمال تھے۔ آپ کے وجود میں جمال کا غلبہ زیادہ تھا۔ اور جلال اُن میں پوشیدہ تھا۔ اِس معنے کو جمالی رنگ میں آپ کا تولد ہوا۔ اور یہ عاجز آپ کے پیچھے اور ساتھ میں مرتبہ جلال و جمال پر تولد پا کے خاتم ولایت محمدی ہوا ہے۔ اوّل بآخر نسبت دارد کا دَورہ پورا ہو کر قدرت ثانی کا دوسرا دَور۔ دَور محمدی کا آغاز ہوا۔ یہ مرتبہ ظل رحمانی ہے۔ مرتبہ راز اللہ ہی اللہ ہے۔ خدا ہی جانے کیا سے کیا ہونے والا ہے۔" (بَریلی میں پاگلوں کا علاج ہونے والا ہے)

(تفسیر آسمانی سبعا من الثانی۔ حصہ اول صفحہ ۶۷، ۶۸، ۶۹)

ناظرین! یہ ہیں وہ نِکات جدیدہ جن کی بنا پر مرزا قادیانی مجدد اور مسیح موعود بنتے تھے جن کی جدت سے کسی مسلمان کو انکار نہ ہونا چاہئے بلکہ صاف لفظوں میں کہہ دینا چاہئے کہ:

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

حضرات کرام! اِن سارے نکات کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کی سورہ فاتحہ بلکہ دیگر مقامات قرآن سے بھی مرزا قادیانی کی بابت پیشگوئی اور نبوۃ (بروزِ محمد) کی طرف اشارہ ہے۔ کیا خوب:

خیال زاغ کو بلبل کی ہمسری کا ہے
غلام زادی کو دعوئ پیمبری کا ہے

تصویر کا دوسرا رُخ

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو مرزا قادیانی کی نکتہ آفرینی پر بہت فخر ہے کہ وہ قرآن مجید سے ایسے نِکات نکالتے تھے کہ پہلی کتابوں میں ان کا نشان نہیں ملتا۔ ہم اصولاً ایسے نِکاتِ جدیدہ کے ماننے کے لئے تیار ہیں جو قرآن شریف سے استنباط ہوں خواہ پہلے کسی نے نہ لکھے ہوں مگر ایسے نکات ہوں کہ عربی عبارت قرآنی بقاعدہ زبان عربی اُن کی متحمل ہو۔ نہ کہ بالکل اجنبی محض بلکہ متضاد ہوں۔ مگر مرزا قادیانی اپنی جدت طرازی میں کسی اصول کے پابند نہ تھے۔ بلکہ اُن کو محض یہ منظور تھا کہ جس طرح ہو کوئی نئی بات بنائی جائے۔ جس کی مثالیں گذشتہ صفحات پر ہم دکھا آئے ہیں چونکہ ایسی ہی بے قاعدہ تجدید کرنے والا مرزائی اصطلاح میں مجدد ہوتا ہے اس لیے اس عنوان کے تحت ہم ایک ایسے شخص کو پیش کرتے ہیں جس کو مرزا قادیانی ملحد اور کیا نہیں کیا کہتے تھے۔ یعنی مولوی عبداللہ چکڑالوی بانی فرقۂ اہل قرآن لاہور جو حدیثِ نبوی کے منکر تھے اور صرف قرآن

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ہندوستان کے دو ریفارمر

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

پہلے مجھے دیکھئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین.

ہرچہ گیرد عِلّتی عِلّت شود
کفر گیرد کاملے مِلّت شود

(یعنی پیر یا گرو جو کام کریں۔ چیلے اور مرید بھی اُسے کرتے ہیں۔)

اس مختصر سے ٹریکٹ (رسالہ) کے شائع کرنے سے ہماری دو غرضیں ہیں۔

(۱)...... آج کل جو آریوں کی تیز کلامی کا چرچہ عام ہے جس کے سلسلہ کی آخری دو کڑیاں کتاب ''رنگیلا رسول'' اور رسالہ ''ورتمان'' ہے۔ ہمارے اس ٹریکٹ سے معلوم ہوگا کہ آریوں کی یہ سخت کلامی دراصل فارسی شعر مندرجہ بالا کے ماتحت ہے۔ یعنی جو کام ان کے گرو سوامی دیانند کر گئے ہیں۔ وہی یہ لوگ کرتے ہیں۔

(۲)...... کہ تیز کلامی کرنے والے لوگوں کو تنبیہ کریں کہ یہ طریق پسندیدہ نہیں۔ ایران کا حکیم شاعر اُستاد صائب کہتا ہے:

دہنِ خویش بدشنام میالا صائب
کایں زرِ قلب بہر کس کہ رہے باز دہد

''اپنے منہ کو بدکلامی سے گندہ نہ کر۔ کیونکہ یہ کھوٹا پیسہ تو جس کو دے گا وہ تجھے واپس دے گا۔''

خادم دین اللہ
ابوالوفاء ثناءاللہ۔ کفاہ اللہ
امرتسر۔ ماہ صفر ۱۳۴۶ھ اگست ۱۹۲۷ء

اس بات کو آج کل کے عیسائی خداوند کا کھانا کہتے ہیں۔ یہ بات کیسی بُری ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۳ فقرہ ۸۳)

(۳۹) "واہ رے عیسائیوں کے پیشینگو خدا۔ خدا کے فرشتے۔ نرسنگے کی آواز قیامت کی لیلا ن لڑکوں کا کھیل معلوم ہوتا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۳ فقرہ ۱۰۷)

(۴۰) (عیسائیوں کے بہشت کے متعلق) "یہ گپوڑ اپرانوں کے گپوڑوں کا بھی باپ ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۳ فقرہ ۱۲۷)

مسلمانوں کے متعلق ستیارتھ پرکاش

(۴۱) (قرآن کی تعلیم) "کیا یہ شیطانی سے بڑھ کر شیطنت کا کام نہیں ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۴ فقرہ ۶)

(۴۲) "خدائے تعالیٰ نے یہ تعلیم (قرآن) شیطان سے سیکھی ہوں گی۔ دیکھئے خدا کی کم علمی۔"

(ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۴ فقرہ ۱۱-۱۲)

(۴۳) "جیسے خودغرض لوگ آج کل بھی جاہلوں (بے علموں) کے درمیان عالم بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی اُس زمانہ میں بھی (پیغمبر اسلام نے) فریب کیا ہوگا۔" (ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۴ فقرہ ۱۴)

(۴۴) "معجزے کی باتیں سب فضول ہیں۔ اور سادہ لوح آدمیوں کے واسطے گھڑی گئی ہیں۔"

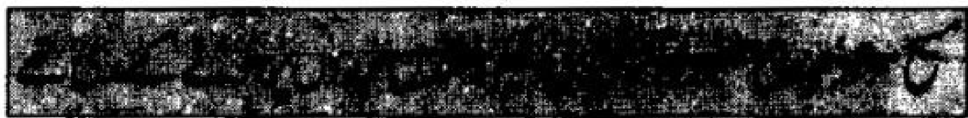
(ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۴ فقرہ ۱۹)

(۴۵) "بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ بات اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے ہے۔ (یعنی) یہ لالچ دیں گے۔ تو لوگ خوب لڑیں گے، لوٹ مار کرنے سے عیش وعشرت حاصل ہوگی۔ بعد ازاں گلچھرے اڑائیں گے۔ (پیغمبر اسلام نے) اپنی مطلب برآری کے لئے اس قسم کی باتیں گھڑی ہیں۔" (ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۴ فقرہ ۳۱)

(۴۶) (لڑائی کے ذکر میں) "اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن نہ تو خدا کا بنایا اور نہ کسی دیندار عالم کا بنایا ہوا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش۔ باب ۱۴ فقرہ ۴۰)

(۴۷) "دیکھئے یہ لاعلمی کی بات ہے۔ آفتاب نہ مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق کبھی

مرزا غلام احمد قادیانی



ہمارے پنجاب کے ضلع گورداسپور میں بٹالہ اسٹیشن سے گیارہ میل خام سڑک پر قصبہ قادیان ہے۔ اس قصبہ میں مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بہت کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے کئی ایک غیر مسلموں کے متعلق ہیں۔ اور بہت سی مسلمانوں سے۔ ان کتابوں میں اپنے اپنے مخاطبوں (مسلموں اور غیر مسلموں) کو جب تیز کلامی سے مخاطب کیا تو مخالفوں کی طرف سے ان پر اعتراض ہوا کہ آپ سخت کلامی کیوں کرتے ہیں۔ تو آپ نے بجائے رُک جانے کے اپنی سخت کلامی کی فلاسفی اور معقول حکمت اور فائدہ بنانے کو فرمایا۔ اور خوب مفصل فرمایا۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

''سخت الفاظ کے استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں ایک تحریک ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہندوؤں کی ایک قوم ایسی قوم ہے کہ اکثر ان میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر ان کو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جائے تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح وثناء کرنے لگتے ہیں۔ لیکن دِل اُن کے نہایت درجہ کے سیاہ اور سچائی سے دور ہوتے ہیں۔ اُن کے روبرو سچائی کو اس کی پوری مرارت اور تلخی کے ساتھ ظاہر کرنا اس نتیجہ خیر کا منتج ہوتا ہے کہ اسی وقت ان کا مداہنہ دور ہو جاتا ہے اور بالجہر یعنی واشگاف اور اعلانیہ اپنے کفر اور کینہ کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا ان کی دق کی بیماری محرقہ کی طرف انتقال کر جاتی ہے۔ سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کر دیتی ہے۔ اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے۔ مگر ایک فہیم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہی تحریک رو بحق کرنے کے لئے پہلا زینہ ہے جب تک ایک مرض کے مواد مخفی ہیں تب تک اس مرض کا کچھ علاج نہیں ہوسکتا۔ لیکن مواد کے ظہور کے

ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳۔ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

(۱۴) (مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کو مخاطب کر کے) ''اے احمق' دل کے اندھے' دجال تو تو ہی ہے۔...... دجال تیرا ہی نام ثابت ہوا یا کسی اور کا۔ حق سے لڑتا رہ۔ آخر اے مردار دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے لڑتا ہے۔''

(اشتہار انعامی تین ہزار ص ۱۲۔ مجموعۂ اشتہارات ج ۲ ص ۷۸۔ ۷۹)

(۱۵) (پادری آتھم کی پیشینگوئی متعلقہ موت کی میعاد ختم ہونے کے موقعہ پر علماء اسلام کو مخاطب کر کے) ''اے بے ایمانو! نیم عیسائیو' دجال کے ہمراہیو' اسلام کے دشمنو! کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہیں تھے۔ تو پھر کیا آتھم صاحب نے دوسرے پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال اور اپنے اقوال سے آپ قوی نہیں کیا۔ کیا وہ نہیں ڈرتے رہے۔ کیا انہوں نے اپنی زبان سے ڈرنے کا اقرار نہیں کیا۔ پھر اگر وہ ڈر انسانی تلوار سے تھا نہ آسمانی تلوار سے تو اس شبہ کو مٹانے کے لئے کیوں قسم نہیں کھاتے۔ پھر جبکہ اس طرف سے ہزار ہا روپیہ انعام کا وعدہ نقد کی طرح پا کر پھر بھی قسم سے انکار اور گریز ہے تو عیسائیوں کی فتح کیا ہوئی' کیا تمہاری ایسی تیسی ہے۔''

(اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص ۵۔ مجموعۂ اشتہارات ج ۲ حاشیہ ص ۶۹۔ ۷۰)

(۱۶) ''اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا۔ اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ (پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا صاحب کی پیشینگوئی غلط اور) عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم و حیا کو کام میں نہیں لائے گا۔ اور بغیر اس کے کہ ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا' تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے۔ اور عیسائیوں کو غالب اور فتح یاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے۔ ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔''

(انوار الاسلام ص ۳۰۔ خزائن ج ۹ ص ۳۱۔ ۳۲)

(۱۷) ''تِلْکَ کُتُبٌ یَنْظُرُ اِلَیْهَا کُلُّ مُسْلِمٍ بِعَیْنِ الْمَحَبَّةِ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

محمد قادیانی

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں سے صرف ایک کام میں مقابلہ

آج ہم نے جس کام کے کرنے کو قلم اٹھایا ہے سچ تو یہ ہے کہ ہمیں ندامت ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ کن دو ہستیوں کے کاموں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جن کی بابت یہ کہنا بالکل بجا ہے۔

شیر قالیں دگرست شیر نیستاں دگرست

تاہم چونکہ ہماری نیت حق و باطل میں تمیز کرنے کی ہے اس لئے اس بظاہر ناپسندیدہ فعل کے عنداللہ پسندیدہ ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔ **انما الاعمال بالنیات**۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کل کاموں میں مقابلہ دکھانا تو بہت طویل کام ہے نیز اُن کے ذکر میں ممکن ہے بعض امور پر مرزا قادیانی کے مریدوں کو بحث ہو اس لئے ہم ایک ایسا نمایاں کام پیش کرتے ہیں جس میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔

تمہید کار: دنیا میں ہر ایک اپنا پرایا سب متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عرب کا ملک جہالت' ضلالت' فسق وفجور کے علاوہ سیاسی حیثیت سے بھی کوئی وقعت نہ رکھتا تھا۔ چنانچہ خواجہ حالی مرحوم نے ابیات مندرجہ ذیل میں عرب او اہل عرب کا نقشہ بتایا ہے۔

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا ۔۔۔ جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جس کا جدا تھا ۔۔۔ نہ کشورستاں تھا نہ کشور کشا تھا

تمدن کا اُس پر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

کہیں آگ پجتی تھی واں بے محابا ۔۔۔ کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا ۔۔۔ بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا

کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا ۔۔۔ کسی کا ہُبل تھا کسی کا صفا تھا

محمد قادیانی کے کارہائے نمایاں

مرزا غلام احمد (محمد قادیانی) نے اپنی بعثت کے مقاصد یوں لکھے ہیں:

(۱) "تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی ہو جائے گی۔"

(چشمہ معرفت ص ۶۷۔ خزائن ج ۲۳ ص ۸۴)

(۲) "مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمانوں کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔"

(۳) "غیر معبود مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے دنیا اس کو بالکل بھول جائے خدائے واحد کی عبادت ہو۔" وغیرہ۔ (مقولہ مرزا در اخبار الحکم ج ۹ نمبر ۲۵۔ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ ص ۱۰ کالم ۴)

یہ مقاصد کہاں تک پورے ہوئے۔ سرِ دست ہمیں اس سے بحث نہیں۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ "میں تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱۔ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۵)

اصلاح کہاں تک ہوئی؟ سب کو معلوم ہے کہ اور تو اور مسلمان بھی دن بدن فسق و فجور میں ترقی کر رہے ہیں۔ مگر ہمارا موضوع اس وقت خاص ہے جو بالکل نمایاں ہے۔ وہ یہ کہ چاہئے تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی اپنے انتقال کرنے سے پہلے دیکھ لیتے کہ مسلمان یا کم سے کم اُن کے اتباع مثل اَتباع محمد اول (ﷺ) تختۂ ذلت سے اٹھ کر تختِ عزت پر متمکن ہو گئے۔ اُسی طرح اُن کی اپنی حکومت ہوتی۔ اُن کا سکہ رواں ہوتا۔ اُن کے نام کے خطبے پڑھے جاتے۔ غرض سیاسی حیثیت میں اُن کا وہی رتبہ ہوتا جو محمد اول (ﷺ) اور اُن کے اَتباع کو بتائید الٰہی حاصل ہوا تھا۔ مگر آہ! ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی اس بارے میں بالکل فیل نظر آتے ہیں۔ آپ کی سیاسی حیثیت ساری عمر اخیر دم تک یہ رہی کہ آپ انگریزی حکومت کے ماتحت رہے۔ نہ صرف ماتحت رہے بلکہ اس کی غلامی اور خدمت گزاری کو اپنا مقصدِ وحید ظاہر کرتے رہے۔ چنانچہ اس خدمت گزاری کو بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

قادیانی حلف کی حقیقت



خدا کی قسم میں مرزا قادیانی کو الہامی دعویٰ میں سچا نہیں مانتا

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

مرزا صاحب کے راسخ مریدو! میں بماتحت آیت اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی خدائے علیم وخبیر کی جلالت کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ عبارت آپ لوگوں نے کبھی دیکھی ہے؟ اگر دیکھی ہے تو اس کا مطلب کیا سمجھا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی پوچھتا ہوں کہ کتاب ''حقیقۃ الوحی'' ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی اور دعائے آخری فیصلہ ۱۵ راپریل ۱۹۰۷ء کو............۔

غور کرو کہ دعائے آخری فیصلہ کو مباہلہ کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مباہلہ کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت (ماہ مئی ۱۹۰۷ء) کے بعد ہونا تھا۔ کیا قادیان میں ماہ اپریل ماہ مئی کے بعد آتا ہے۔ یہ ہے اس بحث کا مرکزی نقطہ۔ جسے قادیانی مناظر اس شریف قوم کی طرح چھپاتے رہتے ہیں جس نے دربارِ رسالت میں حکم رجم کو چھپایا تھا۔

احمدی دوستو! ؎

قریب ہے یار! روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

خلاصۂ کلام:۔ چوہدری فتح محمد کا یہ کہنا کہ سلسلۂ مباہلہ ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۷ء تک جاری رہا اور آخری فیصلے والا اشتہار اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی بالکل غلط اور دفع الوقتی پر مبنی ہے بلکہ مرزا صاحب کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ اب ہم چوہدری صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو سچا کہیں یا مرزا صاحب کو؟ مرزا صاحب کو جھوٹا کہیں یا آپ کو؟ اس کا جواب دینا آپ کا کام ہے۔ (نوٹ) ہم نے قادیانی اور لاہوری اَتباعِ مرزا کو بارہا تنبیہ کی ہے کہ وہ ''اہلحدیث'' کو جواب دیتے ہوئے ذرا سوچ لیا کریں کہ سامنے کون ہے۔ یاد رکھیں ان کے سامنے وہی ہے۔ جس کا قول ہے ؎

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی:۔ چوہدری فتح محمد کے بعد ہم سیٹھ صاحب کا ذکر کرتے ہیں۔ جنہوں نے ایک کتاب (بشارات رحمانیہ) لکھ کر یا لکھوا کر شائع کی ہے۔ جس کا ایک نسخہ ہمیں بھی بھیجا ہے (شکریہ) آپ مرزا صاحب کے پکے مرید ہیں۔ آپ نے اپنی حسن نیت اور اخلاص کا ذکر اس کتاب میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں نے قادیانی مذہب کی خدمت کے لئے تین لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے۔ کیا ہوگا۔ مگر کا ہے کو؟ مرزا صاحب کا حلقہ مسیحیت وسیع کرنے کو سو اس کے متعلق آیت قرآنی سن رکھیں۔ جو اس قسم کے اخراجات کے لئے بدیں الفاظ وارد ہے:

فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ (الانفال) [1]

ہاں آپ نے بھی باتباع سنت مرزا اخفائے حق سے کام لیا ہے۔ ۱۹۲۳ء کا واقعہ ہے کہ احباب دکن کی دعوت پر مَیں اور مولوی محمد صاحب دہلوی سکندر آباد (حیدر آباد دکن) پہنچے اور وہاں مجالس وعظ میں قادیانی تردید کے مضامین بیان ہوتے رہے۔ ہر درجے کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوتے تھے۔ جس سے مرزائی کیمپ میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ ایک تحریری مباحثہ بھی ہوا۔ جس کی بصورت رسالہ مباحثہ دکن مطبوعہ مل سکتی ہے۔ اسی اثناء میں سیٹھ عبداللہ الہ دین نے ایک انعامی اشتہار دیا۔ جس میں مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اپنے عقائد اور مرزا صاحب کے کذب پر حلف اٹھاؤں۔ اگر اس حلف کے بعد میں ایک سال تک زندہ رہوں تو وہ مجھے دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ مَیں نے اس کے جواب میں وہیں بذریعہ اشتہار ان کو اطلاع دی۔ اور اشتہار کا مسودہ ہزاروں کے مجمع میں پڑھ کر سنایا۔ جس کی صحت سب نے تسلیم کی۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ:

میں سیٹھ عبداللہ الہ دین کا مطالبہ پورا کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ وہ مجھے دس ہزار روپیہ دینے کی بجائے بمنظوریٔ خلیفہ صاحب قادیان صرف یہ اقرار شائع کر دیں کہ مَیں اگر حلف کے بعد ایک سال تک زندہ رہا تو سیٹھ صاحب مع خلیفہ صاحب مرزا صاحب کو چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہ بات اس لئے کہی گئی کہ ایک سال کے اندر مر جانے کی صورت میں اگر میں جھوٹا سمجھا جاؤں تو کوئی وجہ نہیں کہ سال کے بعد زندہ رہنے کی حالت میں سچا نہ ٹھہروں۔

اس کے جواب میں زبانی پیغام آتے رہے کہ ہم حلف خوری کا صلہ دس ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مَیں جواباً کہتا رہا کہ میں دس ہزار پر لات مارتا ہوں صرف آپ کو چاہتا ہوں۔ غالباً اُس وقت میرے ذہن میں یہ عارفانہ شعر تھا۔

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

سیٹھ عبداللہ الہ دین نے اپنی کتاب میں اپنے اشتہارات کا ذکر تو کیا ہے مگر میرے جوابات کا ذکر نہیں کیا۔ یہ عادت اس شریف گروہ کی ہے جس کی بابت قرآن شریف کا ارشاد ہے۔ "تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا" (الانعام: ۹۱) حالانکہ یہ سارے اشتہارات مع میرے جوابات کے انجمن اہل حدیث سکندر آباد دکن کی طرف سے بصورت رسالہ شائع ہو چکے ہیں۔

---

[1] منکرین حق اشاعتِ باطل میں خوب خرچ کریں گے۔ آخر کار یہ خرچ ان پر حسرت و افسوس کا موجب ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔

یہ وہی پُرانا اشتہار ہے جو قادیانی جماعت کی جانب سے شائع ہوا تھا اور جس کا جواب انجمن اہل حدیث سکندر آباد کی طرف سے ۱۹۲۳ء میں دے دیا گیا مگر پھر بھی اسی کا اعادہ کیا ہے اب ہم بغرض آگاہیٔ پبلک اصل واقعات کا اظہار کرتے ہیں جس سے بخوبی واقف ہوگا کہ قادیانی جماعت اپنے بیان اور اپنے وعدوں میں کہاں تک سچی ہے۔

قادیانی جماعت کی بددیانتی

انجمن اہل حدیث سکندر آباد دکن کی جانب سے جو اشتہار "قادیانی مذہب کی حقیقت" شائع ہوا ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اُترنے کی حدیث کا حوالہ (صحیح بخاری اور کتاب الاسماء بیہقی سے) درج ہے مگر عبداللہ الہ دین صاحب نے اپنے اشتہار میں صرف (صحیح بخاری) لکھ کر اپنی دیانت کا ثبوت اور مخلوقِ خدا کو دھوکہ دیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور حدیث من السماء کی بحث

صحیح بخاری میں ایک حدیث یوں آئی ہے "کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم" یہ الفاظ صحیح بخاری (ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ ابن مریم) کے ہیں اسی حدیث کو امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات (ص ۳۰۱) میں اپنی سند سے روایت کیا ہے "کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء وامامکم منکم" یعنی جب مسیح موعود آسمان سے اُتریں گے اور تمہارے امام امیر المومنین تم میں سے ہوں گے اس وقت تم کیسے ہوگے اس روایت میں (من السماء) کا لفظ آیا ہے جس کسی نے روایت مذکورہ لکھ کر صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہوگا اس کی مراد وہی ہوگی جو محدثین کی ہوتی ہے جہاں وہ کسی روایت کو مختلف کتابوں سے نقل کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ اصلہٗ فی البخاری یعنی اس روایت کی اصل بخاری میں ہے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ حرف بحرف بخاری میں ہے۔

ہم اس نزاع کی صورت آسان بتاتے ہیں مرزا صاحب قادیانی نے نزول مسیح کی روایت اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ (ص ۸۸، ۸۹۔ خزائن ج ۷ ص ۳۱۲، ۳۱۳) میں دو جگہ لکھی ہے اور اس میں لفظ من السماء نہیں لکھا لیکن اصل روایت اصل کتاب میں دیکھیں تو مطلع صاف ہوسکتا ہے وہ روایت یوں ہے "قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینزل اخی عیسی ابن مریم علی جبل" (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۸، ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۰۷۲۶) یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر اتریں گے۔

یہ وہی پُرانا اشتہار ہے جو قادیانی جماعت کی جانب سے شائع ہوا تھا اور جس کا جواب انجمن اہل حدیث سکندر آباد کی طرف سے ۱۹۲۳ء میں دے دیا گیا مگر پھر بھی اسی کا اعادہ کیا ہے اب ہم بغرض آگاہیٔ پبلک اصل واقعات کا اظہار کرتے ہیں جس سے بخوبی واقف ہوگا کہ قادیانی جماعت اپنے بیان اور اپنے وعدوں میں کہاں تک سچی ہے۔

قادیانی جماعت کی بددیانتی

انجمن اہل حدیث سکندر آباد دکن کی جانب سے جو اشتہار "قادیانی مذہب کی حقیقت" شائع ہوا ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اُترنے کی حدیث کا حوالہ (صحیح بخاری اور کتاب الاسماء بیہقی سے) درج ہے مگر عبداللہ الہ دین صاحب نے اپنے اشتہار میں صرف (صحیح بخاری) لکھ کر اپنی دیانت کا ثبوت اور مخلوقِ خدا کو دھوکہ دیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور حدیث من السماء کی بحث

صحیح بخاری میں ایک حدیث یوں آئی ہے" **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم** " یہ الفاظ صحیح بخاری (ج۱ص۴۹۰باب نزول عیسیٰ ابن مریم) کے ہیں اسی حدیث کو امام بیہقیؒ نے کتاب الاسماء والصفات (ص ۳۰۱) میں اپنی سند سے روایت کیا ہے "**کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء و امامکم منکم**" یعنی جب مسیح موعود آسمان سے اُتریں گے اور تمہارے امام امیر المومنین تم میں سے ہوں گے اس وقت تم کیسے ہوگے اس روایت میں (من السماء) کا لفظ آیا ہے جس کسی نے روایت مذکورہ لکھ کر صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہوگا اس کی مراد وہی ہوگی جو محدثین کی ہوتی ہے جہاں وہ کسی روایت کو مختلف کتابوں سے نقل کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ اصلہٗ فی البخاری یعنی اس روایت کی اصل بخاری میں ہے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ حرف بحرف بخاری میں ہے۔

ہم اس نزاع کی صورت آسان بتاتے ہیں مرزا صاحب قادیانی نے نزول مسیح کی روایت اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ (ص ۸۸،۸۹۔ خزائن ج۷ ص ۳۱۲، ۳۱۳) میں دو جگہ لکھی ہے اور اس میں لفظ من السماء نہیں لکھا لیکن اصل روایت اصل کتاب میں دیکھیں تو مطلع صاف ہوسکتا ہے وہ روایت یوں ہے "**قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علیٰ جبل**" (کنز العمال ج۱۴ص ۶۱۸، ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶) یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر اتریں گے۔

یہ روایت مختصر کنز العمال سے مرزا صاحب نے لی ہے مختصر کنز العمال' مسند امام احمدؒ کے حاشیہ پر مصر میں چھپی ہے اس کی چھٹی جلد صفحہ ۶۵ پر یہ حدیث موجود ہے۔ جس میں لفظ من السماء موجود ہے۔ مگر مرزا صاحب کی دیانت اور امانت نے ان کو اجازت نہیں دی کہ حدیث کے سارے الفاظ نقل کرتے یہ کون نہیں جانتا کہ کسی بات کو دریافت کرنے یا کسی عقیدے کو دل میں جگہ دینے کے لئے صحیح بخاری کی روایت پر حصر نہیں ہوتا بلکہ جہاں کہیں سے بھی کوئی صحیح روایت ملے وہ روایت قابل [illegible] ہے۔ قادیانیوں کے حق میں اس روایت کی صحت اور قبولیت کا ثبوت یہی کافی ہے کہ مرزا صاحب نے اس کو معرض استدلال میں خود لیا ہے۔ بس پھر مسئلہ نزول مسیح من السماء تو صاف ہو گیا۔ صحیح بخاری کا جو حوالہ لکھا گیا ہے وہ اسی نیت سے لکھا گیا ہے جو اوپر ہم نے بیان کیا۔

مجدد کے لئے دس ہزار روپیہ کا کاغذی اعلان

بے شک ایک غیر صحیح حدیث میں ہر صدی میں مجددین پیدا ہونے کا ذکر ہے مگر مجدد کے معنی کیا ہیں اصل سنت نبویہ کو رواج دینے والا اور زمانہ کی بدعاتِ جدیدہ کا مقابلہ کرنے والا۔ مجددین کوئی فوق العادت وصف نہیں ہوتا۔ صرف اصولِ اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی تائید اور ترویج ان کا کام ہوتا ہے یعنی وہ خادمِ سنت نبویہ صحیحہ ہوتا ہے اور بس۔ [1]

ان معنی سے کیا عجب ہے کہ صوبہ بنگال میں مولانا ابوالکلام آزاد' صوبہ بہار میں مولانا محمد علی مونگیری اور صوبہ متحدہ میں علماء دیو بند بھی مجدد (خادم سنت) صوبہ پنجاب کے لئے بہت سے لوگ فرقہ جدیدہ بدعیہ قادیانیہ کے حق میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کو مجدد جانتے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی وغیرہ نے بہت دفعہ جلسوں میں اس امر کا اظہار بھی کیا ہے۔ کہیئے آپ کی کیا رائے ہے؟ ہاں یہ تو ہم نے مشاہیر کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق ملک بھر سے ہے ابھی وہ مجددین (خادمانِ سنت) باقی ہیں جن کا تعلق خاص خاص مقامات (شہر ہوں یا قصبے یا دیہات) سے ہے کیونکہ بعض مجدد (خادم سنت نبویہ) ایسے بھی ہوں گے جن کا اثر ایک ہی گاؤں میں ہوگا۔ مجدد کے لفظ میں وحدت شخصی نہیں بلکہ وحدت نوعی ہے اس میں تعدد ہو سکتا ہے۔ غور سے پڑھو" من یجدد لھا دینھا" اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں مجدد اس وقت بھی ہیں جو اپنی علمی خداداد لیاقت کے مطابق توحید و سنت کی خدمت اور اشاعت کرتے ہیں (کسے باشد) ہاں آپ کا یہ خیال ہوگا کہ ان لوگوں نے دعویٰ مجددیت کا نہیں کیا یہ ایک بڑی غلطی ہے۔ جماعت احمدیہ کی وہ احادیث کے الفاظ پر نظر نہیں کرتے بلکہ مرزا

---

[1] دیکھئے مرزا صاحب نے سید احمد بریلوی کو مجدد لکھا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ)

صاحب قادیانی کے الفاظ کو حدیث کا جزو بنا لیتے ہیں اے صاحب!

حدیث شریف میں دعویٰ کرنے کا ذکر نہیں آیا بلکہ خدمتِ اسلام کرنے کا ذکر آیا ہے۔
دعویٰ اگر شرط ہے تو سب سے پہلے جس بزرگ کو مجدد کہا گیا ہے یعنی خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کو ان کا دعویٰ دکھاؤ بعد ازاں دوسری صدی میں امام شافعیؒ کو کہا گیا ہے ان کا دعویٰ سناؤ اسی طرح اوروں کا دعویٰ دکھاؤ پھر ہم سے دعویٰ کا سوال کرو۔

نو! مجدد کے لئے یہ اصول ہے جو شیخ مرحوم نے لکھا ہے۔

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر
گل از خارست و ابراہیم از آذر

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کا جلسہ عام میں مرزا صاحب قادیانی کے کذب پر حلف اٹھانا اور عبداللہ الہ دین صاحب کے مجوزہ حلف نامہ پر دستخط کرنا:- ماہ جنوری ۱۹۲۳ء میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان سکندرآباد دکن تشریف لائے تھے اور مرزائیوں کی تردید میں بمقام سکندرآباد و حیدرآباد دکن دھواں دھار تقریریں فرمانے لگے اُس وقت قادیانیوں نے اشتہار شائع کیا کہ قادیانی کذب پر مولانا صاحب حلف اٹھاویں۔ انجمن اہلحدیث سکندرآباد دکن کی درخواست پر مولانا صاحب نے مندرجہ ذیل جواب دیا امید ہے کہ ناظرین کرام بڑی توجہ سے پڑھیں گے۔

قادیانی کذب پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں

برادرانِ دکن! آپ حضرات نے میری کئی تقریریں قادیانی مشن پر سُنیں جن میں ہزاروں کی تعداد میں شرکت کا ہونا ان تقریروں کی پسندیدگی کی دلیل ہے۔ اس لئے آپ جان چکے ہوں گے کہ میں اپنی تقریر میں نہ کوئی بات اپنی طرف سے بناوٹ کی کہتا ہوں نہ کوئی کلمہ ہتک آمیز دل آزار بولتا ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ ان تقریروں کا اثر سامعین پر بہت اچھا ہوا۔ اس اثر سے رنجیدہ خاطر ہو کر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد وغیرہ نے بتوسط سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ایک اشتہار دیا ہے جو آپ صاحبوں کی نظر سے گذرا ہوگا اس اشتہار کا مختصر مضمون یہ ہے کہ "مولوی ثناء اللہ مرزا قادیانی کے کذب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاۃ پر قسم کھائے مدت ایک سال میں اپنے لئے عذاب مانگے وغیرہ تو پانسو روپیہ ہم مولوی ثناء اللہ کو دیں گے۔"

برادران! اس سے پہلے سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا تھا

مجھے وہ اشتہار امرتسر میں ملا تو میں نے فوراً اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا کہ مبلغ دس ہزار انعامی رقم پہلے مہاراجہ کشن پرشاد صاحب کے پاس جمع کرادو اور جواب کے فیصلے کے لئے منصف مقرر کرو اس کے جواب میں سیٹھ صاحب کی طرف سے ہم کو کوئی جواب نہ ملا بلکہ ایک اور اشتہار زرد رنگ کا ملا جس میں بجائے ہماری پیش کردہ تجویز منظور کرنے کے نئے سرے سے پھر دس ہزار کا انعام لکھا گیا اس کا جواب بھی اہل حدیث میں دیا گیا جس کو انجمن اہلحدیث سکندرآباد نے بطور ر حیدرآباد اور سکندرآباد وغیرہ میں شائع کیا۔ یہ تو ہے ان کی انعامی رقموں کی حقیقت کہ لدھیانہ کے واقعہ سے ڈر کر دس ہزار سے ایک دم پانچ سو پر آگئے خدا معلوم دیتے ہوئے کہاں تک نیچے اتر آئیں گے۔ چونکہ روپیہ لے کر حلف اٹھانے میں ان لوگوں سے ایک خطرہ بھی ہے وہ یہ کہ یہ لوگ کہہ دیں گے کہ مولوی صاحب نے روپیہ کی لالچ میں جھوٹی قسم کھائی ہے۔ اس لئے میں بغیر روپیہ کے قسم کھانے کو تیار ہوں جس کی صورت یہ ہے:

برادران دکن! جن صاحبوں نے ۱۶/اسفندار ۱۳۳۲ف۔ ۱۹/جنوری ۱۹۲۳ء مطابق ۳/جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ کو میری پہلی تقریر سکندرآباد میں سنی ہوگی ان کو یاد ہوگا کہ میں نے اس تقریر میں مرزا صاحب قادیانی کے کذب پر صاف لفظوں میں حلف اٹھائی تھی جو ایک بھلے آدمی ایماندار کی تسلیم کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔ مگر قادیانی جماعت نے اپنے اشتہار میں ایک اور قسم کھانے کی تحریک کی جس کی سزا کی مدت ایک سال تک رکھی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اگر ایک سال تک میں زندہ سلامت رہوں تو ان پر کیا اثر ہوگا اس لئے میں واضح الفاظ میں لکھتا ہوں کہ چونکہ حلف پر انہوں نے سال تک میری زندگی کی حد لگائی ہے جو قرآن و حدیث میں تو ثابت نہیں مگر ان کی مسلمہ ہے اس لئے میں سال کے بعد تک اگر زندہ رہا تو مکرر قطعی طور پر ثابت ہو جائے گا کہ میں تکذیب مرزا میں ان کے نزدیک بھی سچا ہوں پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ یہ لوگ اسی وقت قادیانی مذہب چھوڑ کر میری طرح تکذیب مرزا میں کمربستہ ہو جائیں چونکہ میرا مقابلہ دراصل مرزا صاحب آنجہانی سے تھا ان کے بعد بحیثیت قائم مقام ان کے خلیفہ سے ہے اس لئے میں حق رکھتا ہوں کہ یہ شرط لگاؤں کہ خلیفہ قادیان معہ اپنی انجمن احمدیہ کے ممبروں کے اس مضمون کی دستخطی تحریر مجھے دیں کہ:

> ''مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر قسم کھا کر سال تک قدرتی موت سے جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ ہو بچ رہیں تو میں (میاں محمود خلیفہ ثانی قادیان) اور ممبران صدر انجمن

مولوی محمد عبدالغفور صاحب حیدر آبادی' مولوی محمد عبدالقدیر صاحب قادری صدیقی پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ شعبہ دینیات' مولوی محمد عبدالرحمٰن حیدر آبادی' مولوی محمد عمر حیدر آبادی' مولوی سید محمد بادشاہ الحسینی القادری واعظ مکہ مسجد حیدر آباد' مولوی سید حسین رائے بریلوی' مولوی سید ابراہیم مددگار پروفیسر جامعہ عثمانیہ' مولوی سید شاہ مصطفیٰ قادری' مولوی نظام الدین قادری' مولوی عبداللطیف پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن۔

146

عبداللہ الہ دین صاحب کا اپنے پیش کردہ خلیفہ قادیان سے دستخط حاصل کرنے میں ناکامیابی

مذکورہ بالا حلف ناموں کے مقابل عبداللہ الہ دین صاحب احمدی سکندر آبادی نے قادیان پہنچ کر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے جو حلف نامہ لکھوا کے اپنے محمدی بھائیوں کے پاس ۱۸ اپریل ۱۹۲۳ء کو پیش کیا اس کی نقل درج ذیل ہے۔ اس کے ملاحظہ سے ناظرین اندازہ فرمالیں گے کہ اس میں کس قدر کمزوری ہے اور لطف یہ کہ عبداللہ الہ دین صاحب احمدی اپنے اقرار و معاہدہ کے مطابق اپنی خود پیش کردہ عبارت میں خلیفہ قادیان کا حلف نامہ حاصل نہ کرسکے ان کو اور اُن کے خلیفہ قادیان کو کیا مجبوری پیش آئی کہ عبداللہ الہ دین صاحب کی ترتیب دی ہوئی عبارت حلف نامہ بالکل لاپتہ ہوگئی اس سے قادیانیوں کا فرار ثابت ہے۔

حلف نامہ تحریر کردہ خلیفہ' قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! خدا کے فضل و کرم کے ساتھ۔ ھو الناصر

خلیفہ' قادیان کا عبداللہ الہ دین کے مرتب شدہ حلفنامہ پر دستخط کرنے کے بجائے دوسرا حلفنامہ لکھنا جو معاہدہ کے خلاف ہے:۔ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ تمام مخلوق کا نیک اور بد اس کے اختیار میں ہے اور وہ جس کو چاہے ترقی دے اور جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے مارے مؤکد بہ عذاب قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود کہتا ہوں اور اس پر مجھے کامل یقین ہے میرے نزدیک وہ اپنے دعویٰ میں سچے اور راستباز تھے اور خدا تعالیٰ کی وحی کے مہبط تھے اور اس کے مامور اور مرسل تھے۔ اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں یا

آ دے تو میں اپنے تمام دعوؤں سے باز آ جاؤں گا۔لیکن اس پر بھی ان کو انکار پر اصرار رہا۔اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مجددصاحب کے کلاموں میں ہم لوگوں کے نزدیک بھی ایسی کوئی عبارت نہیں ہے۔

من ادعی فعلیه البیان.

علاوہ اس کے گفتگو سے بھی یہ بات غیر متعلق تھی۔سوال تو یہ ہے کہ سلطان محمد کی موت کے ساتھ مرزا صاحب کی صداقت وابستہ تھی جب وہ نہ مرا تو ان کی صداقت بھی قطعی ہوا ہوگئی۔ہم لوگوں کو اس پر سخت حیرت ہوئی کہ جب سلطان محمد مرزا صاحب کی دھمکیوں سے اعراض کر کے ان کی منکوحہ آسمانی پر قابض رہا اور ان کے الہام کے مقابلہ میں اس نے استقلال کے ساتھ احمد بیگ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھا۔تو پھر اس کے توبہ کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔لیکن جب خط دیکھا گیا تو اس میں سلطان محمد نے کچھ بھی نہیں لکھا تھا نہ اس نے مرزا صاحب کو "نبی مانا ہے" "نہ مسیح نہ مہدی" کچھ بھی نہیں بلکہ اس نے یہ جملہ لکھ کر کہ "پہلے بھی جو خیال کرتا تھا وہی اب سمجھتا ہوں" خط کے الفاظ میں ایک دوسرے معنی پیدا کر دیئے۔مثلاً اس نے مرزا صاحب کو شریف النفس نیک وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔اور کہتا ہے ان کو ہمیشہ یہی سمجھتا رہا ہوں۔تو اب سوال یہ ہے کہ منکوحہ آسمانی سے نکاح کرنے کے وقت اور مرزا صاحب کی دھمکیوں کے بعد نکاح کو قائم رکھنے کے وقت کیا وہ مرزا صاحب کو اس معنی میں نیک سمجھتا تھا۔جس معنی سے مرزائی سمجھتے ہیں؟ کس قدر عجیب ہے کہ ایک شخص کسی کو موت کی بد دعا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے مرنے کے بعد تیری بیوی سے میں نکاح کروں گا اور ایسے شخص کو نیک شریف بھی خیال کرتا ہو۔

مولوی ثناءاللہ صاحب کا یہ بیان کہ اس خط میں تعریضی چوٹیں ہیں بالکل صحیح ہے۔اور ان الفاظ کے وہی معنی ہیں جو اس شعر میں ہیں۔

بڑے پاک باطن بڑے صاف دل
ریاض آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

بہرحال اگر مرزا صاحب کی پیشگوئی کو مبرم نہیں بلکہ مشروط بھی مان لیا جائے یا مبرم کے ٹل جانے کو بھی بفرض محال تسلیم کر لیا جائے اور اخیر میں پھر اس خط کو بھی سلطان محمد کا صحیح سمجھ لیا جائے۔اگر چہ اس کی صحت کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا۔پھر بھی توبہ کا ثبوت نہیں ملتا۔اور ہر حالت میں مولوی ثناءاللہ صاحب کا فیصلہ "**قضی الرجل علی نفسه**" (مرزا صاحب اپنا فیصلہ خود کر کے دنیا سے تشریف لے گئے ہیں) بالکل صحیح ہے۔الہام کا دعویٰ خود مرزا صاحب نے کیا تھا۔حجت انہی کی بات ہو سکتی ہے دوسروں کو اس میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

خاطر ہم نے اس کو بھی مان لیا بلکہ پورا کر دیا۔ اب جو تم لوگ ایک سال تک زندہ رہنے کی قید لگاتے ہو حالانکہ اس کا ثبوت بھی شرع میں نہیں ملتا۔ مگر تمہاری خاطر ہم اسے بھی مان لیتے ہیں۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ جو نہایت معقول اور مستحسن ہے وہ یہ ہے کہ اگر میری زندگی ایک سال سے تجاوز کر جائے تو تم لوگ اپنی جانب کو جھوٹا سمجھو گے۔ آؤ میں تم کو اس کے ثبوت میں صحیح حدیث سے ایک واقعہ سناؤں اگر راست گوئی اور راست پسندی کو تم لوگ اچھا سمجھتے ہو تو اس حدیث پر غور کرو۔ پس سنو اور دل کے کانوں سے پردہ اٹھا کر سنو اور اس دن کے خوف کو دل میں جگہ دے کر سنو جس کا نقشہ قرآن مجید ان الفاظ میں بتاتا ہے۔

"يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا" (جس دن کوئی دوست دوست کے کام نہ آئے گا۔)

واقعہ مذکورہ سورۂ روم کی آیت اول میں ہے۔ توجہ سے پڑھو جس کے الفاظ یہ ہیں:

الٓمٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ . (الروم : ۱ تا ۴)

مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد بضع سالوں میں غالب آ جائیں گے۔ بضع کا لفظ نو تک بولا جاتا ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قریش نے کہا کہ بضع کی مدت کو متعین کر کے ہمارے ساتھ شرط لگاؤ۔ اگر اس مدت میں رومی غالب آ گئے تو تو سچا ٹھہرے گا ورنہ شرط ہار کر جھوٹا قرار پائے گا۔ صدیق اکبرؓ نے اپنے فہم سے چھ سال کی مدت مقرر کر دی جب رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ صدیق! تو جانتا ہے کہ تیری زبان میں لفظ بضع کا اطلاق نو (۹) تک ہوتا ہے پھر چھ سال کی مدت کیوں ٹھہرائی؟ چنانچہ نتیجہ یہی ہوا کہ رومی لوگ چھ سال کے عرصہ میں غالب نہ آئے۔ تب حضرت صدیقؓ نے اپنی شرط پوری کر دی یعنی جو کچھ دینا مقرر کیا تھا دے دیا۔

اس حدیث سے ہمارا استدلال یوں ہے کہ میعاد مقررہ گزرنے پر صدیق اکبرؓ نے اپنی ہار مان لی اور جو شرط لگائی تھی وہ پوری کر دی۔ گو آپ کے اس فعل سے قرآن مجید کی پیشگوئی پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

قادیانی ممبرو! آؤ اپنے معاملے کو اس حدیث پر پرکھو تم میری موت کے لئے ایک سال مدت کی قید لگاتے ہو میں اس میعاد کو منظور کرتا ہوں مگر اتنا کہتا ہوں کہ ایک سال گذرنے کے بعد اگر میں ایک دن بھی زیادہ زندہ رہا تو تم لوگ بھی مرزا صاحب کے دعوے کا کذب تسلیم کر لینا ورنہ اس حدیث کا جواب دو جو عملاً موقوف ہے اور علماً مرفوع ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

تعلیمات مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

لوکان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً !

تعلیمات مرزا

پہلے مجھے دیکھئے

دیباچہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی آج پنجاب میں خصوصاً اور ہند میں عموماً بلکہ بیرون ہند بھی زبان زد عام و خاص ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی مسعود اور مسیح موعود ہوں' خدا سے ہمکلام ہوں' نبی ہوں' رسول ہوں۔ اس کے سوا انہوں نے کوئی شرعی حکم ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ احکام شرعیہ سابقہ ہی پر عمل کرتے اور بتاتے رہے۔ ہاں! ساری عمر ان کی محض اپنی شخصیت منوانے میں گزری' یہی کہتے رہے کہ میری دعوت کا قبول کرنا ہر مسلمان بلکہ ہر انسان پر فرض ہے۔ چونکہ انہوں نے سب دنیا کو اپنی طرف بلایا اور ایمان لانے کی دعوت دی۔ لہذا سب لوگوں نے ان کے دعویٰ کو جانچنے پر توجہ کی بہت سی کتابیں لکھیں' مباحثات کئے' کسی صاحب نے حیات مسیح پر کتابیں لکھیں' کسی نے آثار قیامت پر۔ خاکسار نے جو کچھ لکھا اس کا بیشتر حصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کے متعلق ہے۔ یہ رسالہ بھی اسی قسم سے ہے۔ اس رسالہ میں پانچ ابواب ہیں۔ جن میں پانچ مضمون درج ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں : (۱)...... صفات مرزا (۲)...... اختلافات مرزا (۳)...... کذبات مرزا (۴)...... نشانات مرزا (۵)...... اخلاق مرزا۔

ناظرین سے استدعا ہے کہ رسالہ ہذا کو پڑھ کر اپنے بھٹکے ہوئے انسانی برادران (مرزائیوں) کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کریں۔ وہ ضد کریں تو ان کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خدا ان کو غلطی سے نکالے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

لوکان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً !

تعلیمات مرزا

پہلے مجھے دیکھئے

دیباچہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی آج پنجاب میں خصوصاً اور ہند میں عموماً بلکہ بیرون ہند بھی زبان زد عام و خاص ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی مسعود اور مسیح موعود ہوں' خدا سے ہمکلام ہوں' نبی ہوں' رسول ہوں۔ اس کے سوا انہوں نے کوئی شرعی حکم ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ احکام شرعیہ سابقہ ہی پر عمل کرتے اور بتاتے رہے۔ ہاں! ساری عمر ان کی محض اپنی شخصیت منوانے میں گزری' یہی کہتے رہے کہ میری دعوت کا قبول کرنا ہر مسلمان بلکہ ہر انسان پر فرض ہے۔ چونکہ انہوں نے سب دنیا کو اپنی طرف بلایا اور ایمان لانے کی دعوت دی۔ لہذا سب لوگوں نے ان کے دعویٰ کو جانچنے پر توجہ کی بہت سی کتابیں لکھیں' مباحثات کئے' کسی صاحب نے حیات مسیح پر کتابیں لکھیں' کسی نے آثار قیامت پر۔ خاکسار نے جو کچھ لکھا اس کا بیشتر حصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کے متعلق ہے۔ یہ رسالہ بھی اسی قسم سے ہے۔ اس رسالہ میں پانچ ابواب ہیں۔ جن میں پانچ مضمون درج ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں : (۱)...... صفات مرزا (۲)...... اختلافات مرزا (۳)...... کذبات مرزا (۴)...... نشانات مرزا (۵)...... اخلاق مرزا۔

ناظرین سے استدعا ہے کہ رسالہ ہذا کو پڑھ کر اپنے بھٹکے ہوئے انسانی برادران (مرزائیوں) کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کریں۔ وہ ضد کریں تو ان کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خدا ان کو غلطی سے نکالے۔

نوٹ: مرزائی اخبار اور مرزائی لیڈر خاکسار کو اپنا بد ترین دشمن لکھا اور کہا کرتے ہیں۔ میں اس کے جواب میں کہا کرتا ہوں۔ میں دشمن نہیں بلکہ مرزا قادیانی اور امت مرزائیہ کا آنریری مبلغ ہوں جو کلام مرزا کو ناواقفوں تک بے تنخواہ پہنچاتا ہوں۔

ناظرین اس رسالہ کو بغور پڑھ کر امید ہے میرے دعویٰ کی تصدیق کریں گے۔

"ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ." طباعت کے بعد اس رسالہ کا اثر عوام پر جتنا ہوا اتنا ہی اتباع مرزا کو صدمہ ہوا۔ اس لئے انہوں نے اس کا جواب لکھا۔ جس کا نام ہے۔"تجلیات رحمانیہ" مصنف کا نام ہے۔ مولوی اللہ دتہ جالندھری مبلغ قادیان۔

طبع ثانی کتاب ہذا میں اس جواب کا جواب الجواب بھی دیا گیا ہے۔ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام! یہ رسالہ جملہ تصانیف متعلقہ مشن قادیان سے مفید تر ہے۔ آپ صاحبان بھی اس کو مفید پائیں تو اس کام میں حصہ لیں۔ جس کی صورت یہ ہے کہ آپ خود دیکھیں اور مرزا قادیانی کے مریدوں کو دکھائیں۔ ہمدردان اسلام سے بہت کچھ خیر کی امید ہے۔ والسلام!

ابوالوفاء ثناءاللہ امرتسر / محرم ۱۳۵۱ھ / مئی ۱۹۳۲ء

باب اول...... صفات مرزا

۱...........”میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۷۰، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

۲...........”میرا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

۳...........”میرے آنے سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۳۲۰، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۴............ "میں خواب میں اللہ ہو گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں واقعی اللہ ہوں پھر میں نے آسمان بنایا اور زمین بنائی وغیرہ۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۵............ "خدا عرش پر میری تعریف کرتا ہے۔"

(انجام آتھم ص ۵۵ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

160

۶............ "میں خدا کے نزدیک اس کی اولاد کے رتبہ میں ہوں۔"

(اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۴۵۲)

۷............ "میرے منکر مسلمان حرام زادے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۸............ "مجھے مردوں کو زندہ کرنے کی اور زندوں کو مارنے کی قدرت دی گئی ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۵۶ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۹............ "میری شان میں ہے: "وما ینطق عن الھوٰی" یعنی مرزا قادیانی اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۱۰............ "اعلموا ان فضل اللہ معی وان روح اللہ ینطق فی نفسی۔ "جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے نفس میں بولتی ہے۔"

(انجام آتھم ص ۱۷۶ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

باوجود ان دعاوی کے جن لوگوں نے مرزا قادیانی کے اقوال ملاحظہ کئے ہیں۔ وہ قرآنی اصول کی تصدیق کرنے پر مجبور ہیں۔

"لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ نساء ۸۲"

جو کلام غیر خدا سے ہو اس میں بہت اختلاف ہوتے ہیں۔

پس مندرجہ ذیل اقوال مرزا ملاحظہ ہوں:

دوسرا باب......اختلافات مرزا

اس باب کے جواب میں مجیب نے جو علمی جوہر دکھائے ہیں۔وہ اہل علم کے سننے اور دیکھنے کے قابل ہیں۔ مجیب نے اصولی جواب دو طرح دیئے ہیں۔

ایک یہ کہ جس طرح قرآن میں نسخ ہے۔اسی طرح اقوال مرزا میں بھی نسخ ہو سکتا ہے۔ (تجلیات رحمانیہ ص ۲۶، ۲۷)

فاضل مصنف کو غالباً دھوکہ لگا ہے۔ وہ جملہ خبریہ اور انشائیہ میں تمیز نہیں کر سکے۔اہل علم جانتے ہیں کہ نسخ احکام یا مناہی میں ہوتا ہے جو جمل انشائیہ ہوتے ہیں۔ جمل خبریہ میں اختلاف ہو تو نسخ نہیں کہا جاتا بلکہ دو میں سے ایک کو جھوٹ کہا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ کل ٹھیک بارہ بجے بارش ہوئی تھی۔ پھر کہے :"کل بارہ بجے بارش نہیں ہوئی تھی۔" یہ دو جملے خبریہ ہیں۔یقیناً ان کے اختلاف کا جواب نسخ سے نہیں دیا جا سکتا۔بلکہ یقیناً ماننا پڑے گا کہ دو کلاموں میں سے ایک جھوٹ ہے۔

ناظرین کرام! مجیب صاحب اللہ دتہ قادیانی یوں تو مولوی فاضل کا امتحان پاس کردہ ہیں مگر قادیانی قصر نبوت کی حفاظت کا کام بھی تو بہت مشکل ہے۔اس لئے مجیب صاحب اگر جمل خبریہ اور انشائیہ میں تمیز کرنا بھول جائیں تو محل تعجب نہیں۔اسی لئے وہ مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے بزبان حال کہتے ہیں :

ساحری کرید وچشم تووگرنہ زیں پیش
بود ہشیارتر از تو دل دیوانہ ما

مجیب نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ مرزا قادیانی کے اقوال میں اختلاف ہو تو ہو الہامات میں اختلاف نہیں۔ (ص ۶۵)

جواب الجواب! ہم جانتے ہیں کہ ملہم کے ذاتی اقوال اور الہام الگ الگ ہوتے ہیں۔ ملہم کے ذاتی قول میں غلطی ممکن ہے۔ کیونکہ ملہم پر ہر وقت وحی الٰہی نازل

نہیں ہوتی۔ مگر مرزا قادیانی ایسے ملہم ہیں کہ ہر وقت اور ہر لحظہ روح القدس ان کے ساتھ رہتا تھا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے..........اور انوار دائمی اور استعانت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا یہی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۹۳‘۹۴ خزائن ج ۵ حاشیہ ص ایضاً)

یہ تو ہوا مرزا قادیانی کا برمنائے تجربہ عام قانون۔ جس میں خود بھی داخل ہیں۔ اب ایک اور ثبوت سنئے۔ مرزا قادیانی تو اپنے پر روح القدس کو اس قدر متولی اور حاوی جانتے ہیں کہ عبارتی غلطی بھی ان سے نہیں ہو سکتی۔ فرماتے ہیں :

”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں (مرزا) خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ جل جلالہ (نزول المسیح ص ۵۶ خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴)

ناظرین کرام! ایسا ملہم جو ہر وقت بلا فصل دائم روح القدس کی حفاظت میں ہو۔ جس کی حفاظت خدا اتنی کرے کہ عبارت بھی اسے خود بتائے۔ اس کی نسبت اقوال اور الہام میں فرق کرنا اس ملہم کی ہتک کرنا نہیں تو کیا ہے؟۔ اسی لئے ہم نے اقوال مرزا کے اختلاف پر آیت قرآنی: ”لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً.“ لکھی جس پر مجیب نے غور نہیں کیا۔ کیونکہ دل پر بے جا محبت نے غلبہ کر رکھا ہے۔

۱...... حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ خود آئیں گے

”ھوالذی ارسل رسوله با الھدیٰ ودین الحق لیظھره علی

عیسائی آپ کا جواب سن کر مرزا قادیانی کو یہ مصرعہ نذر کریں :

خود غلط بود آنچہ تو پنداشتی

ممکن ہے اسی طرح مجیب بھی آئندہ کبھی اپنے عندیہ میں ہمارا ایمان تسلیم کرلیں۔ (خدا وہ دن کرے۔)

۳...... حضرت مسیح کی سخت کلامی

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سے سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔“

(چشمہ مسیحی ص ۱۱ خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

قادیانیو ! سنتے ہو : ”حضرت عیسیٰ اور علیہ السلام۔“ اسلامی اصطلاح میں یہ لقب اس ذات کے ہیں جن کو روح اللہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ کہا گیا ہے۔ اسی کے حق میں مرزا قادیانی کو یہ گوہر افشانی ہے۔

مزید کے لئے ہمارا رسالہ : ”ہندوستان کے دو ریفارمر“ دیکھئے۔

اس کے خلاف : ”کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا ہے نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ نہ منہ پر جھاگ آتی ہے۔ ہاں ! کبھی بناوٹی غصہ رعب دکھلانے کے لئے ظاہر کر دیتے ہیں اور دل آرام وانبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں۔ جیسا کہ سور' کتے' بے ایمان' بدکار وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ ! آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے۔ کیونکہ وہ تو

کرتا ہے۔ کوئی پوچھے یہ کس نے کہا ہے کہ یسوع اور عیسیٰ دو ہیں یا ایک۔ ہمارا مدعا تو یہ ہے کہ دونوں جگہ یسوع کا نام ہے۔ ایک جگہ کہا ہے کہ یسوع کا ذکر قرآن شریف میں نہیں۔ دوسری جگہ آیت قرآنی یسوع پر لگا کر قرآن شریف میں مذکور بتایا ہے۔ یاللعجب! یہ اختلاف کیوں؟۔

۶...... حضرت عیسیٰ علامت قیامت تھے

"جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "انه لعلم للساعة." تحقیق وہ (عیسیٰ مسیح) قیامت کی علامت ہے۔ یہ نہیں کہا کہ آئندہ کو علامت ہوگا۔ پس یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ (مسیح) علامت قیامت کسی ایسی وجہ سے ہے جو اس کو اس وقت حاصل تھی۔ نہ یہ کہ آئندہ کسی وقت حاصل ہوگی اور وہ وجہ جو حاصل تھی۔ وہ اس کا بے باپ پیدا ہونا تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہودیوں میں ایک فرقہ تھا صدوقی۔ وہ قیامت کا منکر تھا۔ خدا نے بعض انبیاء کی معرفت ان کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا بلا باپ ان کی قوم میں پیدا ہوگا۔ وہ ان کیلئے قیامت کے وجود کی علامت ہوگا۔ اسی طرف خدا نے اس آیت: "وانه لعلم للساعة." میں اشارہ کیا ہے۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۹۰ 'خزائن ج ۷ ص ۳۱۶)

نوٹ: مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے باپ پیدائش علامت قیامت ہے۔

اس کے خلاف: "پھر (یہ علماء) کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی نسبت ہے: "وانه لعلم للساعة." جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے ان سے ڈرنا چاہئے

کہ نیم ملا خطرہ ایمان............ کیسی بدبودار نادانی ہے جو اس جگہ ساعۃ سے قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ساعۃ سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسیٰ کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا۔ (اعجاز احمدی ص ۲۱ 'خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۹)

"سلسلہ موسویہ کی آخری خلافت کے بارے میں تورات میں لکھا تھا کہ وہ سلسلہ مسیح موعود پر ختم ہوگا۔ یعنی اس مسیح پر جس کا یہودیوں کو وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ اس سلسلہ کے آخر میں چودہ سو برس کی مدت کے سر پر آئے گا۔" (ایام الصلح اردو ص ۵۲'خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۴)

صاف اقرار ہے کہ یہودیوں کو خدا نے بتادیا تھا کہ مسیح موعود (حضرت عیسیٰ مسیح) چودھویں صدی کے سر پر آئے گا۔ یہ مضمون اگرچہ یہودیوں کے حق میں الہامی تھا مگر مرزا قادیانی جیسے الہامی (مدعی الہام) شخص نے جب اس کی تصدیق کردی تو ان کے حق میں بھی الہامی ہوگیا۔ حالانکہ اپنا الہام خود لکھ چکے ہیں کہ :"حضرت مسیح بعد موسیٰ کے پندرھویں صدی میں آئے تھے۔" اب تو اللہ دتہ قادیانی کو بھی ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی سچے ملہم نہ تھے۔ کیونکہ سچے الہاموں میں تعارض اور تخالف نہیں ہوتا۔ (ص ۲۳)

پس ہمارا نتیجہ ! صحیح رہا کہ مرزا قادیانی کو حضرت مسیح اول کی طرح پندرھویں صدی میں آنا چاہئے تھا اور وہ قبل از وقت چودھویں صدی کے اندر آگئے تھے۔ اسی لئے وہ جلدی چلے گئے۔ آئندہ پندرھویں میں تشریف لائیں گے تو جو لوگ زندہ ہوں گے۔ وہ مشرف بہ زیارت ہوں گے۔ سر دست تو ہمارا قول یہی ہے کہ :

روئے گل سر ندیدیم وبہار آخر شد

۹......اذ ماضی کے لئے ہوتا ہے

"واذ قال الله یا عیسی ابن مریم أنت قلت للناس.......... الخ ۰"

اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہوتا ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا۔ نہ زمانہ استقبال کا۔" (ازالہ اوہام ص ۶۰۲'خزائن ج ۳ ص ۴۲۵)

اس کے خلاف : "ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں۔ تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو اور

ہوتی۔" (تحفہ قیصریہ ص ۲۰' خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲)

قادیانی دوستو! یسوع کی روح جس انسان میں ہو وہ شریر ہو جاتا ہے تو دوسرے قول کا قائل کون ؟ :

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کے

مجیب نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ :

"پہلی عبارت میں یسوع کی اس حیثیت کا ذکر ہے جو اسے پادریوں نے دے رکھی ہے۔ دوسری میں اس عبارت کا تذکرہ ہے جو اسے فی الواقع بلحاظ نبی اور رسول ہونے کے حاصل ہے۔ پہلی صورت قابل نفرت ہے۔ دوسری صورت قابل رشک ہے۔" (ص ۶۶)

جواب الجواب! ہم تو جانتے تھے مرزا قادیانی ہی کے کلام میں اختلاف ہوتا تھا' اب معلوم ہوا کہ ہمارے فاضل مخاطب مصنف بھی ان (مرزا قادیانی) سے اس وصف میں فیضیاب ہیں۔ ابھی چند صفحات پہلے لکھ چکے ہیں :

"مسیح اسلامی حیثیت کا نمائندہ ہے۔ اور یسوع عیسائیت کا مظہر۔" (ص ۲۰)

اس تقسیم سے صاف پایا جاتا ہے کہ یسوع نام بہمہ وجوہ (مرزا قادیانی کے نزدیک) شریرالنفس آدمی ہے۔ پھر ایسے نام کو اپنے حق میں کہنا اعتراف حقیقت ہے یا کیا؟۔

۱۱...... مسیحی چڑیوں کا پرواز قرآن سے ثابت ہے

"حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزے کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰' خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اس کے خلاف :"اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۷' خزائن ج ۳ حاشیہ ص ۲۵۶'۲۵۷)

مجیب نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جس پرواز کا انکار ہے وہ اصلی زندگی سے پرواز ہے اور جس کا اقرار ہے وہ غیر حقیقی اور عارضی ہے۔(ص ۷۶)

جواب الجواب! اس جگہ ہم علم منطق کے قاعدہ تناقض کے موافق مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ دکھاتے ہیں۔ پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ثابت ہے :

"پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ثابت نہیں۔"

موضوع ایک' محمول ایک' نسبت ایک' وغیرہ ایک' جو اس کو بھی تناقض نہ کہے اس کا دماغ صحیح ہے یا ماؤف۔ ناظرین خود فیصلہ کریں۔

۱۲...... حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس تھی

"حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ لیکن تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت ممدوح کی عمر تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گزاری تھی۔"

(راز حقیقت حاشیہ ص ۲'۳' خزائن ج ۱۴ حاشیہ ص ۱۵۴'۱۵۵)

ایک سو پچیس برس تھی

"حضرت مسیح صلیب سے نجات پاکر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت عبادت کرتے رہے۔ اور سکھوں کے زمانے تک ان کی یادگار کا ایک کتبہ موجود تھا۔ آخر سری نگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی۔"

(تبلیغ رسالت ج ہشتم ص ۶' مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۲۹)

نوٹ : ہمارے اس سوال کا جواب مجیب نے نہیں دیا کہ یہ حدیث کہاں ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں طاعون پڑے تو اس شہر کو چھوڑ دو۔

قادیانی دوستو! تمہارے حدیث کا پتہ نہ دینے سے کیا ہمارا حق ہے کہ آئندہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو "واضع حدیث" (حدیثیں گھڑنے والا) کا لقب بھی دیا کریں۔ اس کا فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے۔ حدیث مطلوبہ کا پتہ نہ دینے سے تمہاری طرف سے اجازت سمجھی جائے گی۔

180

ناظرین کرام! یہ چند اختلافات بطور نمونہ دکھائے ہیں۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان سراپا بے نظام ہوتا تھا۔ دریائے غازی (دریائے سندھ) خاں کی طرح جوش مارتا ہوا نہ بستی دیکھتا ہے نہ ویرانہ بہتا ہی چلا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دماغ ایسا ماؤف تھا کہ اس میں حفظ کی طاقت نہ رہی تھی۔ مزید شہادت کی ضرورت ہو تو ہمارا شائع کردہ رسالہ "مراق مرزا" ملاحظہ کریں۔

مجیب ہماری اس رائے پر بھی خفا ہے کہ ہم نے مرزا قادیانی کے حق میں ماؤف الدماغ کیوں لکھا۔ افسوس ہے کہ یہاں بھی مجیب نے ہماری پوزیشن کو نہیں سمجھا۔ سنئے ہم مرزا قادیانی کے اقوال دکھا رہے ہیں اور انہی سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ نتیجہ بھی اپنی طرف سے نہیں بلکہ وہی جو ایسے کلاموں سے مرزا قادیانی نے نکالا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں :

"صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیارا (یہ لفظ قادیانی اردو میں آیا ہے۔ شاید الہام سے آیا ہو۔) اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔" (کتاب ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲)

ناظرین کرام! جس صورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے کلام میں

المتکلمین کا یہ بیان سن کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی تکذیب پر اس بیان کو ایک زبردست دلیل نہ بنالیں اور کھلے لفظوں میں کہتے پھریں۔

دیکھو جی پیغمبر اسلام کی پیشگوئی کیسی جھوٹی نکلی کہ بجائے سو برس کے آج ساڑھے تیرہ سو سال ہوگئے قیامت نہ آئی۔ پھر اس کے کذب میں کیا شبہ؟۔ پھر ہم اس کے جواب میں کہتے پھرتے کہ: ”اصل بیان میں کذب نہیں۔ اس کے ناقل میں کذب ہے۔ فافہم!“

کذب ۳... ہذا خلیفۃ اللہ

185

”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ”هذا خليفة الله المهدی ۔“ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

نوٹ: یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ اتباع مرزا دکھائیں تو ہم مشکور ہوں گے۔

اس نمبر کے جواب میں بھی مجیب نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ: ”بخاری کے حوالہ کا ذکر صرف سبقت قلم ہے۔ اسے کذب قرار دینا ظلم ہے۔“ شاباش! یوں چلا کرو۔

نوٹ: ہمارے پنجاب کے جاٹ کسی شخص کی تکذیب کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیتے ہیں: ”تمہاری بات جھوٹی ہے“ یا ”تم جھوٹ بکتے ہو“ مگر لکھنوی نزاکت پسند اور لطافت گو کہا کرتے ہیں۔

”واللہ میں افسوس کرتا ہوں کہ میں جناب کے ارشاد سے متفق نہیں۔“ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کہ آپ کی بات جھوٹ ہے۔ قادیانی مجیب نے قادیان کے نمک کا لحاظ رکھ کر کیا لطافت سے کہا ہے: ”بخاری کا نام سبقت قلم ہے“

اسی کنز العمال کا مختص "مسند احمد" کے حاشیہ پر مصر میں چھپا ہے۔ یہ تو یقینی بات ہے کہ مصر میں بہ نسبت ہندوستان کے تصحیح زیادہ ہوتی ہے۔ اس مختص میں یہ حدیث درج ہے۔ اس میں رجال (بالراء) مرقوم ہے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۱۱)

علاوہ اس کے خود لفظ بتا رہا ہے کہ مرزا قادیانی کی منقولہ عبارت غلط ہے۔ کیونکہ دجال (بالدال) صیغہ مفرد ہے اس کیلئے صیغہ جمع (یختلسون) نہیں آسکتا۔ اس بات کو ادنیٰ طالب علم بھی جانتے ہیں۔ لیکن خود غرضی کا برا ہو کہ دہا خبر انسان کو بھی بے خبر کر دیتی ہے۔

کذب ۵... حضرت ابو ہریرہؓ

"تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فہم قرآن میں ناقص تھا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰)

نوٹ: تفسیر ثنائی سے مراد اگر وہ تفسیر ہے جو علم کے لحاظ سے ثنائی (مصنفہ خاکسار ابو الوفا ثناء اللہ) ہے تو صریح جھوٹ ہے اور اگر تفسیر ثنائی سے مراد وہ ہے جو مصنف کے لحاظ سے ثنائی ہے۔ یعنی مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم موسومہ تفسیر مظہری ہے تو بھی جھوٹ ہے۔ اس میں بھی یہ فقرہ ہرگز نہیں۔ قادیانی دکھائیں تو شکریہ لیں۔

اس کے جواب میں مجیب نے کمال باطل کوشی کی ہے۔ بہت سی ادھر ادھر کی کہتے ہوئے لکھا ہے کہ: "حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ابو ہریرہ کو ناقص فہم کہنے اور تفسیر ثنائی کی طرف نسبت کرنے سے الفاظ کا دعویٰ تو یہ کیا تھا۔ بلکہ ایسی عبارتوں میں مفہوم مراد ہوتا ہے۔ تفسیر مظہری (ثنائی) میں حضرت ابو ہریرہؓ کی اس تاویل کو ان کی ایک خطا قرار دیا گیا ہے۔" (ص ۹۴)

مطلب یہ ہے کہ چونکہ ایک جگہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم نے حضرت ابو ہریرہؓ کی تفسیر سے اختلاف کیا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو حق حاصل ہوگیا کہ ابو ہریرہؓ صحابی کو ناقص الفہم لکھ دیں۔ بہت خوب!

مرزائی دوستو! ذرہ ہوش سے سننا:

مرزا قادیانی نے سورہ مریم کی آیات متعلقہ ولادت حضرت مسیح سے یہ سمجھا ہے کہ: ”حضرت مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۶۸ خزائن ج ۱۷ص ۲۰۲) ان کے راسخ الاعتقاد مرید محمد علی لاہوری اور ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ باپ سے تولد ہوئے تھے۔ اس پر ہمارا حق ہے کہ ہم یہ لکھ دیں کہ: ”محمد علی لاہوری کہتے ہیں مرزا قادیانی قرآن فہمی میں ناقص الفہم تھے؟۔“

مرزائیو!

آنچه بخود نه پسندی بدیگراں ماپسند

کذب ۶... سارے نبیوں کی زبانی وعدہ

”ہاں! میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا نے ان کی معرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں انسان ان کے گواہ ہیں۔“ (فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۵۱)

نوٹ: سارے نبیوں کے وعدہ کو ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔

کذب ۷... میں خدا کی مانند ہوں

”اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ نبیوں سے کیا۔ اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے۔ بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانئیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت

بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کی مانند۔"

(اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص ۲۵ 'خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۴۱۳)

اس کے جواب میں مجیب بڑا پریشان ہوا ہے جو کچھ کہا اس کا ملخص یہ ہے :

"حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں : "تخلقوا باخلاق الله "اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ تو کیا اس آیت اور اس حدیث کا یہ منشاء ہے کہ خدا بن جاؤ۔ نہیں بلکہ علیٰ قدر مراتب مشابہت پیدا کرنا مراد ہے۔ اسی طرح دانیال کی پیشگوئی میں ہے۔ اس پر اعتراض کیسا؟۔(ص ۱۰۰)

190

جواب الجواب ! تخلقوا والی حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ مخلوق پر رحیم ہے تم بھی حسب مقدور رحم کیا کرو۔ جس طرح خدا ستار العیوب ہے تم بھی حتی المقدور پردہ پوشی کیا کرو۔ یہ تو نہیں کہ تم خدا کی مانند بن جاؤ۔ اچھا اگر کوئی شخص کسی مرزائی عالم کو کہے تم بھی مرزا قادیانی کے اخلاق سیکھو۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہوں گے کہ تم مرزا قادیانی کی طرح نبی 'رسول' مہدی' مسیح' کرشن وغیرہ بن جاؤ؟۔ ہرگز نہیں پس "تخلقوا" کے معنے بھی یہ نہیں کہ خدا کی مانند بن جاؤ بلکہ یہ ہیں کہ خدا کی صفات میں سے حسب طاقت بشریہ بہرہ یاب ہو۔ نہ کہ خدائی کے مدعی بن بیٹھو۔

کذب ۸... میں خواب میں اللہ ہو گیا

"رائیتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو" میں نے خواب میں دیکھا میں (مرزا قادیانی) اللہ ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ 'خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اس نمبر کے جواب میں مجیب نے ایک حدیث پیش کی ہے جس میں ذکر ہے کہ مومن جب نوافل بہت پڑھتا ہے تو خدا اس کے کان' آنکھ ہو جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ

مولانا اسماعیل شہید کا قول لکھا ہے کہ عشق الٰہی کے دریا میں تیرنے والا کبھی انا الحق کہہ اٹھتا ہے کبھی "لیس فی جبتی سوی اللہ۔" کہتا ہے۔ اس سے نتیجہ نکالا ہے:

"یہ ایک فناء الفناء کا مقام ہے۔ جس سے خشک زاہدوں کو کوئی نسبت نہیں۔"

جواب الجواب! حدیث شریف کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ بندہ اپنے کانوں، آنکھوں اور ہاتھوں کو میرے کام میں لگا دیتا ہے۔ میری مرضی اس کی مرضی ہوتی ہے۔ اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود خدا بن جاتا ہے۔ مولانا شہید مرحوم نے بھی دراصل وہی کہا ہے جو حدیث کا مطلب ہے: "لیس فی جبتی۔" سے مراد دل ہے۔ یہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہیں۔ امنا وصدقنا!

انا الحق کہنے کی صحیح تشریح یہ ہے کہ دراصل حکایت من الواجب ہوتی ہے۔ یعنی: "قال اللہ انا الحق لاغیری۔" بالکل صحیح ہے۔ ہم حیران ہیں کہ مرزا قادیانی منہاج نبوت پر آنے کے مدعی ہیں۔ لیکن وہ ایسے الفاظ موہم شرک بولتے ہیں۔ جو کسی نبی کے منہ سے کبھی نہ نکلے ہوں۔ لطف یہ ہے کہ اسی حوالے کے قریب ہی یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اسی حالت میں خدائی میں آسمان اور زمین بنا وئے۔ اور میں نے کہا اب ہم آدم کا سلسلہ پیدا کریں گے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

کیا یہ فناء الفناء ہے یا او عابقا؟۔

کذب ۹... تمام نبیوں نے میرے آنے کی خبریں دیں

"میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے۔ وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔" (تذکرۃ الشہادتین ص ۶۲، خزائن ج ۲۰ ص ۶۴)

یعنی: ”یوم یأتی ․“ یہ قرآن مجید میں نہیں ہیں۔

(۲)............ دوسرا کذب یہ ہے کہ اس مکذوبہ آیت کو مکذوب مصداق پر لگایا۔ یعنی اس کو اپنے حق میں چسپاں کیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہی نہیں کہ خدا بادلوں میں آئے گا۔ مختصر یہ ہے کہ آیت جھوٹی بنائی‘ ایک کذب۔ اس کو اپنے حق میں لگایا‘ دوسرا کذب۔

ندامت: مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کو صدق بنانے کے لئے مجیب نے بڑی جرات کی مگر اس جگہ اس سے یہ ہمت نہ ہوئی کہ ہماری مطلوبہ آیت قرآن مجید میں دکھادیتے۔ حالانکہ ہم نے اسی صفحہ پر تقاضا کیا تھا۔ جو مجیب نے پڑھا اور (حقیقت الوحی ص ۱۵۴‘ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸) سے عبارت نقل کی۔ مگر مکذوبہ آیت کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ باوجود اس کے کہتے ہیں: ”ہم جملہ اعتراضات سے فارغ ہوگئے۔“(ص ۱۰۵)

آپ نے جو جواب دیئے۔ استاد غالب ان کی پہلے ہی تصدیق کرگئے ہیں:

غالب تمہیں کہو کہ ملا ہے جواب کیا
مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے

نوٹ: فاضل مجیب نے خوب لکھا ہے کہ:

”مصنف تعلیمات مرزا نے ساری عمر کی کدوکاوش کے باوجود جو تعداد (کذبات) درج کی وہ گیارہ ہے۔“(ص ۸۰)

محدثین کے اصول پر کسی راوی کا حدیث میں ایک جھوٹ بھی ہمیشہ کے لئے باعث ذلت ہوتا ہے۔ آج کل کی عدالتوں میں بھی ایک ہی دفعہ کا جھوٹ باعث رسوائی ہے۔ مگر قادیانی عرف عام میں گیارہ کی تعداد بھی کم ہے۔ کیوں؟۔

پنجابی کہا کرتے ہیں: ”جاٹ کی پینتالیس پتیں ہوتی ہیں۔“

یعنی جاٹ کی پینتالیس عزتیں ہوتی ہیں۔ اس لئے ایک دو کے جانے سے اس کا

استدلال کرنا چاہئے کہ یہ آیت بھی مسیح موعود کے زمانہ کا حال بتلا رہی ہے۔ اور اجمالاً مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے پھر لوگ باوجود ان آیات بینات کے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی نسبت شک کرتے ہیں۔"

(شہادۃ القرآن ص ۱۲'۱۳' خزائن ج ۶ ص ۳۰۸'۳۰۹)

۴... اس کی تائید میں

"آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی ہے اور زمین نے بھی (میرے لئے گواہی دی) مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بے کار ہوگئے اور پیشگوئی آیت کریمہ: "واذالعشار عطلت." پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث: "ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا." نے اپنی پوری پوری چمک دکھلادی اور یہاں تک کہ عرب و عجم کے ایڈیٹران اخبار اور جرائد والے اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے۔ یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۲' خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

قادیانی دوستو! کیا مکہ مدینہ کے درمیان مرزا قادیانی کی زندگی میں یا بعد ان کے آج تک ریل جاری ہوئی؟۔ کیا راجپوتانہ' بلوچستان' مارواڑ' سندھ' عرب' مصر اور سوڈان وغیرہ ممالک میں اونٹ بے کار ہوگئے؟۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔

اس نمبر کا جواب مجیب نے دیا ہے کہ اونٹنیاں ترک ہونے کی بابت:

"احادیث میں کسی ملک کا نام نہیں آیا۔ عام پیشگوئی ہے۔ مسیح موعود (مرزا) نے بھی اس پیشگوئی کو مطلق ہی قرار دیا ہے کسی ملک سے مخصوص نہیں فرمایا...... لہذا مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا مخصوص مقامات (مکہ' مدینہ وغیرہ) کے متعلق استفسار در حقیقت پیشگوئی کی حقیقت اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کی عبارات سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔" (ص ۱۱۱'۱۱۲)

خصوصیت کس طرح فرمائی ہے۔ اور تمہارے قابل مصنف مجیب نے اس خصوصیت کو کیسے دکھایا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں :

من چه گویم وطنبوزه من چه گوئد

۵... مسیح موعود بعد دعویٰ چالیس سال زندہ رہے گا

”حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس تک دنیا میں رہے گا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۷ ا۲ خزائن ج ۷ ا ص ۳۱۱)

۶... مرزا قادیانی نے کب دعویٰ کیا

200

لطیفہ : ”چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے۔ ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل کے نام کے اعداد کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۵، ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

نوٹ : بفحوائے عبارت ہذا ۱۳۰۰ ہجری مرزا قادیانی کی بعثت کا زمانہ ہے۔ انتقال آپ کا ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ حساب لگا لیجئے۔ بعد دعویٰ ۲۶ سال رہے۔

ان دو نمبروں کے جواب میں مجیب بہت پریشان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قلم اور دل میں سخت نزاع ہو رہی ہے۔ آخر قلم چونکہ ظاہری آلہ ہے۔ اس لئے ظاہری

سے ہے مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی کا یہ وعدہ معشوقانہ وعدے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جس کی بابت کہا گیا ہے:

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

۱۷... نوٹ از مرتب احتساب قادیانیت جلد ہذا

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے یہاں پر مرزا قادیانی کا اشتہار جو مولانا موصوف کے متعلق ''آخری فیصلہ'' کے نام سے مرزا نے شائع کیا تھا اس رسالہ میں نقل فرمایا۔ چونکہ وہ فاتح قادیان نامی رسالہ میں پہلے درج ہو چکا ہے۔ اس لئے تکرار کے باعث یہاں سے حذف کر دیا گیا۔ البتہ اس پر مولانا نے جو تبصرہ کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔ (فقیر! مرتب)

یہ مضمون جماعت مرزائیہ کے لئے موت و حیات کا سوال ہے۔ مضمون تثلیث عیسائیوں کے حق میں اتنا مشکل نہیں جتنا ''آخری فیصلہ'' امت مرزا کے حق میں مشکل ترین ہے۔ اس مضمون پر جماعت مرزائیہ کے بحث کرنے کی مثال بالکل یہ ہے جو مکھی شہد میں پھنس جائے جتنی وہ نکلنے میں کوشش کرتی ہے اتنی ہی اس میں پھنستی ہے۔ چنانچہ مجیب نے بھی اس میں بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ ساری محنت کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ محض دعا نہیں بلکہ دعاء مباہلہ ہے۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ کے انکار کرنے سے مباہلہ نہیں ہوا۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ کی حیات شرعی حجت نہیں۔ مجیب کے الفاظ یہ ہیں:

''میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء (مرزا قادیانی) کا اشتہار ۱۵ اپریل دعاء مباہلہ تھا یکطرفہ دعا نہ تھی۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ سے انکار کر کے بچ گئے ہیں۔'' (ص ۱۷۰)

اس کا مکمل اور جامع جواب یہ کافی ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں قادیان سے اس مضمون کا اعلان ہو چکا تھا کہ:

سے اچھی ہو۔ شیطان ہر وقت تم میں لڑائی کرانے پر آمادہ ہے۔ کیونکہ وہ انسان کا صریح دشمن ہے۔ حسن خلق کی تعریف جو معلوم ہوتا ہے وہ ظاہر بلکہ اظہر ہے۔ مرزا قادیانی چونکہ قائل اسلام اور بروزی نبوت محمدیہ کے مدعی تھے۔ ان کا حسن خلق اسی معیار پر پرکھنا چاہئے۔

نوٹ : ہر کہ ومہ جانتے ہیں کہ کسی انسان کا حلال زادہ یا حرامزادہ ہونا اس وقت سے ہوتا ہے جس وقت اس کے وجود کی بنیاد اس کی ماں کے پیٹ میں بشکل نطفہ رکھی جاتی ہے۔ وہ اگر باجازت شرعی ہے تو حلال زادہ ہے۔ بے اجازت ہے تو حرام زادہ۔ مگر مرزا قادیانی کا خلق یہ ہے کہ جو ان کو مانے وہ حلال زادہ جو نہ مانے وہ حرام زادہ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

215

(۱) ”کل مسلم.. یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا“ یعنی سب مسلمان مجھے قبول کرتے اور میری دعوت کو مانتے ہیں مگر زانیہ عورتوں کی اولاد یعنی حرام زادے نہیں مانتے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ ،خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نتیجہ : صاف ہے کہ نہ ماننے والوں کی مائیں زانیہ ہیں اور وہ زنازادے ہیں۔

سوال : اس حسن خلق سے قطع نظر ہمیں ایک سوال سوجھتا ہے۔ اتباع مرزا قادیانی اس پر غور کریں گے۔ ایک شخص بہت عرصہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کا مخالف رہا۔ اتنا عرصہ وہ حرامزادہ رہا مگر حکم ”انقلاب“ وہ جائے منکر کے معتقد ہو گیا۔ تو اب وہ حلال زادہ ہو جائے گا؟۔

عکس القضیہ : اس کے برعکس ایک شخص عرصہ تک معتقد رہا۔ آخر کار وہ تائب ہو کر منکر ہو گیا۔ جیسا ہوتا رہتا ہے تو اب وہ حلال زادہ سے منقلب ہو کر حرام زادہ ہو جائے گا؟۔ علمائے مرزائیہ! بیّنوا توجروا!

مجیب نے اس موقعہ پر کمال ہوشیاری سے اخلاق مرزا قادیانی کی حمایت کی ہے۔ بجائے ندامت کے الٹا لکھتے ہیں :

"نبی اہل دنیا کے سامنے جج کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے کہ تاریکی کے فرزندوں پر فرد جرم لگانے سے پہلے ان کے جرموں سے ان کو آگاہ کرے۔" (ص ۴۳)

مطلب یہ کہ مرزا قادیانی چونکہ نبی تھے اس لئے ان کا حق تھا کہ اپنے منکروں کو سخت سے سخت الفاظ سے یاد کریں۔ جیسے جج فرد جرم لگاتے وقت سخت الفاظ بولتا ہے۔ ہم مانتے ہیں نبی ہویا مصلح' افعال قبیحہ کو قبیح کہہ کر کرنیوالوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ مثلاً کافر' فاسق' فاجر' اصحاب النار وغیرہ الفاظ ان کے حق میں کہتا ہے۔ مگر ایسی طرح کہ سننے میں نہ مکروہ ہوتے ہیں' نہ کسی خاص شخص یا جماعت کے حق میں دل آزار۔ برخلاف مرزا قادیانی کے۔ ان کے الفاظ سنتے ہی ہر شخص کا ضمیر جوش میں آکر انتقام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ مثلاً: "اے بدذات فرقہ مولویاں۔" (انجام آتھم ص ۲۱' خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

ناظرین! ایک طرف یہ مکروہ الفاظ رکھئے اور دوسری طرف وہ رکھئے جو مجیب نے تجلیات رحمانیہ کے ص ۱۳۴ پر قرآن مجید کے مختلف مقامات سے نقل کئے ہیں۔ مثلاً قردة (بندر) خنازیر' حمر' زنیم' ولد الزنا' نجس' ناپاک' شر البریہ' وغیرہ۔ (ص ۱۳۴)

اس لئے ہم مثال کے طور پر وہی آیت سامنے رکھتے ہیں جس میں سخت سے سخت مکروہ الفاظ مجیب کو نظر آئے ہیں۔ ارشاد ہے: "ولا تطع کل حلاّف مهین ۰ همّاز مشّاء بنميم ۰ منّاع للخير معتد اثيم ۰ عتلّ بعد ذلك زنيم ۰ القم ۱۰ تا ۱۳"

خدا اپنے نبی کو اور نبی کی وساطت سے سب بندوں کو حکم دیتا ہے:

"تم مت کہا مانا کرو بڑے جھوٹے' نکتہ چین' چغل خور' مانع خیر' حد سے بڑھے ہوئے بداعمال' متکبر اور نسل بد لنے والے کا۔"

بتایئے اس میں کیا سختی ہے۔ یہ ہے اصل فرد جرم جو نبی بحیثیت جج لگایا کرتا ہے۔ یعنی ان فاعلوں کی صحبت سے منع کیا۔ لیکن دراصل ان افعال سے منع کرنا مقصود ہے۔ سنئے! کسی محلہ میں چند لوگ بدکار بدمعاش آوارہ گرد ہوں۔ وہاں کا نیک صالح بندہ اپنی اولاد کو

یوں نصیحت کرے کہ : "تم بدکاروں آوارہ گردوں کی صحبت سے پرہیز کیا کرو۔" اس میں کیا خرابی اور کیا بداخلاقی ؟ برخلاف اس کے اہل محلہ کو مخاطب کر کے یوں کہے :

"او بدذاتو' شریرو' خبیثو' جیسے تم خود خبیث ہو' ویسے میری اولاد کو بنانا چاہتے ہو۔"

مرزا قادیانی کا قول ہے :

"اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ ظالم مولویو! تم پر افسوس ہے کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔" (انجام آتھم ص ۲۱' خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

ناظرین کرام! یہ ہیں وہ شیریں الفاظ جن کو قادیانی خلافت کے تنخواہ دار جج کا فرد جرم قرار دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ! چشم بد دور!

لیکن معاف فرمایئے کیا ہم بھی ایک لفظ کی زیادتی کر کے یہی عبارت کہہ سکتے ہیں۔ جو یوں ہے :

"اے قادیانی بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق چھپاؤ گے .... الخ۔"

مرزائی دوستو! یقیناً یہ ترمیم تم کو بری معلوم ہو گی پھر کیا یہ صحیح نہیں ہے۔

آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

(۲) لدھیانہ میں ایک شخص صاحب سعادت ازلیہ مولوی سعد اللہ نو مسلم تھے۔ جنہوں نے تمام گھر بار برادری چھوڑ کر اسلام قبول کر کے علم دین حاصل کیا اور تمام عمر توحید و سنت کے شوق اور اشاعت میں گزار دی۔ مگر مرزا قادیانی کے منکر تھے۔ مرزا قادیانی اسی مذکورہ اصول کے ماتحت ان کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :

اذیتنی خبثا فلست بصادق

ان لم تمت بالخزی یاابن بغاء

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۵' خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۶)

”جو شخص اپنی شرارت سے باربار کہے گا(کہ پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا قادیانی کی پیشگوئی غلط اور عیسائیوں کی فتح ہوئی)اور کچھ شرم وحیا کو کام میں نہیں لائے گا۔اور بغیر اس کے کہ ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گااور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا توصاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہےاور عیسائیوں کو غالب اور فتحیاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے......... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔“(جل جلالہ) (انوارالاسلام ص۳۰،خزائن ج۹ص ۳۱،۳۲)

219

حلال زادہ اور حرام زادہ بننے کا کیا ہی اچھا طریقہ ہے۔

مرزائی دوستو!کسی مخالف مرزا کا بھی یہ حق ہے کہ وہ یوں کہے مرزائیو حلال زادہ بنتا ہے تو اس رسالہ کو غور سے پڑھو۔ ہمارا خیال ہے کہ ایسا کہنے کا حق نہیں۔

اس نمبر میں مجیب نے کمال دلیری سے چراغ داشتہ جواب دیاہے۔ پہلے تو یہ جھوٹ بلکہ افتراء علی الرسول کیاہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے ولید نامی ایک شخص کو ولد الزنا قرار دیاہے۔“(ص ۱۴۱)

ہم اس کذب بلکہ افتراء کا جواب نہیں دے سکتے۔ہاں!مطالبہ کرتے ہیں کہ الفاظ نبوی دکھاؤ جن میں ولید کو ولد الزنا قرار دیا ہو۔

دوسرے جواب میں اس سے بھی زیادہ دون کی لی ہے۔لکھاہے:

”سعد اللہ ہندوؤں کا لڑکا تھا۔ ان کو اتقیا اور صلحا تو نہیں کہا جاسکتا تھا۔ پس مسیح موعود(مرزاقادیانی)نے جو کچھ فرمایا بالکل بجافرمایا۔“(ص ۱۴۰)

ہائے جانب داری تیرا ستیاناس!کیاہندو کے لڑکے کو ابن بغا(نسل بدکاراں)کہہ سکتے ہیں۔اگر تم ہندوؤں کو نسل بدکاراں کہہ سکتے ہو تو ان کو تمہارے حق میں ایسا لکھنے سے کیا امر مانع ہے۔ پس اللہ سے ڈرواور بے جاحمایت نہ کرو۔ میدان محشر میں یہ کچھ کام نہ آئے گا:

انا خاتم النبیین لانبی بعدی

فیصلہ مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

فیصلہ مرزا.......... پہلے مجھے دیکھئے

دیباچہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین.

''مرزا غلام احمد قادیانی ۱۲۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔''

(تریاق القلوب ص ۶۸۔ خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳)

اور ۱۳۲۶ ہجری مطابق ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ جوانی میں آپ کچہری سیالکوٹ میں پندرہ روپے کے محرر مقرر ہوئے تھے۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۴۳، ۴۴۔ روایت نمبر ۴۹)

بعد ازاں آپ نے تصنیف پر توجہ کی تو اس حالت میں آپ الہام کے مدعی ہوئے۔ یہاں تک کہ ۱۳۰۸ھ میں آپ نے اعلان کیا کہ احادیث شریفہ میں جس مسیح موعود اور مہدی کے آنے کی خبر آئی ہے وہ میں ہوں۔

چونکہ مسیح موعود کے حق میں نبی اور رسول کا لقب بھی آیا ہے تو آپ نے اپنے حق میں نبی کا لقب بھی اختیار کیا۔

آپ نے اپنی مسیحیت موعودہ ثابت کرنے کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک نقلی، دوسرا الہامی۔ نقلی سے مراد یہ ہے کہ آیات اور احادیث سے اس طرح استدلال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ فوت ہو چکے ہیں وہ دوبارہ دنیا میں نہ آئیں گے اس لئے جس مسیح موعود کے آنے کی خبر ہے وہ مثیل مسیح ہے جو میں ہوں۔ اور جو مسیح موعود کے ظہور کا مقام دمشق آیا ہے اُس سے مراد قادیان ہے۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۶۶، ۶۷۔ خزائن ج ۳ حاشیہ ص ۱۳۵، ۱۳۶)

الہامی طریق سے یہ مراد ہے کہ آپ نے اپنے دعوے کے اثبات میں کئی ایک الہام شائع کیے جن میں آئندہ زمانہ کے متعلق خبریں تھیں جن کی بابت کہا کہ یہ خبریں مجھے خدا نے بتائی

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵۔ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

(۸) مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''خدا نے مجھے کہا انت اسمی الاعلیٰ۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۴۔ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳)

(۹) مرزا قادیانی کا قول ہے: ''مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ...... میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینے کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۵۲۔ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

(۱۰) مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ: ''مجھے خدا کی طرف سے دنیا کو فنا کرنے اور پیدا کرنے کی طاقت دی گئی ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۵۶۔ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

(۱۱) ''میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۷۰۔ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

(۱۲) مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے جو اُس پر ہر ایک بلندی ختم ہوگئی۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۷۰۔ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

(۱۳) مرزا جی کہتے ہیں: ''جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت وہ میرے سردار خیر المرسلین (ﷺ) کے صحابہ میں داخل ہوگیا۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸، ۲۵۹۔ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے اپنے حق میں فرمایا ہے کہ قصر نبوت کی میں آخری اینٹ ہوں۔ مرزا قادیانی اپنے حق میں لکھتے ہیں:

(۱۴) ''پس اے ناظرین میں وہی آخری اینٹ ہوں۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۸۔ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

(۱۵)

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص ۹۹۔ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یہ دعاوی سب کے سب گو اعلیٰ مراتب کے ہیں لیکن ہیں تو انسانی درجہ کے۔ اب ہم مرزا قادیانی کا ایک مقولہ اور پیش کرتے ہیں جس سے ان کی شان انسانیت سے ارفع معلوم ہوتی فرمایا:

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاللہ وایّد

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعۂ اشتہارات ج۳ ص ۵۷۸۔۵۷۹)

......☆......

ناظرین! اس اشتہار کو مکرر ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے اس میں میرے ذمہ بھی کوئی کام رکھا ہے؟ نہیں۔ محض دعا کے ذریعہ خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ:

''محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔''

اس فقرہ کے بعد اخیر اشتہار میں آپ نے صاف لکھا ہے کہ:

''اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

پس اشتہار کی اندرونی شہادت سے بھی یہی ثابت ہے کہ اس دعا کے متعلق میرا کام کچھ نہیں، نہ میرے اقرار قبولیت کے لئے شرط ہے نہ انکار باعثِ ردّ۔ بلکہ جو کچھ ہے وہ دعا مرزا قادیانی ہے اور بس۔ یہ تو ہے اشتہار کا نفس مضمون اب ہم بتاتے ہیں کہ اس دعا کے قبول ہونے کا کیا قرینہ ہے۔

پہلا قرینہ:۔ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں:

''مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں''

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر۵ ص۴۔ خزائن ج۱۵ ص۵۱۵)

نیز فرمایا۔ خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوا:

''میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء (برادری) کے متعلق نہیں۔''

(تریاق القلوب ص۳۸۔ خزائن ج۱۵ ص۲۱۰)

دوسرا قرینہ:۔ جو خاص اس دعا سے تعلق رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی کے الفاظ ہیں:

''ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اُس کی طرف ہوئی۔ اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ ''اجیب دعوۃ الداع'' صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں۔''

(کلام مرزا در بدر ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء۔ ملفوظات ج۹ ص۲۶۸)

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" مولوی ثناء اللہ صاحب کو بجائے قسم کھانے کے بالمقابل دعا کے ذریعہ فیصلہ کرنے کی طرف بلایا۔"

(آیۃ اللہ۔ مصنفہ مولوی محمد علی ص ۱۶)

یہ بھی کہا گیا کہ مولوی ثناء اللہ نے خود بھی اس دعا کا نام مباہلہ رکھا تھا چنانچہ اُن کے رسالہ مرقع قادیانی میں اُن کے الفاظ یہ ہیں:

"ناظرین آگاہ ہوں گے کہ قادیانی کرشن نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔" (مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء ص ۱۸)

پس یہ دعا جب محض دعا نہیں بلکہ دعاء مباہلہ ہے اور مولوی ثناء اللہ نے اس کے جواب میں نہ دعا کی نہ آمین کہی بلکہ اس سے انکار کر دیا اس لئے یہ مباہلہ منعقد نہ ہوا۔ پس یہ دعا سند اور حجت نہ ہوئی۔

<u>اس کا جواب</u>: یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ مباہلہ باب "مفاعلہ" جانبین سے ہوتا ہے یعنی دونوں فریق مقابلہ میں دعا کرتے ہیں مگر باب مفاعلہ کبھی ایک جانب سے بھی آ جاتا ہے جیسے عربی میں مثال ہے عَاقَبْتُ اللِّصَّ میں نے چور کو سزا دی۔ حالانکہ عاقبت مفاعلہ سے ہے۔

میں نے جہاں اس دعا کو مباہلہ لکھا ہے اس کی دو وجہیں ہیں ایک تو اُسی مقام میں مذکور ہے جسے اَتباع مرزا نقل نہیں کرتے نہ لکھتے ہیں۔ ساری عبارت یوں ہے:

"مرزا قادیانی کو میرے حق میں دعا کئے ہوئے (جس کو وہ اور اُن کے دام افتادہ مباہلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں) آج کامل ایک سال سے کچھ زیادہ گزر چکے ہیں۔" (حوالہ ایضاً ص ۱۹)

پس میرا اُس دعا کو "مباہلہ" لکھنا ایک تو مقابلۃً الزامی تھا۔ دوم "مفاعلہ" کے معنی ثانی یعنی جانب واحد کی دعا ہے۔ جس کی مثال خود مرزا قادیانی کی کتب میں بکثرت ملتی ہے۔

مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری نے مرزا صاحب کے حق میں یہ دعا کی تھی:

"یا مالک الملک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع البحار الانوار کی دعا اور سعی سے اس مہدیٔ کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا ویسا ہی دعا و التجا اس فقیر قصوری کان اللہ لہ سے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے) مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبۃ النصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیتِ فرقانی کا بنا۔ "فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین

انک علی کل شیء قدیر ، وبالاجابة جدیر . آمین." (فتح رحمانی ص ۲۶،۲۷)

یہ دعا محض ایک جانب سے ہے۔ دونوں جانب سے نہیں تاہم اس کو مرزا قادیانی "مباہلہ" کہتے ہیں۔ آپ کے یہ الفاظ ہیں:

"مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اُس کو ہلاک کرے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۸۔ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۹)

برادران! جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے مقدمہ میں فریق مدعی کے گھر سے ایک شاہد گزرا تھا۔ جس پر مقدمہ بحقِ یوسفؑ فیصلہ ہوا تھا، میرے مقدمہ میں بھی مرزا قادیانی کے گھر کا ایک معتبر گواہ اُس کا صاحبزادہ موجودہ خلیفۂ قادیان میرا گواہ ہے۔ جنہوں نے میری عبارت میں مباہلہ بمعنی جانبین سمجھ کر میری سخت تردید کی ہے۔ چنانچہ اُن کے الفاظ یہ ہیں:

"حضرت اقدس (مرزا) کی وفات کے بعد ثناء اللہ نے ایک اشتہار دیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ مرزا بوجہ میرے ساتھ مباہلہ کرنے کے ہلاک ہوا اور میری زندگی ہی میں فوت ہو گیا ...... یہ شخص اپنی معمولی شوخی کے مطابق اس دعا کا نام مباہلہ رکھتا ہے جس کا انکار بھی کر چکا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت اقدس کے برخلاف مضمون لکھتا ہوا لکھتا ہے کہ مباہلہ اُس کو کہتے ہیں جو فریقین مباہلہ پر قسمیں کھائیں۔ پھر اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتا ہے قسم اور ہے اور مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ (مرزا) جیسے ہی راست گوؤں کا کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اب ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے جب خود ہی یہ فیصلہ کیا ہے کہ مقابلہ پر قسمیں کھانے کا نام مباہلہ ہے اور اس کے سوا کسی اور بات کو مباہلہ قرار دینا راست گوئی کے خلاف ہے اور بالکل جھوٹ ہے تو اب اس کا اس دعا کو جو کہ حضرت صاحب (مرزا) نے شائع کی تھی مباہلہ قرار دینا افتراء نہیں تو اور کیا ہے۔ اس دعا میں نہ تو حضرت صاحب نے قسم کھائی ہے نہ ثناء اللہ نے۔ پھر باوجود اس کے اس کو مباہلہ قرار دینا خود اسی فیصلہ کے مطابق اس کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ پس ناظرین کو چاہئے کہ وہ اس کے مکر اور فریب میں نہ آئیں۔" (محمود۔ در تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۶، ۷۔ ص ۲۸۴)

ناظرین کرام! اس گھر کے شاہد کی شہادت سے صاف عیاں ہے کہ آخری فیصلہ محض دعا سے چاہا گیا تھا مباہلہ سے نہیں۔

شہادتِ مرزا: اب میں بیرونی شہادت سے فراغت حاصل کر کے خود مرزا قادیانی کا بیان پیش کرتا ہوں:

بیانِ اول: خود یہی اشتہارِ مرزا موجود ہے کیونکہ سارے اشتہار میں ایک لفظ بھی مباہلہ یا مباہلہ

اصول حدیث کی شہادت: اصول حدیث میں یہ مسئلہ مصرح ہے کہ جو فعل یا قول حضرت رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوا ہو اور آنحضور ﷺ نے اُس پر خاموشی فرمائی ہو اُس کو بھی حدیث مرفوع تقریری (حدیث رسولؐ) نام رکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں قادیانی اخبار میں ایک مضمون چھپے اور مرزا قادیانی اُس پر خاموش رہیں تو بحکم اصولِ مذکور یہ بیان بھی بیانِ مرزا کہا جائے گا۔

چوتھا بیان: مولوی احسن امروہوی جو مرزا قادیانی کے فرشتہ تھے فرماتے ہیں:

''مسلمنا کہ حضرت اقدس نے محض دعا کے طور پر فیصلہ چاہا تھا لیکن اس خط میں صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ دعا کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں ہے۔ اس دعا کے وحی اور الہام نہ ہونے کا ابو الوفاء صاحب کو بھی اقرار ہے۔ آگے رہی صرف دعا بغیر وحی اور الہام کے۔ سو حضرت اقدس کا یہ دعا کرنا آپ کی صداقت کی بڑی پکی دلیل ہے۔ اگر آپ کو اپنے منجانب اللہ ہونے کا قطعی طور پر یقین کامل نہ ہوتا تو ایسے الفاظ سے دعا کیوں کرتے جو اس خط میں مذکور ہیں اور ایسی دعائیں تو حضرت سید المرسلین اور خاتم النبیین کی بھی قبول نہیں ہوئی ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ ''لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ''۔

(ریویو آف ریلیجنز قادیاں ج ۷ نمبر ۶، ۷۔ بابت جون و جولائی ۱۹۰۸ء، ص ۲۴۸)

میں کہتا ہوں: جس دعا کو رسول اللہ ﷺ نے موجب فیصلہ قرار دیا ہو اور خدا نے اُس کی قبولیت کا الہام کیا ہو وہ قبول نہ ہوئی ہو، اُس کی مثال یا نظیر کوئی نہیں۔ سچے ہو تو دکھاؤ۔ مرزا قادیانی کا الہام قبولیت کا درجہ پاچکا جیسا کہ پہلے ہم عرض کر آئے۔

بہر حال وجوہِ مذکورہ سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ محض دعا کے ذریعہ تھا مباہلہ سے نہیں تھا۔ میں نے جو اُس کو مباہلہ لکھا تھا وہ الزاماً لکھا تھا۔ نیز اُس کے معنی یکطرفہ دعا کے تھے۔ جانبین سے مباہلہ کے نہ تھے۔ جیسا کہ مفصل ہم بتا چکے ہیں اور شہادتیں بھی پیش کر چکے ہیں۔ فالحمد للہ۔

دوسرا عذر: یہ کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے یہ دعا سن کر منظور نہیں کی۔ بلکہ اپنے اخبار ''اہلحدیث'' ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء میں صاف لکھا کہ مجھے یہ صورت منظور نہیں نہ کوئی دانا اسے قبول کر سکتا ہے۔

اس کا جواب: مرزا قادیانی کے ایک مرید بلکہ (علیٰ قولہ) خلیفہ موعود مولوی عبداللہ تیماپوری (دکن) نے بہت اچھا منصفانہ جواب دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ بس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''

(قول غلام احمد در بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۹ ص ۴۔ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء۔
منقول از ''المہدی'' نمبر ۱ ص ۴۳ از حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

سوال قابل غور: کیا ایسا ہوا؟ اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ کفر پر اسلام غالب ہونے کے بجائے کفر اسلامی بلاد پر غالب آ رہا ہے نہ صرف بلادِ اسلامیہ پر بلکہ قلوب پر بھی کفر کا غلبہ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں میں فسق و فجور شرک اور کفر دین بن رہا ہے۔ بہت سے فرزندان اسلام داخل کفر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں ذلت اور مسکنت ان پر غالب آ رہی ہے خدا کی پناہ۔ حالانکہ مرزا قادیانی مسیح موعود بن کر آئے اور آ کر چلے بھی گئے۔ ایسی حالت میں کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ واقعاتِ صحیحہ کی بنا پر ہم تو اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُوْلِی الْاَبْصَارِ

......☆......

ضمیمہ

مرزا قادیانی نے اپنی علامات صدق میں ایک علامت ایسی بتائی ہے جس کے ساتھ کل دنیائے اسلام کو تعلق ہے۔ وہ مکہ۔ مدینہ (زاداللہ شرفہما) کے درمیان ریل کا جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

''آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بے کار ہو گئے۔

ضمیمہ

مرزا قادیانی نے اپنی علامات صدق میں ایک علامت ایسی بتائی ہے جس کے ساتھ کل دنیائے اسلام کو تعلق ہے۔ وہ مکہ۔ مدینہ (زاداللہ شرفہما) کے درمیان ریل کا جاری ہوتا ہے۔

چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

''آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بے کار ہو گئے۔

اور پیشگوئی آیت کریمہ "واذالعشار عطلت" پوری ہوئی۔ اور پیشگوئی حدیث "ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها" نے اپنی پوری پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیار ہو رہی ہے یہی اُس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۲۔ خزائن ج۱۹ص۱۰۸)

ناظرین خصوصاً حضرات حجاج!

کیا آپ نے سنا' یا سفر حجاز میں دیکھا کہ سفر حج میں اونٹ بیکار ہو گئے اور ریل وہاں جاری ہے؟ (ہرگز ہرگز نہیں) پس جس شخص نے کہا تھا کہ مکہ اور مدینہ میں ریل کا جاری ہونا میری صداقت کی علامت ہے' جب وہ علامت نہ پائی گئی تو وہ کون ہوا؟ بحالیکہ وہ آج سے ۲۲ سال پہلے فوت ہو چکا اور ریل آج تک بھی نہیں پائی گئی۔ اور مدعی آیا اور چلا گیا۔ افسوس......!!

الی اللہ المشتکی علی ما یقولون وهفا. فاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین. وصلی اللہ علی رسولہ والہ واصحابہ اجمعین.

انا الخادم لدین اللہ

ابوالوفاء ثناء اللہ

من بلدہ امرتسر

۱۳۴۹ھ

خاتم النبیین لا نبی بعدی

تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

نے ۱۹۰۰ء میں اُن کو اور اُن کے ساتھ مجھ خاکسار اور دیگر علماء کو بالمقابل تفسیر نویسی کا نوٹس دیا۔ جس کے چند جملے یہ تھے:

''ہم دونوں (مرزا صاحب اور پیر صاحب) قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک قرآنی سورہ لے کر عربی فصیح بلیغ میں اس کی ایسی تفسیر لکھیں جو قرآنی علوم اور حقائق اور معارف پر مشتمل ہو...... فریقین کا اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لئے ایک دوسرے کی بخوبی تلاشی لے لیں تا کہ کوئی پوشیدہ کتاب ساتھ نہ ہو...... ہرگز اختیار نہ ہوگا کہ کوئی فریق اپنے پاس کوئی کتاب رکھے یا کسی مددگار کو پاس بٹھائے (تالی)...... میں بہر حال اس مقابلے کے لئے جو محض بالمقابل عربی تفسیر لکھنے میں ہوگا لاہور میں اپنے تئیں پہنچاؤں گا (مقدم)۔''

(اشتہار بعنوان' پیر مہر علی شاہ صاحب کے توجہ دلانے کے لئے آخری اپیل' ۲۸ راگست ۱۹۰۰ء۔ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۴۹، ۳۵۰)

اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ پیر صاحب گولڑہ، خاکسار اور دیگر علماء اسلام لاہور پہنچ گئے اور مرزا صاحب تشریف نہ لائے۔ شاہی مسجد میں جلسہ ہوا شوخ مزاجوں نے نظمیں پڑھیں۔ جن میں ایک شعر یہ بھی تھا:

بنایا آڑ کیوں ...... کا چرخہ
نکل! دیکھیں تری تفسیر دانی

پیرا نمبر ۲: یہ زمانہ گزر ا۔ اس کے بعد میاں محمود خلف مرزا صاحب خلیفہ ثانی قادیان کا دور آیا تو آپ کے حاشیہ نشینوں نے حق الخدمت ادا کرنے کو قادیانی اخبار ''الفضل'' ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء میں علماء دیوبند کو بالمقابل تفسیر نویسی کا نوٹس دیا تو ہماری غیرت نے تقاضا کیا کہ ہمارے ہوتے ہوئے قادیان کی توجہ اور طرف کیوں؟

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
او کشتۂ ستم تری غیرت کہاں گئی

اُس کے جواب میں ہم نے لکھا:

''ہم بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے طیار ہیں'' (اہلحدیث ۲۱ راگست ۱۹۲۵ء)

الفضل اس کے جواب میں بولا کہ ہمارا خطاب دیوبندیوں کو ہے مولوی ثناءاللہ کیوں دخل دیتا ہے پہلے وہ دیوبندیوں سے وکالت نامہ حاصل کرے۔ اگر وہ مخاطب بنتا ہے تو قادیان میں آ کر تفسیر لکھے۔'' (الفضل ج ۱۳ نمبر ۲۹ ص ۵۔ ۱۰ ر ستمبر ۱۹۲۵ء)

معشوقانہ وعدہ سے کم نہیں۔

مریدانِ باصفا اگر چہ اپنی صفائی میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن دفتروں میں یا شہروں اور دیہات میں فریق مخالف کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کر اپنی آہ و بکا قصر خلافت میں بھیجتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس امر میں بھی ایسا ہی ہوا تو خلیفہ قادیان نے بڑی اہمیت سے سالانہ جلسہ قادیان میں ایک طویل تقریر کی جو بعد انتظار بسیار الفضل (۳۱۔جنوری ۱۹۳۱ء) میں چھپ کر آئی جو درج ذیل ہے:

''اس سال جب میں شملہ جانے لگا تو مجھے معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل تفسیر نویسی کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے۔ روانگی کے وقت وہ مضمون مجھے ملا۔ شملہ میں چونکہ اور بہت کام تھا اس لئے میں اس مضمون کی طرف توجہ نہ کر سکا۔.......... اب میں اصل بحث کو لیتا ہوں۔ ۷رمارچ ۱۹۳۰ء کے ''الفضل'' میں میرا ایک مکالمہ ایک غیر احمدی مولوی سے جو بڑے سیاح تھے اور انہوں نے دنیا کے بڑے حصہ کا چکر لگایا تھا' شائع ہوا۔ آخر انہوں نے بیعت کر لی اور حیدر آباد میں جا کر فوت ہو گئے۔ انہوں نے مجھ سے کئی سوالات کئے تھے جن کے میں نے جواب دیئے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے پوچھا کیا علماء اندھے ہیں جو ایسی واضح دلائل کو نہیں مانتے۔ اس کے جواب میں میں نے جو کچھ کہا وہ الفضل (۷رمارچ ۱۹۳۰ء) میں ان الفاظ میں شائع ہوا ہے...... الفضل میں اس مکالمہ کے شائع ہونے پر غالباً بعض لوگوں کی تحریک پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا: ''پہلے بھی خلیفہ قادیان نے دیوبندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیوبندی ہیں پس ایک سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آ کر بالمقابل تفسیر لکھئے جس کے جواب میں آج تک ہاں نہ پہنچی۔ بلکہ انکار کر گئے۔ گذشتہ را صلوٰۃ، اب سہی۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہو گا اور تفسیر اور معارف کیلئے ضروری ہو گا کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ بس'' (اہلحدیث ۲۳رمئی ۱۹۳۰ء) اس تحریر سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر نویسی کے متعلق میرا وہ چیلنج منظور کر لیا تھا جو میں نے دیوبندیوں کو دیا تھا۔ دوم یہ کہ باوجود اُن کے قبول کر لینے کے میری طرف سے ہاں نہ پہنچی بلکہ انکار کر دیا۔

پہلی بات کہ مولوی صاحب نے چیلنج منظور کر لیا تھا خود ان کی اپنی بات سے رد ہو جاتی ہے وہ چیلنج منظور نہیں کرتے بلکہ ایک نیا چیلنج دیتے ہیں۔ چنانچہ باوجود یہ لکھنے کے کہ ان کی طرف

ے

سے کوئی شرط نہیں پھر شرطیں پیش کرتے ہیں۔ [1] حالانکہ شرطیں پیش کرنے کا حق چیلنج دینے والے کا ہوتا ہے چیلنج منظور کرنے والے کا نہیں ہوتا۔ چیلنج منظور کرنے والا یہ تو کہہ سکتا ہے کہ جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ معقول نہیں غلط ہیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اپنی طرف سے یہ شرطیں پیش کرتا ہوں ...... مولوی صاحب نے یہ جو کہا ہے کہ ان کو جواب نہ دیا گیا تھا اور ہماری طرف سے خاموشی رہی۔ یہ بھی درست نہیں۔ ان کو جواب دیا گیا تھا، چنانچہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۲۵ء کے "الفضل" میں میری منظوری سے ایک مضمون شائع کیا گیا...... [2] میرا اصل چیلنج جو اس وقت دیا تھا اور جو اَب بھی قائم ہے ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دُگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود (مرزا) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے، پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دُگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں...... یہ وہ چیلنج ہے جو دیوبندی مولوی کو دیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا کہ میں بھی دیوبند کا پڑھا ہوا ہوں، میں اسے منظور کرتا ہوں۔ لیکن کہتے ہیں سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا۔ میں کہتا ہوں ترجمہ یا بے ترجمہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں، معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کی عقل میں اتنی کمی آ گئی ہے [3] کہ باوجود اس کے کہ انہوں نے میرے متعدد مضامین اور کتابیں پڑھی ہوں گی۔ مخالفین پر میری تحریروں کا رعب بھی جانتے ہیں۔ [4] مگر خیال کرتے ہیں کہ جب میرے ہاتھ میں بے ترجمہ قرآن آیا تو بس میں ان کے مقابلہ میں رہ جاؤں گا۔ گویا جو

---

[1] ہم نے شرطوں کی نفی کی ہے شرط نہیں لگائی۔ ہم نے تو یہ کہا تھا کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم لے کر آ جاؤ۔ اس بیان کو شرط کہنا قادیانی دماغ والوں کا کام ہے۔ (اہلحدیث)

[2] آپ نے ہمارے انکار کہنے کا مطلب نہیں سمجھا۔ یا دانستہ مریدوں کو سمجھنے سے مانع ہوئے ہیں۔ آپ نے ۲۷ر اکتوبر ۱۹۲۵ء کو جو لکھا تھا اُس کا جواب اہلحدیث ۱۳ر نومبر ۱۹۲۵ء میں دیا گیا تھا جس کو الفضل ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۵ء میں نقل کر کے وہ لکھا جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔ جس کا شروع "بے شک" سے ہے اور خاتمہ "کیا مطلب" پر ہے۔ اُس عبارت سے ہر ایک دانا انکار بلکہ فرار ہی سمجھے گا۔ پس آپ کا ۲۷ر اکتوبر کا حوالہ دے کر انکار سے انکار کرنا غلط ہے۔

[3] بلکہ باپ کے مراق سے مراقی ہو گئے ہیں۔ (دیکھو رسالہ مراق مرزا ص ۶)

[4] ہم تو مانتے ہیں مگر پیغامی لاہوری نہیں مانتے۔

نہیں جانتا وہ رازی اور ابن حیان کے مطالب کو سمجھ لے گا اور ان کی تفاسیر سے مضمون چرائے گا۔
اگر مولوی صاحب کی عقل میں یہ بات آ گئی ہے تو گویہ انتہائی درجہ کی احمقانہ بات ہے۔ میں یہ شرط اپنے چیلنج میں اور بڑھا دیتا ہوں کہ کوئی اُردو کی کتاب نہ رکھنی ہوگی اور نہ ترجمہ والا قرآن ہو گا...... غرض اگر اُنہوں نے میرا چیلنج منظور کر لیا ہے تو آئیں معارف لکھیں۔ ان کا خرچ ہم دیں گے۔ اب میں چند کی شرط بھی نہیں رکھتا تمام کے تمام نکات ایسے ہوں گے جو کسی پہلی کتاب میں نہ ہوں گے۔ اور ان تفسیروں میں تو یقیناً نہ ہوں گے جو پاس رکھی جائیں گی وہ صرف اس لئے رکھی جائیں گی کہ تا معلوم ہو مفسرین نے کیا لکھا ہے تاہم ان کی لکھی ہوئی باتوں میں نہ پڑیں۔"

(الفضل ج ۱۸ نمبر ۸۹ ص ۵ تا ۳۔ ۳۱ رجنوری ۱۹۳۱ء)

اہلحدیث :۔ اس سارے مضمون کا خلاصہ دو فقرے ہیں۔ (۱) یہ کہ میاں محمود صاحب تفسیر نویسی کے وقت عربی تفسیریں اور کلید قرآن ساتھ رکھیں گے۔ (۲) اور معارف جو بتادیں گے وہ اپنے باپ مرزا صاحب کی تحریرات سے بتادیں گے۔

پہلے فقرے کا جواب تو خود مرزا صاحب متوفی کی تحریر سے ملتا ہے جو بوقت تفسیر نویسی جامہ تلاشی دینے اور لینے کی شرط لگا چکے ہیں۔

دوسرا فقرہ آپ کی اصل لیاقت کا کافی اظہار کرتا ہے۔ ناظرین ایک مرتبہ پھر الفضل ج ۱۷ نمبر ۵ ۷ ص ۵۔ ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء کی عبارت ملاحظہ فرمائیں کس زور اور کیسی تعلّی سے دون کی لیتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے حضور (خلیفہ قادیان) کو قرآن کا ایسا علم عطا کیا ہے کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

کیا وہ علم یہی ہے کہ جو باوا جی نے کہا بیٹا جی نے "درنقل چہ عقل" کہہ کر نقل کر دیا۔ ارے جناب آپ کے والد ماجد کے معارف کے نمونے تو ہم بھی رسالہ "نکات مرزا" میں دکھا چکے ہیں۔ بلکہ اُن معارف کی وجہ سے ہم اس شعر پر ایمان بھی لا چکے ہیں۔

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

کیسا افسوس کا مقام ہے کہ سالانہ جلسہ میں ہزاروں کے مجمع میں یہ تقریر کی پھر مہینہ بھر اُس تقریر کو مانجھ کر شائع کیا جس میں دنیا بھر کے علماء اسلام کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا گیا ہے۔ آخر بات نکلی تو یہ کہ:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

علم کلام مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

جانتے تھے۔ بلکہ اس بڑے مباحثہ کو بھی معمولی مباحثوں کی طرح جو معمولی مناظر کرتے پھرتے ہیں قرار دیتے تھے۔ اس لحاظ سے مرزا قادیانی کا دعویٰ الہام جانچ لینے کے بعد کسی مزید کوشش کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ ان کے اتباع مرزا قادیانی کی ہر ایک حیثیت کو ان کی مسیحیت موعودہ پر دلیل جانتے ہیں اور ان کی متکلمانہ حیثیت سے بھی ان کی مسیحیت منواتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ مرزا قادیانی کو بحیثیت ایک مصنف اور متکلم کے بھی دیکھا جائے کہ کس رتبے کے تھے۔

ہماری رائے کا خلاصہ

یہ ہے کہ مرزا موصوف بحیثیت فن تصنیف بہت معمولی مصنف تھے اور علم کلام میں تو آپ کو کوئی بڑا نمایاں حصہ نہ تھا۔ کیونکہ آپ ان اصحاب سے تھے جن کا قول ہے :

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

(براہین احمدیہ ص ۵۶۲ 'خزائن ج ۱ ص ۶۷۲)

ہمارا یہ دعویٰ اتباع مرزا کو مکروہ معلوم ہوگا۔ مگر محض دعویٰ سن کر تردید پر کمر بستہ ہو جانا اور دلیل سے نہ سوال کرنا نہ دلیل پر غور کرنا بھی علم کلام میں نقصان علم کی علامت ہے۔ اتباع مرزا اگر ہمارے دعویٰ کو سن کر کتاب ہذا نہ دیکھیں گے تو وہ سمجھ رکھیں کہ ان کا ایسا کرنا فرعونی فعل سے بھی گرا ہوا ہوگا۔ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ رسالت سن کر دلیل طلب کی تھی :"ان کنت جئت بایة فات بها ۰ اعراف ۱۰۶"

اس لئے ناظرین کتاب ہذا اتباع مرزا ہوں یا اعداء مرزا۔ سب کا فرض ہے کہ اس کتاب میں پیش کردہ واقعات پر نظر کریں۔ اپنی محبت یا عداوت کو دخل نہ دیں۔

التماس : علمائے اسلام بالخصوص علمائے کلام اور طلباء اس رسالہ میں مخاطب اول ہیں۔

(ابوالوفاء ثناء اللہ)

تمہید

علم کلام : اس علم کا نام ہے جس میں عقائد اسلامیہ کی تصحیح اور خیالات کفریہ کی تردید دلائل عقلیہ کے ساتھ۔ یعنی عقلی طریق سے کی جاتی ہے۔ علم منطق اور فلسفہ وغیرہ علوم عقلیہ اس علم کے خادم ہیں۔ علم کلام کے جاننے اور برتنے والے کو متکلم کہتے ہیں۔ اور اس گروہ کا نام متکلمین ہے۔ امام غزالیؒ اور رازیؒ، شیخ ابن تمیہؒ، شاہ ولی اللہؒ وغیرہ اسی گروہ کے معزز ارکان ہیں۔

علمائے منطق نے طریقہ کلام اور مواد کلام وغیرہ سب لکھا ہے۔ ہم بغرض اختصار بہت مختصر سی کتاب سے نقل کرتے ہیں :

"القیاس امابرهانی یتالف من الیقینیات ۰ واماجدلی یتالف من المشهورات والمسلمات ۰ واما خطابی یتالف من المقبولات والمظنونات ۰ واماشعری یتالف من المخیلات ۰ واما سفسطی یتالف من الوهمیات والمشبهات ۰" (تہذیب المنطق)

"قیاس (۱)...... یابرہانی ہوتا ہے جو یقینیات سے مرکب ہوتا ہے۔ (۲)...... یا جدلی ہوتا ہے جو مشہورات اور مسلمات سے مرکب ہوتا ہے۔ (۳)...... یا خطابی ہوتا ہے جو مقبولات اور مظنونات سے مرکب ہوتا ہے۔ (۴)...... یا شعری ہوتا ہے جو محض خیالی امور سے مرکب ہوتا ہے۔ (۵)...... یا سفسطی ہوتا ہے جو محض وہمیات سے مرکب ہوتا ہے۔"

ان میں سے ہر ایک کی مثال درج ذیل ہے۔ مثلاً :

(۱)............ دنیا متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے۔

(۲)............ یہ بات سچی ہے۔ اور سچی بات اچھی ہے۔

(۳)............ (جو شخص حدیث کو سند جانتا ہے اس کے سامنے کہنا) یہ حکم

دشنام" ہے۔ یعنی مخاطب یا اس کے واجب العزت بزرگوں کو ایسے سب وشتم سے یاد کرتے کہ وہ سن کر تاب گفتگو نہ لا سکتا اور اس کی خاموشی کو مرزا قادیانی اور اس کے اتباع اپنی فتح قرار دیتے۔ ہمارے اس دعوے کا ثبوت اخبار "الفضل" قادیان کے ایک طویل مضمون سے ملتا ہے جو خاص اسی غرض کیلئے لکھا گیا ہے۔ جس کا عنوان بھی اسی غرض کے اظہار کے لئے بہت موزوں ہے۔ وہ یہ ہے :

"حضرت مسیح موعود کے علم کلام کی شاندار فتح

حضرت عیسیٰ اور یسوع (مسیح) کی حقیقت"

"آج سے نصف صدی پیشتر جبکہ مسیحی مشنری سرزمین ہند پر پوری قوت سے حملہ آور ہو رہے تھے۔ انہوں نے اسلام اور سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ ترغیب و ترہیب کے تمام طریقے اور مکر و فریب کی سب اقسام استعمال کر رہے تھے۔ اسلام سے بدظن کرنے کیلئے سید الانبیاء کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ گندی کتابیں اور سب وشتم سے لبریز پمفلٹ شائع کئے جا رہے تھے کہ غیرت خداوندی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے گلستان احمد کی نگہبانی اور آپ کی عزت کی حفاظت کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا) کو مبعوث فرمایا۔ آپ دشمنان اسلام کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اپنی بعثت کا مقصد ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ
اینست کام دل اگر آید میسرم

خدا کا یہ برگزیدہ (مرزا) اپنے اس بلند مقصد کو نہایت کامیابی سے پورا کر کے اپنے محبوب حقیقی کے پاس چلا گیا۔ اس کی تصانیف پر نظر کرنے سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ایک درد مند اور سوختہ دل لے کر آیا تھا۔ رسول کریم ﷺ پر دشمنوں کے پیہم تیروں اور ناقابل برداشت بدزبانیوں نے اس کے قلب کو پاش پاش کر دیا۔ وہ اپنے محبوب کیلئے غیور تھا

جتنا فرق پائیں گے۔ پہلی عبارت جو روئداد مناظرہ سے منقول ہے یوں ہے :

"عاجز انسان کو خدا بنانے والا پندرہ ماہ کے عرصہ میں ہاویہ میں گرایا جائے گا۔"

یہ عبارت اپنے مفہوم میں یہانتک وسیع ہے کہ بالفرض مرزا قادیانی اس سے پہلے مر جاتے مگر آتھم پندرہ ماہ کے اندر اندر مرتا تو بھی وہ عبارت صحیح ہوتی کوئی عقلمند عبارت فہم اس پر اعتراض نہ کرتا۔ کیونکہ اس میں فریقین کے درمیان تقدم و تاخر کی نسبت نہیں۔

اس صاف عبارت میں مرزا قادیانی نے فریقین کے تقدم و تاخر کی نسبت پیدا کر کے عبارت کو اصل صورت سے محرف کر کے اپنی پیشگوئی کو تو صحیح کر دیا ہوگا۔ مگر ساتھ ہی اس کے بحیثیت فن روایت اور فن تصنیف آپ قابل اعتماد نہ رہے۔

دوسرا جواب : آپ نے اس سے بھی عجیب دیا۔ اس میں بھی میعاد پندرہ ماہ تسلیم کی۔ مگر اس کی توجیہ یوں کی :

"اگر کسی کی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائیگا۔ پس اگر وہ بجائے پندرہ کے بیس مہینے میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ نفس واقعہ پر نظر کرنی چاہیے۔"

(حقیقت الوحی حاشیہ ص ۱۸۵ 'خزائن ج ۲۲ حاشیہ ص ۱۹۳)

اصحاب فہم للہ غور کریں کہ اس عبارت کا مطلب کیا ہے۔ ہم تو یہ سمجھے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اصل عبارت مجبور کرتی ہے کہ میعاد پندرہ ماہ کا اعتراف کریں جو رہ رہ کر ان کے قلم سے نکلتا ہے لیکن اس کی توجیہ کرنے میں وسعت پیدا کرتے ہیں۔ جس سے اصل عبارت میں تحریف ہو جاتی ہے۔

نوٹ :اس موقعہ پر ہمیں نفس پیشگوئی کے صدق کذب سے بحث نہیں، اس کا محل رسالہ "الہامات مرزا" ہے۔ یہاں ہمیں یہ دکھانا منظور ہے کہ مرزا قادیانی بحیثیت فن تصنیف معتبر مصنف نہ تھے۔ کیونکہ وہ حوالجات منقولہ میں سخت تحریف کرتے تھے جو مصنف

ناظرین کرام! غور فرمائیں اصل میعاد پندرہ ماہ اور مہلت ۲۱ ماہ جس کو مرزا صاحب خود ہی دو برس سے زیادہ قرار دیں۔ کیا یہ سود اصل سے زیادہ نہیں ؟۔

مرزائی دوستو! بتاؤ تمہارے نزدیک تلوّن مزاجی اور اختلاف بیانی کسی مصنف کو قابل مصنف بناتی ہے یا قابلیت سے گراتی ہے ؟۔

(آتھم کے متعلق تفصیل ہمارے رسالہ "الہامات مرزا" میں دیکھو۔)

(۴)........ مرزا قادیانی کو غلط حوالجات دینے میں اتنی دلیری تھی کہ وہ کسی مصنف کی عبارت یا خود اپنی عبارت کو تحریف کرنے پر کفایت نہ کرتے تھے' بلکہ پیغمبر خدا ﷺ کے حق میں بھی حدیث بنالیتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ :" ھذا خلیفة الله المھدی ." اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۴۱' خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

حالانکہ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ جو دکھائے انعام پائے۔

نوٹ : ہم اس موقع پر بحیثیت فن اسماء الرجال مرزا قادیانی کو واضع حدیث (جھوٹی حدیثیں بنانے والا) نہیں لکھنا چاہتے۔ کیونکہ ایسا لکھنا ہمارے موضوع کتاب سے خارج ہے۔ ہماری غرض اس جگہ مرزا قادیانی کو فن تصنیف میں جانچنا ہے کہ معتبر اور حوالجات میں معتمد تھے یا نہیں۔ اس کا جواب ناظرین کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔

نوٹ : مرزا قادیانی کی تصنیفات میں اس قسم کی مثالیں بکثرت ہیں۔ مگر ہم بغرض اختصار چند مثالوں پر کفایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم !

مرزا قادیانی کا علم کلام اصول اشاعرہ پر مبنی ہے ؟

"علم کلام کے بڑے امام شیخ ابو الحسن اشعری ہوئے ہیں جو ۲۷۰ھ میں بمقام بصرہ پیدا ہوئے اور ۳۳۰ھ میں بعمر ۶۰ سال بغداد میں فوت ہوئے رحمہ اللہ۔ انہوں نے اپنے علم کے زور سے فلاسفروں اور معتزلوں کا مقابلہ کیا۔ آج کتب عقائد کی درسی کتابوں میں انہی کے عقائد لکھے جاتے ہیں۔ امام غزالی، امام رازی وغیرہ رحمہم اللہ انہی کے اصول پر تھے۔ ان کے اتباع کو اشاعرہ کہتے ہیں۔"

ہماری تحقیق تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا علم کلام کسی سابق معتبر مذہب پر مبنی نہیں بلکہ محض اپنا ایجاد ہے۔ مگر ہم نے بعض اتباع مرزا کی تحریرات میں دیکھا ہے کہ مرزا قادیانی کا علم کلام اصول اشاعرہ پر مبنی تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد مرزائی لاہوری بھی لکھتے ہیں :

"آپ (مرزا صاحب) نے جس طریق پر اپنے علم کلام کی بنیاد رکھی وہ اشاعرہ کا طریق تھا اور سچ تو یہ ہے کہ بنیاد تو اشاعرہ پر رکھی۔ لیکن ایسی اعلیٰ اور انوکھی طرز میں اپنے علم کلام کو اٹھایا کہ اس کے آگے زمانہ حال کے فلسفہ اور سائنس کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔"

(اخبار پیغام صلح ۷ جون ۱۹۳۲ء ص ۶ کالم ۳)

اس لئے ہم اس بات کی بھی پڑتال کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو مسائل کلامیہ لکھے ہیں ان کا نشان اشاعرہ کے عقائد میں ملتا ہے ؟۔

سب سے اول ربط حادث بالحدث کا مسئلہ ہے۔ یعنی اللہ کے ساتھ مخلوقات کو کیا تعلق ہے ؟۔ اشاعرہ کا مذہب یہ ہے :

"والعالم ای ماسوی اللّٰہ تعالیٰ من الموجودات بجمیع اجزائہ من السموات ومافیہا والارض وما علیہا محدث ای مخرج من العدم الی الوجود بمعنی انہ کان معدوما فوجد خلافا للفلاسفۃ حیث ذہبوا الی

رسول اللہ ﷺ کی شخصیت خاصہ کو بھی سامنے رکھ کر جملہ اختیارات الوہیت مسلوب کر کے محض بشریت دکھائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الھکم الہ واحد۔کہف ۱۱۰"

اے پیغمبر کہہ دو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔"

مگر مرزا قادیانی کے علم کلام میں خدائے احد اور حضرت احمد میں فرق نہیں بلکہ دراصل دونوں ایک ہیں۔ چنانچہ آپ کا شعر ہے:

شان احمد راکہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

(توضیح المرام ص ۲۳ خزائن ج ۳ ص ۶۲)

(ترجمہ) "حضرت احمد کی شان خدا کے سوا کون جانتا ہے۔ وہ ایسے ہیں کہ اپنی ذات سے جدا ہوئے ہیں۔ درمیان میں میم آگئی ہے۔"

یعنی احمد دراصل احد ہے۔ احد سے جدا ہوا تو درمیان میں میم آگئی۔ مرزا قادیانی نے ان دو شعروں سے یہ عقیدہ اخذ کیا ہے جو پنجاب کے جاہل فقیروں کا قول ہے۔

(۱)............"احد احمد وچ فرق نہ کوئی ذرہ ایک بھیت مروڑی دا۔"

(۲)............:

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

ناظرین! اس مشرکانہ تعلیم پر کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو توحید سکھائی ہے پہلے نبیوں سے بڑھ کر ہے۔

ہم اس کے دوسرے صفحے سے کچھ عبارت نقل کرتے ہیں جس سے مصنف کی غرض وغایت معلوم ہو جائے گی۔ لکھا ہے:

"میں تاج عزت عالیجناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔"

(کشف الغطاء ص ۲' خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۹)

یہ عبارت مع عبارت سرورق بآواز بلند پکار رہی ہے کہ مرزا قادیانی کو حکام کی ترچھی نظر سے کوئی بڑا سیاسی خطرہ تھا جس کے دفعیہ کے لئے یہ رسالہ لکھا۔ چنانچہ اصل مضمون اس سے بھی واضح تر ہے۔ فرماتے ہیں:

"چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام میرزا غلام مرتضےٰ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں۔ جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدر آباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہذا قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلےٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔

(کشف الغطاء ص ۲' خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۹)

ناظرین! ہم یہ نہیں کہتے کہ انگریزی گورنمنٹ کی خوشامد اور منتیں نہ کریں۔ سو دفعہ کریں، سو کم ہو تو ہزار دفعہ کریں۔ ہم تو اس سے بھی منع نہیں کرتے کہ کلمہ شریف اس طرح پڑھا کریں۔

لا اله الا اللّٰه

جارج خليفة اللّٰه

ہاں! اتنا کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ کسی خطرے کو اپنے سے دفع کریں اور نام اسلامی خدمت اور جواب کفار کا رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں:

شخص عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر آنے والا بیان کیا گیا ہے کہ جو نہ لڑے گا اور نہ خون کرے گا۔ اور غربت اور مسکینی اور حلم اور براہین شافیہ سے دلوں کو حق کی طرف پھیرے گا۔ سو خدا نے کھلے کھلے کلام اور نشانوں کے ساتھ مجھے خبر دی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے آسمانی نشان نازل کئے ہیں اور غیب کے بھید اور آنے والی باتیں میرے پر ظاہر فرمائیں ہیں اور وہ معارف مجھ کو عطا کئے ہیں کہ دنیا ان کو نہیں جانتی۔ اور یہ میرا عقیدہ کہ کوئی خونی مہدی دنیا میں آنے والا نہیں تمام مسلمانوں سے الگ ا؎ عقیدہ ہے۔"

(کشف الغطاء ص ۱۲' خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۲' ۱۹۳)

اس تمہید کے بعد ہم اس باب کا اصل مضمون شروع کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس باب میں تو کمال ہی کر دیا۔ ہم حیران ہیں کہ اس باب میں آپ کے علم کلام کو صناعات خمسہ میں سے کس میں داخل کریں۔ کسی قسم کی کوئی دلیل' کوئی جدل' کوئی مغالطہ' کوئی مضمون شعری یا غیر شعری اس باب میں آپ نے نہیں چھوڑا۔ شروع میں آپ کے دعوے اور ثبوت کا خلاصہ یوں ہے۔

دعویٰ: "میں مسیح موعود ہوں۔"

ثبوت: (مقدمہ اولیٰ) حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔

(مقدمہ ثانیہ) مردے دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے۔

(مقدمہ ثالثہ) پیشگوئیوں میں اکثر استعارات ہوتے ہیں۔

(ملخص از کتاب ازالہ اوہام ص ۵۶۵' ۶۷۳' خزائن ج ۳ ص ۳۹۹ تا ۴۰۱)

ا؎ آپ کی سب سے علیحدگی پر ایک شعر موزوں ہے:

ٹھاکر دواریں ٹھگ بسیں جتی چور مسیت
سب سے کنارے سادھو بسیں الٹی جنکی ریت

نام احمد بھی بتایا۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آنحضرت میں دونوں مراتب بشرط شی اور بشرط لاشیئ جمع ہو جائیں: "هل هذا الاتهافت قبيح وتناقض صريح"

اصل مدعا: میسحیت موعودہ ہے۔ یہ چار جملے اس کے اثبات کی دلیل کے مقدمات ہیں۔ مرزا قادیانی نے خود اپنے دعوے میسحیت کو صاف لفظوں میں لکھ کر کہا ہے کہ بس یہی ایک امر موجب انکار علماء ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

"وكنت اظن بعد هذه التسمية ان المسيح الموعود خارج وماكنت اظن انه انا حتى ظهرالسرالمخفى الذى اخفاه الله على كثير من عباده ابتلاءً من عنده وسمانى ربى عيسى بن مريم فى الهام من عنده وقال يا عيسٰى انى متوفيك ورافعك الى ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامه . انا جعلناك عيسٰى بن مريم وانت منى بمنزلة لايعلمها الخلق وانت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى وانك اليوم لدينا مكين امين . فهذا هوالدعوى الذى يجادلنى قومى فيه ويحسبوننى من المرتدين"

(حمامۃ البشریٰ ص ۸ 'خزائن ج ۷ ص ۱۸۳'۱۸۴)

ترجمہ: "میں سمجھتا رہا کہ اس نام (مسیح) رکھنے کے بعد بھی مسیح موعود ضروری آئیگا۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ میں ہی ہوں۔ یہاں تک کہ خدا کا بھید جو بہتوں پر مخفی رہا تھا مجھ پر ظاہر ہوا کہ میرے رب نے میرا نام عیسےٰ ابن مریم اپنے ایک الہام میں رکھا۔ فرمایا ہم نے تجھے مسیح ابن مریم کیا اور تو میرے نزدیک ایسے درجے میں ہے جس کو مخلوق نہیں جانتی۔ اور تو میرے نزدیک میری توحید اور تفرید کے درجے میں ہے۔ پس یہی میرا دعویٰ ہے جس میں میری قوم مجھ سے جھگڑتی ہے اور مجھے مرتد سمجھتی ہے۔"

پس اہل علم نظار پر مخفی نہیں کہ جس مدعا کے اثبات کیلئے چار مقدمات ہوں

سائل کو حق حاصل ہے کہ ان میں ہر ایک مقدمہ پر یا جس پر چاہے نقض یا منع وغیرہ کرے (کتاب رشیدیہ ملاحظہ ہو) اس میں مدعی کا حق نہیں کہ سائل کو مجبور یا تلقین کرے کہ میری دلیل کے فلاں مقدمہ پر بحث کر۔ (رشیدیہ) جب یہ حق نہیں کہ دلیل کے مقدمہ پر بحث کرنے کی درخواست کرے تو یہاں کہاں حق ہو سکتا ہے کہ کسی ایک مقدمہ کو اصل مبحث بنا کر سارا مدار اسی پر رکھے۔ مرزا قادیانی نے اور ان کے بعد ان کے اتباع نے علم کلام کے قواعد کو بالکل بالائے طاق رکھ کر صرف وفات مسیح کو مبحث قرار دیدیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"مسیح موعود کا دعویٰ اسی حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی۔ اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے۔ اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی در حقیقت ایک فرع ہے اور اس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے۔ تو کیا اس دعویٰ کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹ 'خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی نے تو جو کچھ کیا ان کا اختیار ہے۔ مگر ہم تو علم مناظرہ کے خلاف نہ کریں گے اسلئے ہم آپ کی دلیل پر مناظرانہ نظر کرتے ہیں۔

(اول) سائل کا حق ہے کہ آپ کے چاروں مقدمات پر منع وارد کرے۔ یعنی یہ کہے کہ میں نہیں مانتا کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں نہیں مانتا کہ مردے زندہ ہو کر دنیا میں نہیں آسکتے۔ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں نہیں مانتا کہ پیشگوئیوں میں اکثر استعارات ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہہ سکتا ہے میں نہیں مانتا کہ آپ ملہم اور خدا کے مخاطب ہیں۔

(دوسرا شخص) یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے آپ کی دلیل کے پہلے مقدمہ پر بحث نہیں (مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ وفات مسیح کا قائل ہے یا ہو گیا نہ آپ اسے مجبور کر سکتے

ہیں کہ وفات تسلیم کر۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اس مقدمہ پر بحث کرنے سے اعراض کرتا ہے جو ازروئے علم مناظرہ اس کا حق ہے) بلکہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ دوسرے مقدمہ کو بھی میں زیر بحث نہیں لاتا۔ مگر تیسرا خاص کر چوتھا مقدمہ مجھے مسلم نہیں۔ ان کو مبرہن کیجئے۔

(تیسرا سائل) کہہ سکتا ہے کہ میں آپ کی دلیل کے مقدمات ثلاثہ پر کوئی نظر نہیں کرتا میں تو چوتھے مقدمہ کو مدار کار جان کر آپ کی الہامی حیثیت پر بحث کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر آپ ملہم اور مخاطب الٰہی ثابت ہو جائیں تو پہلے تینوں مقدمات بلکہ آپ کے جملہ کلمات قابل قبول ہوں گے:

ہر کہ شک آرد کافر گردد

ناظرین کرام! کیا آپ لوگوں نے کبھی دیکھا کہ اتباع مرزا علم کلام کے اس مناظرانہ طریق سے کلام کرتے ہیں؟ نہیں، بلکہ سوال ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی مسیحیت کا ثبوت دو۔ جواب ملتا ہے حضرت مسیح کی وفات پر بحث کر لو۔ کیسا بے اصولا پن ہے۔ لطف یہ کہ اس بے اصولے پن کا نام رکھتے ہیں اصولی بحث:

برعکس نہند نام زنگی کافور

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ خود مرزا قادیانی نے ان کو سکھایا ہے پھر یہ کیوں نہ ایسا کریں۔ بقول:

مامریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیرما

نوٹ: ناظرین نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کے اثبات دعویٰ میں مقدمہ رابعہ کو بہت کچھ دخل ہے۔ بلکہ بغور دیکھیں تو مدار کل وہی ہے۔ اسی لئے مرزا قادیانی نے خود بھی مقدمہ رابعہ کو بہت اہم سمجھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعوے مسیحیت ان چار مقدمات پر موقوف ہے۔ خاص کر مقدمہ رابعہ پر بہت کچھ مدار ہے۔ فافہم فانه مفید!

ایک آسان طرح سے فیصلہ

ہم ایک آسان طریق سے بھی مرزا قادیانی کی دلیل پر نظر کرتے ہیں:

علم معانی بیان کا قانون ہے کہ جب تک حقیقت ممکنہ ہو مجاز کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں۔ جس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہے "میں نے شیر دیکھا۔" شیر کا دیکھنا حقیقت ممکنہ ہے۔ اس لئے اس کی تاویل نہ ہوگی بلکہ حقیقت ہی مراد لی جائے گی۔ اور اگر یہ کہے کہ "میں نے شیر تلوار چلاتے دیکھا" تو یہاں حقیقت مراد نہ ہوگی کیونکہ درندہ شیر تلوار نہیں چلایا کرتا۔ اس لئے یہاں شیر سے مراد بہادر آدمی ہوگا۔

اسی قانون کی تائید میں حکیم نورالدین خلیفہ اول قادیان کی شہادت بھی موجود ہے۔

نوٹ: حکیم نورالدین صاحب کی یہ تحریر مصدقہ مرزا قادیانی بھی ہے۔ کیونکہ ان کی کتاب ازالہ اوہام کے ساتھ بطور ضمیمہ مطبوع ہے۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں:

"ہر جگہ تاویلات و تمثیلات سے، استعارات و کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد منافق بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الٰہی کلمات کو لا سکتا ہے۔ اس لئے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضرور ہے۔"

(خط ملحقہ ازالہ اوہام ص ۸، ۹، خزائن ج ۳ ص ۶۳۱)

یعنی الفاظ کی حقیقت کا خیال ہمیشہ رہنا چاہئے تاوقتیکہ حقیقت ممکنہ ہے مجاز کی طرف رجوع نہیں ہونا چاہئے۔ اس قانون اور اس کی تائید کے بعد مرزا صاحب کا اعتراف قابل غور ہے۔

”منجملہ ان دلائل کے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ قرآن شریف کی یہ آیت ہے: ”کنتم خیر امة اخرجت للناس“ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم بہترین امت ہو جو اس لئے نکالے گئے ہو کہ تا تم تمام دجالوں اور دجال معہود کا فتنہ فرد کرکے اور ان کے شر کو دفع کرکے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاؤ۔ واضح رہے کہ قرآن شریف میں ”الناس“ کا لفظ بمعنے دجال معہود کے بھی آتا ہے اور جس جگہ ان معنوں کو قرینہ قویہ متعین کرے تو پھر اور معنے کرنا معیصت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے ایک اور مقام میں ”الناس“ کے معنے دجال ہی لکھا ہے اور یہ وہ: ” خلق السموت والاض اکبر من خلق الناس ․ “یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اسرار اور عجائبات پر ہیں۔ دجال معہود کی طبائع کی بناوٹ اس کے برابر نہیں............ بہر حال آیت خیر امت کا لفظ الناس کے ساتھ مقابلہ ہو کر قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ الناس سے مراد دجال ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۲۱،۲۲، خزائن ج ۷اص ۱۲۱،۱۲۰)

خواجہ صاحب! کیا ”الناس“ کا اصل ترجمہ ”دجال“ ہے؟۔ اگر ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنے ہوں گے: ”اذاقیل لهم آمنوا کما آمن الناس ․ بقره۱۱۳“ (ایمان لاؤ جیسے الناس ایمان لائے ہیں۔)

بقول مرزا غلام احمد قادیانی معنے ہوئے کہ اے لوگو! تم بھی دجال کی طرح ایمان لاؤ۔ (جل جلالہ)

(۲)............ دوسری مثال یہ ہے کہ سرسید احمد خان نے لکھا ہے کہ آیت: ” کونوا قردة خاسئین ․ “ میں بندر سے مراد بد اخلاق انسان ہے نہ کہ مشہور حیوان۔ مرزا قادیانی بھی ایسا ہی لکھتے ہیں:

”اسلامی تعلیم سے ثابت ہے کہ ایک شخص جو اس دنیا میں موجود ہے۔ جب تک وہ تزکیہ نفس کرکے اپنے سلوک کو تمام نہ کرے اور پاک ریاضتوں سے گندے جذبات اپنے دل سے نکال نہ دیوے تب تک وہ کسی نہ کسی حیوان یا کیڑے مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے یا

روحانیات میں متشکل کرنے کا نام ہے محض رسمیات کے مجموعہ کا نام مذہب نہیں۔

ہم حیران ہیں: کہ اتباع مرزا باوجود علم و عقل کے کیوں ایسی معمولی الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ امور جن کو خواجہ صاحب اصول ساختہ مرزا کی شکل میں بتاتے ہیں قرآن مجید کے کھلے الفاظ اور واضح صورت میں ملتے ہیں:

"تفصیلاً لکل شئی ۔ مفصلاً مبین ۔ فصلناه علی علم کتاب مبین ۔"

وغیرہ الفاظ مرات کرات قرآن مجید کے حق میں قرآن موجود ہیں۔ اور واضح ترین لفظوں میں ہیں تو ان کو ایجاد مرزا کہنا کیا انصاف ہے؟۔ ان الفاظ قرآنیہ کے ماتحت اکابر مفسرین نے یہی معنے مراد لئے جو خواجہ صاحب کہتے ہیں۔ امام رازی 'غزالی 'ابن حزم 'ابن تیمیہ 'ابن رشد 'شاہ ولی اللہ وغیرہ۔ رحمہم اللہ علیہم سب نے ان آیات کی تفسیر میں یہی لکھا ہے:

"روحانیات میں متشکل کرنے" کے اظہار کے لئے ایک ہی آیت قرآنی کافی ہے جو ہے:

"هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۔ الجمعه ۲)"

"یعنی خدا نے عرب کے بے علموں میں رسول بھیجا ہے وہ ان کو اللہ کے احکام سناتا ہے اور اس تعلیم کے ساتھ ان کو پاک کرتا ہے کتاب اور معرفت آلہیہ ان کو سکھاتا ہے اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔"

خواجہ صاحب! یہ ہے وہ سب کچھ جس کو آپ نے مرزا قادیانی کا طرہ امتیاز بتایا ہے۔ ہاں سنئے! مرزا قادیانی اور آپ نے ان نمبروں کو اصولی شکل میں بتا کر اپنی اور باقی اتباع مرزا کی گردن پر بڑا بھاری بوجھ اٹھایا ہے۔ خدا خیر کرے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ آپ لوگ اس

کیا ہے۔ اس لئے اس پر وارد نہیں ہو سکتا۔ لہ الحمد!

(۵)............ ان اصول (۳، ۴) کی تشریح میں حضرت مرزا (قادیانی) نے نبی کامل کے لئے یہ شرط لگادی کہ اس کی زندگی میں اس قسم کے مواقع پیدا ہو جائیں کہ جن کے ماتحت یہ سارے اخلاق ظاہر ہوں والا اخلاق منفیہ کچھ چیز نہیں یعنی اس قسم کا وعظ کرنا کہ فلاں فلاں چیز کرو یا نہ کرو واعظ کے اخلاق منفیہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن حقیقی خلق یہ ہے کہ وہ اس سے ظہور بھی پائیں۔ مثلاً کسی انسان کے ارد گرد امور ناجائز کی تحریکات ہوں، اس میں بدی کرنے کی طاقت بھی ہو۔ وہ اس فعل بد کو دوسروں کی نگاہ سے چھپا بھی سکے۔ اس پر وہ بدی نہ کرے تو وہ با خلق سمجھا جائیگا۔ جیسے کہ حضرت یوسف نے ایک مصری عورت کے مقابل اپنی عصمت کو قائم رکھا۔ ایسا ہی مصیبت کے وقت غالب دشمن کے مقابل اسے زبانی معاف کر دینا کوئی خوبی نہیں۔ غصہ حقیقی اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب انسان کو اذیت پہنچے وہ اس اذیت پر صبر کرے پھر اس پر وہ وقت بھی آجائے کہ جب اس کے دشمن اس کے قدموں میں ہوں، اس میں انتقام کی طاقت بھی ہو لیکن وہ معاف کر دے۔ اس قسم کے خلق عظیم مظہر صرف خاتم النبیین ﷺ ہی ہیں۔ (مجدد کامل ص ۱۱۳، ۱۱۴)

جواب: ہم حیران ہیں کہ خواجہ صاحب اور دیگر اتباع مرزا پر محبت مرزا کتنی غالب ہے کہ خواجہ صاحب جیسے ہوشیار وکیل اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ یہ نمبر جس صورت میں (بقول خواجہ) نمبر ۳، ۴ کی تشریح کی ہے تو اس پر نمبر ۵ لگا کر اس کو مستقل کیوں بنایا۔ یا خواہ مخواہ امتحان کی طرح نمبر زیادہ لینے کا شوق ہے؟۔ خیر اس فرو گذاشت سے بھی ہم در گزر کر کے اصل غلطی کا اظہار کرتے ہیں۔

یہ امر ہر اہل علم متکلم پر واضح ہے کہ مناظر متکلم جب کبھی کوئی اصول قائم کرتا ہے تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ ہر طرف سے اسے محفوظ کرے کسی طرح اس پر نقض اجمالی یا تفصیلی یا معارضہ وارد نہ ہو۔ ہم نہایت حیرت سے دیکھتے ہیں کہ علم کلام کا یہ ابتدائی اصول نہ تو

جواب :اس حوالہ کا پتہ بھی مرزا قادیانی کی تحریرات میں نہیں ملا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم اس کو اصول کلامیہ میں داخل بھی نہیں کر سکتے۔ بھلا اس کے جواب میں مخالف اگر یہ کہیں کہ اسلام کی ہر بات کا پہلی قوموں میں کہیں نہ کہیں پتہ ملتا ہے۔ حتےٰ کہ مصطلحات کا بھی مثلاً صلوٰۃ، صوم، حج، زکوٰۃ یہ سب الفاظ عربیہ نزول قرآن اور آمدن اسلام سے پہلے تھے۔ اتباع مرزا کو اس کے جواب کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

ان اصول عشرہ کے بعد خواجہ صاحب نے ایک جامع جال بنایا ہے جس کی بابت یہ الفاظ ہیں :

"میں نے علم کلام بالا میں ایک خاص امر کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ بالواسطہ اسے مذہب سے تعلق نہ تھا۔ لیکن بالفاظ مرزا صاحب یہ وہ جال ہے جس میں چھوٹی بڑی سب مچھلیاں آجاتی ہیں۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ عربی زبان سے کل زبانیں نکلی ہوئی ہیں۔"

(مجدد کامل ص ۱۱۶)

ہم جواب : کیا دیں جبکہ خواجہ صاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ : "میں نے اس مون پر توجہ کی تو جماعت قادیانی نے قابل مضحکہ باتیں اختیار کیں" (ص ۱۱۷) ہم افسوس کرتے ہیں کہ نہ مرزا قادیانی اس دعوے کو ثابت کر سکے نہ خواجہ صاحب کو جماعت مرزائیہ نے کرنے دیا۔ بلکہ مضحکہ اڑا دیا۔ سچ ہے :

اہل جوہر کی وطن میں گر فلک کرتا قدر
لعل کیوں اس رنگ میں آتے بدخشاں چھوڑ کر

تتمہ : خواجہ صاحب نے جو اصول علم کلام بتائے ان کی حقیقت تو ناظرین سمجھ چکے۔ اب ہم مرزا قادیانی کے اصول بتاتے ہیں۔

علم مناظرہ میں ترتیب کلام یوں لکھی ہے :

"مدعی اپنا دعویٰ بیان کر کے اس پر دلیل لائے۔ پھر سائل اس پر تین طریقوں

میں سے ایک طرح سے سوال کرے۔ وغیرہ۔" (رشیدیہ ص ۲۶)

یہ ہے وہ اصول مناظرہ جو ہر ایک قوم ہر ایک حکومت کے قانون میں مروج اور مسلم ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اسکے خلاف جو اصول مناظرہ قائم کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سائل پہلے تقریر کرے۔ چنانچہ مرزا قادیانی سوامی دیانند کو دعوت مناظرہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اول تقریر کرنے کا حق ہمارا ہوگا کیونکہ ہم معترض ہیں۔"

(اشتہار ۱۰ جون ۱۸۷۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۷، مجموعہ اشتہارات ج اص ۷)

محمدی مناظرین : مطلع رہیں کہ جہاں کہیں مرزائی مناظروں سے گفتگو ہو اس اصول مرزا کے ماتحت پہلے تقریر کرنے کا حق مانگا کریں۔ کیونکہ آپ معترض ہوں گے اور وہ مجیب۔ وہ اسے منظور نہ کریں تو ان سے لکھوالیا کریں کہ یہ اصول غلط ہے۔

ترک جہاد اور اطاعت انگریز

دوسرا اصول خاصہ جس کو مرزا قادیانی نے خود اصول سے تعبیر کیا ہے۔ اس کا اظہار بالکل مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں موزوں ہے۔ جو یہ ہے :

351

"خدا تعالےٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اسی مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کیلئے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں۔ اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

عجائبات مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

ur_rad_qadenia_09.pdf

انكم لفى قول مختلف ، يوفك عنه من افك!

عجائبات مرزا

پہلے مجھے دیکھئے

خدا کی شان ہے میں جب کبھی کوئی کتاب مرزا قادیانی متوفی کے خیالات کی تردید میں شائع کرتا ہوں تو یہ سمجھتا ہوں کہ قادیانی مباحث پر اب کسی اور کتاب کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر چند روز بعد ایک نیا مضمون دیکھتا ہوں تو جی میں آتا ہے کہ جو لطف میں نے اس سے پایا ہے پبلک کو بھی اس میں شریک کروں۔ چند روز کا واقعہ ہے کہ میں نے رسالہ "علم کلام مرزا" شائع کیا جس میں مرزا قادیانی کو بحیثیت مصنف اور متکلم کے پبلک میں پیش کیا وہ رسالہ اکابر علماء کو بہت پسند آیا۔ چنانچہ علماء کرام نے اس پر پرزور رائیں لکھیں ایک عنایت فرمانے تو اس کی تحسین میں یہاں تک لکھا کہ اس موضوع میں کچھ مزید بھی چاہئے۔ انہی کے اشارے سے میرے دل میں ایک باب کا اضافہ ہوا جو آج ہدیہ ناظرین ہے۔ اس لحاظ سے اس رسالہ کو "علم کلام مرزا" کا دوسرا حصہ سمجھنا چاہئے۔ اس میں مرزا قادیانی کی صرف ایک اس پر بحث کی گئی ہے۔ جس کی بابت ان کا دعویٰ ہے کہ: "وہ میرے مسیح موعود ہونے پر کھلی دلالت کرتی ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۱' خزائن ج ۱۷ ص ۲۶۴)

360

چونکہ مرزا نے اس بحث کو بطور مستدل کے پیش کیا ہے۔ اس لئے "علم کلام مرزا" میں اس کو جگہ مل سکتی ہے۔ اگر وہ اس کو خالص الہامی صورت میں رکھتے تو ہم بھی اس کو "علم کلام" میں نہ لاتے۔ بلکہ الہامات مرزا میں رکھتے۔

مزید لطف: کیلئے اسی باب کا ایک ضمیمہ لگایا گیا ہے۔ جس میں میاں محمود احمد خلف مرزا قادیانی متوفی کے جواہر ریزے دکھائے گئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ "الولد سر لابیہ" بالکل صحیح ہے۔

ابوالوفاء ثناء اللہ مصنف امرتسری / شوال ۱۳۵۱ھ فروری ۱۹۳۳ء

کے بعد نسل مرزا میں سے مثل سابق انبیاء کرام (حضرت نوح، صالح، ہود، ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب، موسیٰ، ہارون، داؤد، سلیمان، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، محمد) حسب ترتیب اپنے اپنے اوقات میں پیدا ہوں گے۔

سوال یہ ہے کہ گذشتہ آدم کے بیٹے حضرت شیث کے زمانہ میں کلمہ: ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھا جاتا تھا؟۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر زمانہ میں یہی دستور رہا کہ ان کی اور ان سے پہلے انبیاء کی تصدیق ہوتی تھی۔ آئندہ پیدا ہونے والوں کی نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں: ”لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ۔“ پڑھنے کا حکم تھا“ محمد رسول اللہ“ ان کے کلمہ میں جزء نہ تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ قادیان میں بزمانہ شیث (میاں محمود) وہ کلمہ پڑھا جائے جس کا نبی (بقول خلیفہ) آئندہ نسل مرزا سے پیدا ہوگا۔ پس مناسب بلکہ انصاف ہے کہ قادیانی افراد و داعیان آج کل کلمہ اسلام: ”لا الہ الا اللہ۔“ کے ساتھ: ”محمد رسول اللہ۔“ ملانا چھوڑ دیں۔ جیسا کہ سابق شیث کے زمانہ میں تھا۔ مرزائی دوستو!

مثانہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

لطیفہ: کہتے ہیں کسی مولوی صاحب نے ایک مراسی کو ایک دستار عنایت کی۔ دستار شریف بہت پرانی بلکہ بوسیدہ تھی۔ میراسی نے لحاظ میں کچھ نہ کہا۔ قبول کرلی۔ مگر طبعی ظرافت کہاں خاموش ہو۔ صبح سویرے سر پر رکھے ہوئے حاضر مجلس ہوتے ہوئے زور زور سے سبحان اللہ! سبحان اللہ! پڑھتا ہوا آیا۔ مولوی صاحب نے اس کا عمل خلاف معمول دیکھ کر پوچھا۔ میر صاحب! کیا بات ہے۔ آج تسبیحات بہت پڑھی جاتی ہیں۔ آداب بجالا کر بولا!

حضور! کیا عرض کروں یہ دستار شریف ساری رات کلمہ شریف لا الہ الا اللہ پڑھتی رہی میں سنتا رہا۔ منتظر رہا کہ کلمہ شریف کا دوسرا جزء محمد رسول اللہ بھی ملاتی ہے۔ اس نے نہ ملایا۔ آخر میں نے کہا! اری کلمہ پورا کرنے کو محمد رسول اللہ بھی ملا۔ اس نے ایسا

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ناقابل مصنف مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

کو دیکھنے سے پہلے مرزا قادیانی کی عداوت یا محبت سے الگ ہو کر محض متکلمانہ حیثیت سے مطالعہ کریں۔ اگر میرے کسی تعاقب میں غلطی پائیں تو ازراہ کرم مجھے مطلع فرمائیں۔ میں شکریہ کے ساتھ قبول کروں گا:

برکریماں کارہا دشوار نیست

خاکسار ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسریؒ

جمادی الاخریٰ ۶۲ھ مطابق جون ۴۳ء

مرزا قادیانی کے مستدلات پر تنقید

دیباچہ کتاب ہذا میں لکھا گیا ہے کہ اس سلسلہ کے دو حصے پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا حصہ "علم کلام مرزا" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا حصہ عجائبات مرزا' یہ اس کا تیسرا حصہ ہے۔ ناظرین ان تینوں حصوں میں نمایاں فرق پائیں گے۔

نوٹ: مرزا قادیانی کی تصنیفات میں چند کتابیں ایسی ہیں جو متکلمانہ طریق پر خاص مخالفین اسلام کے خطاب میں لکھی گئی ہیں۔ ان کے نام ہی ان کا مضمون بتاتے ہیں۔ مثلاً: "براہین احمدیہ' آئینہ کمالات اسلام' چشمہ معرفت" وغیرہ۔

میں نے بھی اس کتاب میں انہی کتابوں پر نظر رکھی ہے۔ آپ کی باقی تصنیفات جو آپ کے دعویٰ مسیحیت وغیرہ کے متعلق ہیں۔ ان کا حال انہی کتب ثلاثہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بحکم: "قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

باوجود اس کے اگر ضرورت محسوس ہوئی تو دیگر کتب پر بھی تبصرہ کیا جائے گا۔ انشاء اللہ!

مکرر گزارش یہ رسالہ علم کلام کی حیثیت سے لکھا گیا ہے۔ یعنی علم منطق اور علم

مناظرہ کے قواعد سے تصنیفات مرزا کو جانچا گیا ہے۔ اس رسالے کا اصل مقصد یہی ہے۔

مخالق کا نام ذکر نہ کیا جائے۔ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں :

"کامل تحقیقات اور باستیفا بیان کرنا جمیع اصول حقہ اور ادلّہ کاملہ کا اسی پر موقوف ہے کہ ان سب ارباب مذاہب کا جو بر خلاف اصول حقہ کے رائے اور اختلاف رکھتے ہیں۔ غلطی پر ہونا دکھلایا جائے۔ پس اس جہت سے ان کا ذکر کرنا اور ان کے شکوک کو رفع دفع کرنا ضروری اور واجب ہوا اور خود ظاہر ہے کہ کوئی ثبوت بغیر دفع کرنے عذرات فریق ثانی کے کماحقہ اپنی صداقت کو نہیں پہنچتا۔ مثلاً جب ہم اثبات وجود صانع عالم کی بحث لکھیں تو تکمیل اس بحث کی اس بات پر موقوف ہوگی جو دہریہ یعنی منکرین وجود خالق کائنات کے ظنون فاسدہ کو دور کیا جائے۔" (براہین احمدیہ ص ۸۳ خزائن ج ۱ص ۱۷)

منقد : مرزا قادیانی کا یہ بیان عقلی اور نقلی دونوں طریق کے خلاف ہے۔ علماء منطق کے نزدیک بہترین دلیل برہان ہے جو یقینی مقدمات سے مرکب ہوتا ہے جس کی مثال یہ قیاس ہے : "العالم مرکب وکل مرکب حادث نتیجه العالم حادث." اس دلیل کا نتیجہ بالکل صحیح ہے۔ حالانکہ اس میں کسی منکر کا ذکر نہیں ہے۔ برہان میں ضرورت نہیں ہوتی کہ کسی مخالف یا منکر کا ذکر کیا جائے۔ شائد آپ کو یاد نہیں رہا کہ آپ کی کتاب کا نام براہین ہے جو برہان کی جمع ہے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ دلیل میں مخالف کا ذکر ضروری ہوتا ہے۔ علم مناظرہ اور علم میزان کے صریح خلاف ہے۔ ہاں! ہم مانتے ہیں کہ جدلیات میں مخالف کا ذکر ضروری ہوتا ہے مگر براہین اس پر موقوف نہیں ہوتیں۔ مرزا قادیانی کا ایسا کہنا نقلی دلیل (قرآن مجید) کے بھی خلاف ہے۔

قرآن شریف نے دہریوں کے رد میں بہت سے دلائل دیئے ہیں جو حقیقت براہین قطعیہ ہیں۔ مگر ان میں دہریوں کا نام تک نہیں ہے۔ چنانچہ ہم اس جگہ دو آیتیں درج کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں :

"هوالذی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً وقدّره منازل لتعلموا

دینے سے بھی قاصر ہے۔ حالانکہ پہلے اسی عقل کو معیار بنا چکے ہیں اور یہ بات ہر اہل علم پر واضح ہے کہ معیار کا رتبہ ذی معیار (مثبت) سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ مثبت کا حسن وقبح معیار ہی سے پرکھا جاتا ہے۔ اہل منطق نے منطقی قوانین کو استدلال کا معیار بتایا ہے۔ کیونکہ منطق کی تعریف یہ ہے:

" آلة قانونية تعصم مراعتها الذهن عن الخطاء فی الفکر۔" (تہذیب منطق) (یعنی علم منطق ایک ایسا علم ہے کہ اس کا لحاظ رکھنے سے انسان کے استدلال اور فکر میں غلطی نہیں ہوتی۔) اس کے خلاف اگر کوئی کہے کہ علم منطق کے قواعد سے استدلال صحیح حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو یہ علم منطق کی صریح توہین ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ کلام الہام خداوندی کے بھی خلاف ہے۔ حالانکہ آپ الہام ہی کی تائید میں لکھ رہے ہیں۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید نے جن امور کا یقین دلایا ہے۔ ان سب کے لئے کلمہ طیبہ بطور عنوان مقرر کیا ہے جس کے دو جز ہیں۔ پہلا جز لا اله الا الله! ہے۔ دوسرا جز محمد رسول الله! پہلے جز کے اثبات کے لئے ارشاد ہے: "وهوالذی مدالارض وجعل فيها رواسی وانهارا ومن کل الثمرات جعل فيها زوجين اثنين يغشی اليل النهار ان فی ذالك لايات لقوم يتفکرون۰ الرعد۳" (زمین کے پھیلانے پہاڑوں کے نصب کرنے دریاؤں کے جاری کرنے اور مختلف قسم کے پھلوں کے پیدا کرنے میں فکر کرنے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔) دوسرے جز کے اثبات کے لئے ارشاد ہے: "قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا لله مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة۰ ان هوالا نذير لکم بين يدی عذاب شديد۰ پ۲۲ ع ۱۲" (اے منکرو! تم اکیلے اکیلے یا دو دو مل کر غور کرو کہ تمہارے ساتھی (پیغمبر) کو جنوں نہیں ہے بلکہ وہ سخت عذاب سے ڈراتے ہے۔) ان دونوں آیتوں میں فکر کرنے والوں کو خاص توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنے فکر سے مسئلہ الوہیت اور رسالت کو سمجھیں۔ فکر اگر غیر مفید فعل ہوتا۔ یعنی اس سے یقین کا درجہ حاصل نہ ہو سکتا تو کلام اللہ میں اس کو

منقد : ان اصحاب میں سے کسی کے ساتھ آپ کا حقیقی مباہلہ نہیں ہوا۔

کیونکہ حقیقی مباہلہ کی تعریف جو ہمارے اور مرزا قادیانی کے درمیان مسلم ہے۔وہ یہ ہے کہ :

"فریقین بالمقابل دعا کریں۔" (اربعین نمبر ۲'خزائن ج ۷ اص ۷۶ ۳'۷ ۷ ۳)

مذکورہ اصحاب میں سے کسی کے ساتھ ان معنی کی رو سے مرزا قادیانی کا مباہلہ نہیں ہوا۔ہاں! جس بزرگ سے ہوا۔ آپ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔وہ ہیں صوفی عبدالحق غزنوی مرحوم جن سے مباہلہ کرنے کو آپ استخارہ کر کے امرتسر آئے اور عید گاہ بیرون دروازہ رام باغ میں مئی ۱۸۹۳ء میں آپ نے بالمقابل مباہلہ کیا تھا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ آپ پہلے مر گئے تھے اور صوفی صاحب بہت عرصہ بعد فوت ہوئے۔(جس کے بہت سے گواہ موجود ہیں)اس لئے آپ کی یہ دلیل ناقص بلکہ انقص ہے۔باقی رہا قرآن اور حدیث سے ثبوت اس کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ قرآن مجید سے تو کیا ہی ثبوت ہو گا وہ تو سارا ہی آپ کی تکذیب سے پر ہے۔ایک حدیث بھی سن لیجئے۔ مسیح موعود کے حق میں آنخضرت ﷺ نے قسمیہ فرمایا ہے کہ وہ مقام :"فج الروحا ." سے حج اور عمرے کا احرام باندھیں گے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

"عن ابی هريرةؓ قال والذی نفسی بيده ليهلن ابن مريم بفج الروحا حاجا او معتمراً . صحيح مسلم جلد اول ص ٤٠٨ باب جواز التمتع فی الحج والقران "اس حدیث کے ماتحت آپ نے نہ حج کیا' نہ عمرہ کیا' اور نہ احرام باندھا۔ساری عمر یہی کہتے رہے کہ میرے لئے راستے کا امن نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے مسیح موعود ہوتے تو آپ کے لئے امن ہو جاتا۔ تاکہ آنخضرتؐ کی قسمیہ پیشگوئی سچی ثابت ہوتی۔ پس! بقول آپ کے جبکہ آپ کے حق میں امن نہیں تھا تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کی روشنی میں آپ سچے مسیح موعود نہیں ہیں۔ لہذا آپ کا یہ بیان آپ کے دعویٰ کے مبطل ہے۔

۲... تردید تناسخ

ہیں اور ہر مرکب حادث ہوتا ہے۔ البتہ ہندو لوگ اوتار کا عقیدہ بیشک رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاں اوتار کی تشریح یہ ہے کہ کسی انسان کے ساتھ پرمیشور کا خاص تعلق ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ انسان پرمیشور کا مظہر اتم بن جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس بارے میں مرزا قادیانی بھی ہندوؤں کے ہم عقیدہ ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"رأیتنی فی المنام عین الله فتیقنت اننی هو." (میں نے خواب میں اپنے خدا کو خدا دیکھا۔ پس میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔)

(آئینہ کمالات ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

ناف سے دس انگل نیچے والی چیز کو پرمیشور کوئی بھی نہیں کہتا۔ اللہ رے دعویٰ مسیحیت اور یہ فحش گوئی!

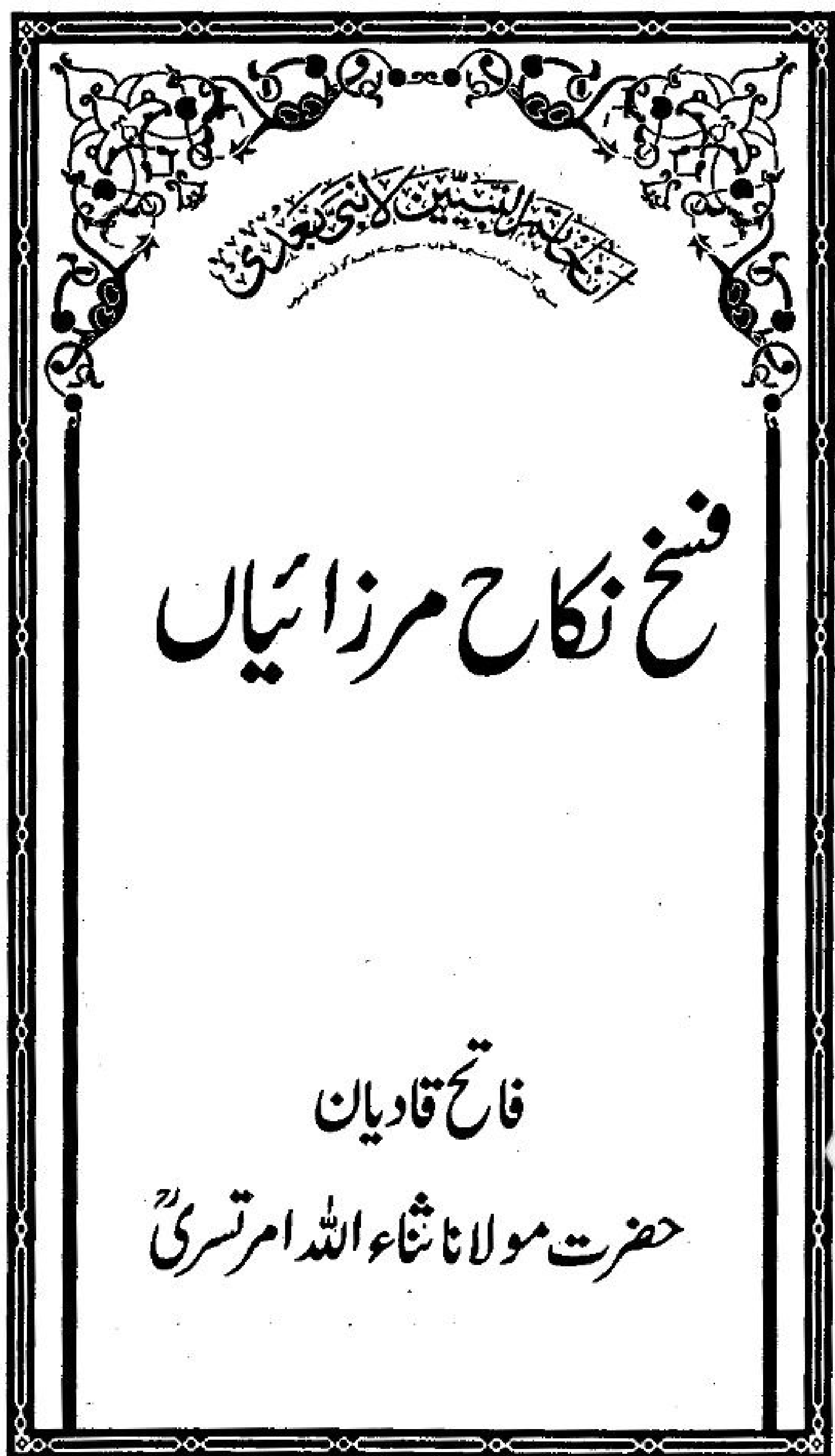
اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

۷... مرزا قادیانی کے حوالوں کی کیفیت اور گرفت کی کمزوری

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ آپ حوالہ دیتے ہوئے احتیاط نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کی آیات بھی غلط لکھ دیتے[۱] تھے۔ ناظرین مندرجہ ذیل اقتباس بغور پڑھیں گے تو سلطان القلم کا زور قلم ملاحظہ کریں گے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

"جب ہم نے وید کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ در حقیقت وید کے پرمیشر نے کئی جگہ وید میں جھوٹ بولا ہے۔ چنانچہ وید کا یہ صریح جھوٹ ہے جو پنڈت دیانند اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں وید کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب روح بدن سے نکلتی ہے تو وہ اکاش میں پہنچ کر پھر رات کو شبنم کی طرح کسی گھاس پات پر پڑتی ہے اور اس گھاس کو کوئی کھا لیتا ہے

۱۔ مثال کے طور پر یہ آیت ہے: "یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام." حقیقت الوحی ص ۱۵۴ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸ استدلال بھی انہی الفاظ سے کیا ہے۔



فسخ نکاح مرزائیاں

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

بہاء اللہ اور مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ میں (مرزا) رسالت محمدیہ کے اتباع سے رسول بنا ہوں۔اس پر یہ سوال مقدر ہوا کہ اتباع رسالت محمدیہ میں تو پہلے لوگ زیادہ مضبوط اور راسخ تھے پھر وہ رسول اور نبی کیوں نہ ہوئے؟ اس کا جواب مرزا قادیانی نے دیا ہے:

''جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱۔خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶'۴۰۷)

ایک مقام پر اپنی نبوت ورسالت کی توضیح کرتے ہیں:

''ہمارا (مرزا کا) دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ کرے کہ جو بلحاظ کمیّت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔پس ہم نبی ہیں۔''

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷۔اخبار ''بدر''۔۵/مارچ ۱۹۰۸ء)

ناظرین کی آسانی کے لئے ہم ایک مثال دیتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسول تھے۔جب ان کو خلعتِ رسالت سے سرفراز کیا گیا تو آپ نے دعا کی کہ خداوندا! میرا بھائی مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو بھی رسول بنایئے تاکہ ہم مل کر کام کریں۔خدا کی طرف سے جواب ملا:

''لَقَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یَا مُوْسٰی'' (طٰہٰ: ۳۶)

''اے موسیٰ تمہارا سوال تم کو دیا گیا۔''

اس مثال میں حضرت موسیٰ مستقل رسول ہیں اور حضرت ہارون ان کے طفیل رسول ہیں۔مگر نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کفر ہے' حضرت ہارون کا انکار بھی کفر ہے۔

ٹھیک اسی طرح شیخ بہاء اللہ کا دعویٰ مثل موسیٰ علیہ السلام مستقل رسول ہونے کا ہے۔ اور مرزا قادیانی کا مثل ہارون علیہ السلام طفیلی ہونے کا ہے۔مگر مرتبۂ نبوت میں برابر ہیں۔اسی لئے مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''میرا منکر مسلمان نہیں'' (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳'۱۶۴ حاشیہ۔خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷'۱۶۸)

ان دونوں دعوؤں میں فرق

کچھ شک نہیں کہ بہاء اللہ کا دعویٰ رسالت مستقلہ کا تھا جس میں صاحب رسالت بحکم کدا احکامِ شرعیہ بغیر اتباع شریعت سابقہ کے پہنچاتا ہے۔ مرزا قادیانی رسالت مستقلہ کے نہیں بلکہ (ابتداءً) رسالت تبعیہ کے مدعی تھے۔ کیونکہ آپ نے دیکھا تھا کہ شیخ بہاء اللہ کو دعویٰ مستقلہ میں بہت تکلفات اور سخت تکالیف پیش آئیں اس لئے آپ نے بغرض آسانی یہ درجہ ایجاد کر کے اپنے لئے اختیار کیا۔

☆

شیخ بہاء اللہ کل انبیاء کرام کا موعود تھا

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ میری بابت کل انبیائے سابقین علیہم السلام نے پیشگوئیاں کی ہوئی ہیں۔ مرزا موصوف اس دعویٰ میں بھی شیخ ایرانی کے پس رو ہیں۔ شیخ ایرانی لکھتے ہیں:

"قل یا ملاء الفرقان قد اتی الموعود الذی وعدتم بہ فی الکتاب اتقوا اللہ ولا تتبعوا کل مشرک اثیم ." (الواح مبارکہ عربیہ: ص ۲۳۵)

(ترجمہ) "اے جماعت قرآن والوں کی وہ موعود تمہارے پاس آ گیا جس کا تم کو کتاب سماوی میں وعدہ دیا گیا تھا۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور کسی مشرک بدکار کا کہنا مانو"

مرزا قادیانی اسی تتبع میں لکھتے ہیں:

"میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا نے ان کی معرفت بڑھانے کے لئے منہاجِ نبوت پر اس قدر نشان ظاہر کئے کہ لاکھوں انسان ان کے گواہ ہیں۔" (فتاویٰ احمدیہ جلد اول۔ ص ۵۱)

ناظرین کرام! دونوں صاحبوں کو الفاظ سے قطع نظر کر کے اصل مضمون میں متحد پائیں گے کہ یہ دونوں صاحب مدعی ہیں کہ انبیاء سابقین علیہم السلام نے ہماری بابت وعدہ دیا ہوا ہے۔ (کیا اچھا ہو کہ ان دونوں صاحبوں کے اتباع ہم کو انبیاء سابقین کے وعدے دکھائیں تا کہ ہم بھی ان سے مستفید ہوں)

ur_rad_qadenia_09.pdf

سچے تھے۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ شیخ بہاء اللہ دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ حالانکہ وہ تمہارے نزدیک بھی دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے۔ اس کے جواب میں قادیانیوں نے عذر پیدا کیا کہ بہاء اللہ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا بلکہ دعویٰ الوہیت کیا ہے۔ قادیانی جماعت کی طرف سے ایک رسالہ مستقل اس مضمون کا نکلا۔ خلیفۂ قادیان کا قول ہے:

''بہاء اللہ مدعیٔ الوہیت تھا وہ اپنے کلام کو ہی خدا کا کلام قرار دیتا تھا۔''

(ریویو آف ریلیجنز ج ۲۳ نمبر ۵۔ مئی ۱۹۲۴ء۔ ص ۳۱)

یہ بھی کہتے ہیں کہ دعویٰ الوہیت کرنے والا مارا نہیں جاتا۔ اس لئے بہاء اللہ مارا نہ گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں دعوے انہی اغراض پر مبنی ہیں جو ہم نے ذکر کیں۔ ہم چونکہ بے غرض ہیں اس لئے خدا لگتی اصل اصل بات پیش کرتے ہیں۔

ہم نے ایک دفعہ شیخ بہاء اللہ کو مدعیٔ نبوۃ لکھا تھا تو بہائی رسالہ ''کوکب ہند'' نے ہم کو اصلاحات بہائیہ سے ناواقف کہہ کر واقفی حاصل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ (کوکب بابت جنوری ۱۹۳۱ء۔ ص ۱۵) ہمارے ساتھ ہی اُن لوگوں کو بھی ڈانٹا تھا جو بہاء اللہ کو مدعیٔ الوہیت کہتے ہیں۔ جیسے اہل قادیان۔ چنانچہ لکھا ہے:

''بعض لوگ جو اس دَورِ جدید کی نئی اصطلاحات پر غور نہیں کرتے وہ حقیقت کے سمجھنے سے بے بہرہ نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اہل قادیان نے بھی بہائی اصطلاحات کو نہیں سمجھا اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بہائی حضرت بہاء اللہ کو خدا سمجھتے ہیں۔ اس غلط بیانی کی مفصل و مدلّل تردید بارہا کوکب میں کی جا چکی ہے۔ بلکہ خود حضرت بہاء اللہ نے اس نافہمی کی صاف صاف تردید فرما دی تھی۔ جیسا کہ کتاب مقدس لوح ابن ذئب میں مفصل بیان ہے۔ کتاب مقدس تجلیات میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہم پر دعوے الوہیت کا الزام لگاتے ہیں وہ ظالم اور اوہام پرست ہیں۔ مگر اہل قادیان پھر وہی الزام لگانے میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف جناب مدیر اہلحدیث حضرت بہاء اللہ کی طرف دعویٰ الوہیت تو منسوب نہیں کرتے مگر اپنے قدیم دائرۂ خیال میں مقید ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہایت تفصیل و توضیح سے اس خیال کی غلطی کوکب ہند میں دکھائی جا چکی ہے۔ لیکن افسوس کہ جیسے اہل قادیان حضرت بہاء اللہ کی طرف دعویٰ الوہیت منسوب کرنے میں ضد سے کام لے رہے ہیں اسی طرح مولانا ثناء اللہ صاحب حضرت بہاء اللہ کی طرف دعویٰ نبوت و رسالت منسوب کرنے پر اصرار بے جا کر رہے ہیں۔''

(کوکب ہند بابت مارچ ۱۹۳۱ء ص ۹)

470

ur_rad_qadenia_09.pdf

نبوت کلیہ کنند مانند ماہ کہ بذاتہ لذاتہ روشن وساطع نہ ولی اقتباس انوار از آفتاب نماید۔ آں مظاہر نبوت کلیہ کہ بالاستقلال اشراق نمودہ اند مانند حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت مسیح و حضرت محمد و حضرت اعلیٰ و جمال مبارک۔" (مفاوضات عبدالبہاء ص ۱۱۴)

(ترجمہ) "یعنی کل انبیاء دو قسم پر ہیں۔ ایک قسم مستقل نبی ہیں۔ دوسرے غیر مستقل تابع۔ انبیاء مستقلہ صاحب شریعت ہیں جو نئی شریعت لاتے ہیں اور بغیر ذریعہ کسی دوسرے کے خدا سے فیض پاتے ہیں۔ ان کا نور آفتاب کی طرح بذاتہ روشن ہوتا ہے۔ دوسری قسم تابع ہوتے ہیں جو شریعت سابقہ کے رواج دینے والے ہوتے ہیں۔ مستقل انبیاء حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت مسیح اور حضرت محمد (علیہم السلام) اور حضرت بہاء اللہ ہیں۔"

ایک اور شہادت: ایک اور شہادت پیش کر کے اس حصۂ مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اڈیٹر صاحب "کوکب ہند" نے بڑے فخر سے اپنے آپ کو ماہر کتب بہائیہ لکھ کر ہم کو ناواقف بتایا ہے۔ اس لئے ہم اپنے نقصان علم کا اعتراف کر کے خود اڈیٹر موصوف ہی کا کلام پیش کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

"حضرت بہاء اللہ نے صاحب شریعت جدیدہ اور صاحب کتاب جدید ہونے کا دعویٰ کیا۔" (کوکب بابت فروری ۱۹۳۳ء ص ۹)

ناظرین! اصطلاحات بہائیہ سے ہم واقف ہیں یا اڈیٹر صاحب اس کا فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔ ہم صرف اتنا کہتے ہیں:

اُنہوں نے خوبرو شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم اُن کو بتا دیں گے

ہاں ہم مانتے ہیں کہ بہاء اللہ کی بعض عبارتوں سے لزوم دعویٰ الوہیت ہوتا ہے۔ لیکن کسی عبارت سے کسی مفہوم کا لزوم ہونا اُس وقت قابل توجہ ہوتا ہے جب وہ متکلم کی تصریحات کے خلاف نہ ہو۔ شیخ بہاء اللہ دعویٰ الوہیت کو صاف لفظوں میں رد کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے:

472

"بعض کہتے ہیں کہ یہ شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ اس نے خدا پر بہتان باندھا ہے۔ سو اُن کی ہلاکت ہے۔ اور وہ خدا کی رحمت سے دور ہیں۔" (ترجمہ تجلیات مصنفہ بہاء اللہ ص ۲)

اس عبارت میں دعویٰ الوہیت کو صاف لفظوں میں بہتان قرار دیا ہے۔

ناظرین! غور فرمائیں ہم نے اپنا دعویٰ باوجود دو گروہوں کی مخالفت کے ایسا ثابت کیا جیسا

عبدالبہاء آفندی شیخ بہاء اللہ کی صداقت پر عقلی دلیل لائے ہیں۔ اور اس کو بہترین و لاجواب دلیل کہتے ہیں۔ آپ کے الفاظ مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

''یک برہان عقلی دیگر گویم و اہل انصاف راہمیں برہان کفایت است کہ ہیچ کس نے تواند انکار کند۔ وآں اینست کہ ایں شخص جلیل در سجن اعظم امرش را بلند کرد۔ و نورش باہر شد۔ وصیتش جہانگیر گشت۔ وآوازۂ بزرگواریش بشرق وغرب رسید۔ والی یومنا ہذا چنیں امرے در عالم وجود واقع نہ شدہ اگر انصاف باشد والا بعضے از نفوس ہستند کہ اگر جمیع براہین عالم را بشنوند انصاف نہ دہند۔ مثلاً بکمال قوت و دل وملل مقاومت اور انتوانستند بلکتد بلکہ فرداً وحیداً مجنوناً مظلوماً آنچہ خواست مجری داشت من معجزات جمال مبارک را ذکر نکنم شاید سامع گوید ایں روایت است و محتمل الصدق والکذب۔'' (مفاوضات عبدالبہاء۔ ص ۲۷، ۲۸)

(ترجمہ) ''یعنی (بہاء اللہ کی صداقت پر) ایک عقلی دلیل ہم سناتے ہیں اہل انصاف کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔ کیونکہ اس دلیل کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ وہ دلیل یہ ہے کہ اسی بزرگ شخص (بہاء اللہ) نے قید خانہ میں اپنے دعوے کا اعلان کیا اور نور اس کا چمکا۔ اور آواز اس کی جہانگیر ہوئی اور اس کی بزرگی کا شہرہ شرق وغرب میں پہنچا۔ اور شروع دنیا سے آج تک ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اگر انصاف ہو (تو غور کریں) ورنہ بعض لوگ عالم کی دلیل سنتے ہیں مگر انصاف نہیں کرتے۔ تمام حکومتیں اور تمام مذاہب اس (بہاء اللہ) کا مقابلہ نہ کرسکے۔ بلکہ اس نے جیل میں مظلومی کی حالت میں اکیلے ہی جو چاہا جاری کیا۔ شیخ بہاء اللہ کے معجزات ذکر کروں تو سننے والا کہے گا کہ یہ ایک روایت ہے جس میں صدق وکذب کا احتمال ہے۔'' (ص ۲۷، ۲۸)

نقض اجمالی: آفندی صاحب نے اس دلیل کی بڑی تعریف کی ہے حالانکہ یہ دلیل ایسی ہے کہ ان کا رقیب (قادیانی مسیح) بھی یہی پیش کرتا ہے۔ پھر کیوں نہ اس کو بھی صادق سمجھا جائے۔ غور سے سنیں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

''براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے۔ ''یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ'' یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نورِ خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھادیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا۔ تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کرکے میرے لئے

سب سے بڑی مثال: سب سے بڑی مثال ہمارے سامنے آج گاندھی جی کی ہے۔ جو باوجود مصائب شدیدہ عدیدہ کے اپنے ارادے پر مضبوط ہیں۔ اوران کے اَتباع بھی بکثرت نہ صرف موجود ہیں بلکہ مصائب جھیلتے ہیں۔

یہ توبالاختصار غیر مسلموں کی مثالیں ہیں۔ اب سنئے مسلموں کی:

سید محمد جونپوری: جس نے شاہی زمانہ میں مہدویت کا دعویٰ کیا باجود مصائب شدیدہ کے آج (چارسو سال) تک بھی ان کے نام لیواؤں کی بہت بڑی جماعت دکن میں ملتی ہے جو بظاہر پابندشریعت ہیں۔

کتب تاریخ میں تلاش کی جائے تو ایسی مثالیں بکثرت ملتی ہیں کہ مدعیان نے اپنی ان تھک محنتوں سے بڑی بڑی جماعتیں اپنے ساتھ کرلیں۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو جماعت تیار کی تھی وہ ضرور صداقت کی دلیل تھی۔ کیونکہ اس جماعت کی وجہ سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو بتائی گئی تھی۔ غور سے سنئے:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا. (سورۃ النصر)

(یعنی جب اللہ کی مدداورنصرت آئے گی اورتو (اے رسول) دیکھے گا کہ لوگ دین الٰہی میں جوق درجوق داخل ہورہے ہیں تو تو اللہ کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوجائیو۔)

اس سورۂ جامعہ میں پیشگوئی مرکب ہے دواجزاء سے

(۱) فتح اورنصرت کے آنے سے

(۲) لوگوں کے بکثرت داخل اسلام ہونے سے۔

پس رسول عربی ﷺ کے صدق کی دلیل یہ ہے کہ آپ کو باوجود مخالفت کے مؤمنوں کی جماعت مع کامیابی کے ملی۔ یعنی جو فرمایا تھا کہ ہماری مدد ہوگی ہم فاتح اورمنصور ہوں گے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ویسے ہی ہوئے۔ یہ نہیں کہ:

"بتایا تھا ہمارے آنے سے مسلمان متقی بن جائیں گے اور تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔" (جیسا کہ ایرانی مسیح وقادیانی کہتے ہیں)

مگر جو ہوا اس کی تصویر یہ ہے جو مولانا حالی مرحوم نے کھینچی ہے:

پوچھا جو کل انجام ترقی بشر
یاروں سے کہا پیرمغاں نے ہنس کر

موعود علیہ السلام کی ناکامی قابل اعتراض کیوں ہے؟" (الفضل مذکور)

جواب الجواب (۲): حضرت عیسیٰ مسیح نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا جو مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ ہمارا اعتراض عدم تکمیل تبلیغ پر نہیں۔ بلکہ حسب وعدہ عدم تبلیغ پر ہے۔ جس کو مجیب نے یا تو سمجھا نہیں یا دفع الوقتی کی ہے۔ ہمارے اعتراض کا مبنیٰ مشہور مقولہ ہے۔ "یؤخذ المرء باقرارہ"

تیسرا جواب: تیسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض بعثت یہ قرار دی گئی ہے کہ آپ تمام ادیان باطلہ پر دین الٰہی کو غالب کریں۔ چنانچہ فرمایا: "هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" اب مولوی صاحب ہی بتلائیں کہ کیا آپ کے اس اصل کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ادیان باطلہ پر دین الٰہی کو غالب کر دیا۔ کیا بت پرست دنیا سے نابود ہو گئے یا دیگر مذاہب باطلہ مثلاً یہودیت عیسائیت وغیرہ ناپید ہو گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی کا کام دنیا کے سامنے صداقت اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے ذرائع بیان کرنا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ ان کے بیان کردہ صداقت اور تقویٰ کے اصول پر چلتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور جو نہیں چلتے وہ گمراہی میں رہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے دنیا کے سامنے اصول رکھ دیئے۔ جنہوں نے ان کو اختیار کیا وہ متقی بن گئے اور جنہوں نے انکار کیا وہ گمراہ۔" (الفضل ۲۳ر جولائی ۱۹۳۳ء، ص۷)

جواب الجواب (۳): قادیانی مجیب کو قادیانی لٹریچر پر عبور ہوتا تو یہ جواب نہ دیتا۔ اس آیت کے متعلق ہم مرزا کا قول پہلے نقل کر آئے ہیں۔ اس آیت کے ماتحت تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرنا مرزا صاحب نے اپنے حصہ میں لیا ہوا ہے۔ بلکہ اس مضمون کو ایسے پیرائے میں لکھا ہے جس سے معلوم ہو کہ اس آیت کی زندہ تفسیر مرزا قادیانی ہی ہیں۔ پھر اگر یہ تکمیل نہیں ہوئی تو اس کا الزام بھی مرزا قادیانی پر ہے کسی اور پر نہیں۔

نوٹ:۔ یہاں بھی اصل اعتراض مرزا قادیانی کے اپنے قول پر ہے۔ آیت یا حدیث کے صحیح معنے پر نہیں۔ کیونکہ آیت کے صحیح معنے تو یہ ہیں کہ خدا اسلام کو باقی کل ادیان پر غلبہ دے گا نہ کہ "اہل ادیان" پر۔ ان دو مفہوموں میں فرق سمجھنے کو ایک ہی مثال کافی ہے کہ:

> "آج ہم مسلمانوں پر انگریز غالب ہیں مگر اسلام پر غالب نہیں بلکہ اسلام ان کے دین (مسیحیت) پر غالب ہے۔ کیا مجال کہ بمقابلہ اسلامی توحید کے تثلیث نصاریٰ ٹھہر سکے۔"

بس اصل معنی یہی ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس آیت کے جو معنے کئے ہیں کہ میری

ur_rad_qadenia_09.pdf

(مسیح موعود کی) وجہ سے اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ چونکہ نہیں پھیلا بس اس کا الزام مرزا قادیانی پر ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وعدہ خلافی کا جواب مرزا اور اَتباع مرزا سے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اِلّا اسی صورت میں جو عرب کے منہ زور شاعر متنبّی نے اپنی محبوبہ کی وعدہ خلافی کا دیا ہے۔

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها

ومن عهدها الا یدوم لها عهد

جس کا مضمون اُردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے:

وہ نہ آئیں شب وعدہ تو تعجب کیا ہے

رات کو کس نے ہے خورشید درخشاں دیکھا

مختصر یہ ہے کہ مرزا قادیانی جن مقاصد عالیہ کو لے کر آئے تھے اُن میں بالکل ناکام رہے اور ناکام ہی واپس گئے۔ بالکل سچ ہے:

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا

نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

......☆......

تیسرا باب......شیخ بہاء اللہ کی تعلیمات مخصوصہ

اس سے پہلے دو بابوں میں دونوں مدعی شریک تھے۔ اس باب میں صرف بہاء اللہ کا ذکر ہوگا۔

چونکہ شیخ بہاء اللہ مدعی نبوت مستقلہ یعنی شارع شریعت تھے اس لئے ضروری تھا کہ وہ احکام شرعیہ مستقلہ بیان کرتے۔ اور اس بیان کرنے میں سابقہ شرائع بالخصوص قرآن مجید کے ماتحت نہیں بلکہ نبوت مستقلہ کے ماتحت اپنی شریعت کے احکام بیان کرتے ہیں۔

ضرورت ہے: چونکہ احکام شرعیہ کا ذکر کیا جائے گا۔ لہٰذا ان احکام سے پہلے ایسے شارع کی حیثیت اور تشریف آوری کا مقصد بیان کرنا ضروری ہے تا کہ ناظرین اس حیثیت سے ان احکام کا اندازہ لگا سکیں۔

493

گو ہم گذشتہ صفحات پر بہاء اللہ کی حیثیت موعودہ کا ذکر کر چکے ہیں تاہم احکام سے پہلے حاکم کی حیثیت کا ذکر ہونا مفید ہے۔

بہائی گروہ میں فضیلت مآب ابوالفضل محمد بن محمد رضا الجرفارقانی مصنف ''الفرائد''

(۱۰) قل یا ملاء الفرقان قد اتی الرحمٰن بسلطان محمود. قل یا ملاء انجیل قد فتح باب السماء واتی من صعید الیهاو انه ینادی فی البر والبحر ویبشر الکل بهذا الظهور الذی به نطق لسان العظمة قد اتی الوعد وهذا یوم الوعد وهذا هو الموعود. (ص ۷۴)

تو کہہ اے قرآن والو! خدائے رحمٰن تمہارے پاس قابل تعریف غلبہ لایا ہے۔ اے انجیل والو! آسمان کا دروازہ کھل گیا ہے اور آ گیا جو اس کی طرف چڑھا تھا اور وہ بلاتا ہے خشکی اور تری میں اور سب کو اس ظہور کی خوشخبری دیتا ہے جس کو خدائی زبان نے ظاہر کیا ہے۔ وعدہ آ گیا اور یہ یوم الوعد ہے اور یہی موعود ہے۔

(۱۱) قل هذا یوم فیه ظهر کل امر حکیم وهذا یوم ربح فیه المقربون والمشرکون فی خسران مبین هذا یوم ینادی الله بلسان العظمة یدع الکل الی صراطه المستقیم قل تالله قد ظهر ما هو المستور فی کتب الله رب العالمین. (ص: ۷۵)

تو کہہ یہ دن ہے جس میں ہر ایک باحکمت کام ظاہر ہوا ہے۔ اور یہ دن ہے کہ اس میں مقربانِ خدا فائدہ اُٹھائیں گے اور مشرک لوگ واضح نقصان پائیں گے۔ یہ دن ہے کہ خدا اپنی عظمت کی زبان کے ساتھ اس کی منادی کرتا ہے سب کو سیدھے راستہ کی طرف بلاتا ہے تو کہہ اللہ کی قسم ہے جو اللہ رب العالمین کی کتابوں میں موعود لکھا تھا وہ ظاہر ہو گیا۔

(۱۲) انه هو الذی سمی فی التورات بیهوه وفی الانجیل بروح القدس وفی الفرقان بالنبأ العظیم. (ص ۷۶)

بے شک یہ وہی ہے جس کا نام تورات یہوہ [ع] اور انجیل میں روح القدس اور قرآن مجید میں (نبأ عظیم) بڑی خبر رکھا گیا ہے۔

(۱۳) قل سبحانک یا اله الوجود من الغیب والشهود اسئلک بالاسم الذی به تزلزلت الارض. (ص ۸۶)

تو کہہ اے موجودات غائبہ اور حاضرہ کے معبود میں تیرے اس نام کے ساتھ سوال

[ع] تورات میں یہوہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور انجیل میں روح القدس بقول عیسائیاں تثلیث کا ایک اقنوم (حصہ) ہے اور قرآن مجید میں نبأ عظیم روز قیامت ہے۔ (مصنف)

یاددہانی

ہم نے اس باب میں بہائی تعلیم کا نمونہ دکھایا ہے۔ مگر اس نمونہ میں ان کے عربی کلام میں عربیت کی اغلاط نہیں بتائیں۔ کیونکہ ان کی طرف سے ان سب اعتراضات کا جواب ایک ہی ہے کہ:

''جمال مبارک **(بہاء اللہ) لسان عرب نخواندند۔'' (مفاوضات عبدالبہاء ص ۲۶)

اس لئے ہم نے اس پہلو سے چشم پوشی کی۔ مگر ناظرین کو اس عبارت کی طرف ایک دفعہ پھر توجہ دلاتے ہیں جس کو ہم مع ترجمہ نقل کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''دور بہائی میں زمین نورانیت سے بھر جائے گی''

سوال:۔ انسان منہ سے باتیں تو بہت بنا سکتا ہے۔ مگر ہم منہ کا جواب نہیں پوچھتے بلکہ دل سے نکلا ہوا جواب پوچھتے ہیں۔ ہمارا سوال صرف یہ ہے: ''کیا دور بہائی میں زمین نورانیت سے بھر گئی؟'' اللہ اکبر! اس کا جواب یہی اور صرف یہی ایک ہوگا کہ نورانیت کی بجائے ظلم اور ظلمات سے بھرپور ہے۔ ایسی بھرپور ہے کہ مولانا حالی مرحوم کی رباعی کی صداقت میں کلام نہیں۔ جو یہ ہے۔

پوچھا جو کل انجام ترقی بشر
یاروں سے کہا پیر مغاں نے ہنس کر
باقی نہ رہے گا کوئی انسان میں عیب
ہو جائیں گے چھل چھلا کے سب عیب ہنر

اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کا قول بھی صحیح ہے۔

''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے''

یہی ایک صورت بہائی اور قادیانی دعوے کی چھان بین کے لئے کافی ہے۔

خیر الکلام ما قلّ ودلّ ۔

مختصر بات ہو مضمون مطول ہووے

بہائی اور قادیانی دوستو!۔

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

خادم دین اللہ
ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ

نوٹ:۔ بہائی تعلیم میں وضو میں پیر دھونے کا حکم معلوم نہیں ہوا۔ (مصنف) (**) شیخ بہاء اللہ نے عربی زبان نہیں پڑھی تھی۔

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆..........اگر بہروپئے کے طور پر بھی کسی کو نبی بنانا تھا تو نقل مطابق اصل تو ہوتی۔ شکل دیکھو، فہم دیکھو، فراست دیکھو مرزا قادیانی نبیوں کا مقابلہ کرتا ہے؟۔

☆..........ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔ پکڑ پکڑ کر خبیثوں کو مار دیں۔

☆..........عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اور اس کی تاویل کرنا زیغ و ضلال اور کفر و الحاد ہے۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی

اباطیل مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

یہی مشورہ مرزا قادیانی کے الہام کنندہ نے ان کو دیا ہوا ہے کہ جو بات کرو ایسی کیا کرو کہ حسب موقع اس کے کئی معانی نکالے جاسکیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام (آہ! نادرشاہ) اسی مشورے کے ماتحت ہر ایک پہلو پر چسپاں کیا جاتا ہے۔

ناظرین کرام! آپ مرزا قادیانی کے اس گول مول الہام سے متعجب نہ ہوں۔ ان کی مشین میں اسی قسم کے الہام بہت ڈھلا کرتے تھے۔ اس کی مثال بلکہ اہمال میں اس سے بھی عجیب تر الہام ''غزنوی'' ہے۔ (تذکرہ ص۷۱۵ طبع ۳۔ بدر ج۶ نمبر۱۶۔ ۱۸؍اپریل ۱۹۰۷ء)

کیسا فصیح اور کیسا بلیغ اور کیسا بامعنی الہام ہے ''غزنوی'' مبتدا خبر ''مرگیا'' صحیح ہے۔ ''غزنوی'' مبتدا خبر ''پیدا ہوا'' صحیح۔ ''غزنوی'' مبتدا خبر ''بنگال میں وزیر ہوا'' بالکل صحیح۔ ''غزنوی'' مبتدا خبر ''ہندوستان میں حملہ کرنے آیا تھا''۔ کتب تاریخ گواہ ہیں۔ غزنوی مبتدا امرتسر میں ایک خاندان ہے بالکل ٹھیک ہے۔ یہاں تک کہ غزنوی کی خبر ''پر مقدمہ ہوگا'' بھی درست ہے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل غزنوی پر بمبئی میں مقدمہ چل رہا ہے جس کی پیشی ۳۰ مارچ کو تھی۔ غرض دنیا میں جتنے واقعات ایسے ہوں جن کو کسی غزنوی سے تعلق ہو ان سب پر یہ الہام چسپاں کردیا جائے گا۔

ایک لطیف تردید: ہمارے لڑکپن کا واقعہ ہے۔ پنجاب میں ایک مکار واعظ پھرا کرتا تھا۔ اس کو بغدادی مولوی کہتے تھے۔ وعظ میں کہا کرتا تھا۔ لفظ وہابی اصل میں ''واہ بی'' ہے۔ اس کا قصہ یوں بیان کرتا کہ عبدالوہاب نجدی کی لڑکی کو ناجائز حمل ہوگیا تھا۔ محلے کی عورتوں نے اس کو دیکھ کر کہا واہ بی! واہ بی! یہ لوگ اس کی اولاد ہیں۔ جہلاء تو خوب ہنستے مگر ہم ان سے پوچھا کرتے کہ مولوی صاحب نجد میں اُردو زبان ہے یا عربی؟ اگر یقیناً عربی ہے تو پھر نجد کی عورتوں نے ''واہ بی!'' کیونکر کہا؟ معلوم ہوا کہ یہ آپ کا من گھڑت افتراء ہے۔ ٹھیک اسی طرح نادرشاہ کی بے وقت شہادت پر سب سے پہلے دردناک آواز اہل کابل کی زبان سے نکلی ہوگی۔ ان کی زبان یقیناً فارسی ہے اور مرزا قادیانی کا الہام (آہ! نادرشاہ کہاں گیا؟'') اُردو فقرہ ہے جو اہل کابل کا نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی کو فارسی میں بھی الہام ہوئے اور ہو سکتے تھے۔ پس اگر نادرخان (شاہ کابل) اس الہام سے مراد ہوتے تو الہام کے اصل الفاظ فارسی ہوتے تا کہ اہل کابل ** کی دردناک

(**) خلیفہ صاحب نے خود لکھا ہے کہ سب ملک چلّا اٹھا۔ دیکھو نوٹ سابق۔

آواز کی پوری ترجمانی کر سکتے۔ ہم حیران ہیں کہ سب سے پہلے تکلیف تو پہنچے اہل کابل کو مرزا قادیانی کا الہام کنندہ اس کی حکایت کرے اور زبان فارسی بھی جانتا ہو لیکن الہام کرے اردو میں؟ چہ خوش! ایا یہ بات ہے۔

شوخ من ترکی دمن ترکی نے دانم

اس سے صاف ثابت ہے کہ اس الہام کو شاہ کابل کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

اصول مرزا:۔ قادیانی ممبرو! تم خلیفہ کا منہ دیکھتے ہو یہ تمہاری غلطی ہے ہم بڑے میاں مرزا متوفی کو ماننے والے ہیں۔ پس سنو! مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

''پیشگوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کے کام آ سکے لیکن جب ایک پیشگوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی......؟ پیشگوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے۔''

(تحفۂ گولڑویہ ص ۱۲۱'۱۲۲۔ خزائن ج ۱۷ ص ۳۰۱)

سچ بتاؤ! ''آہ نادر شاہ'' والی پیشگوئی اس معیار پر پوری اتر سکتی ہے؟ یاد رکھو جب تک ''اہلحدیث'' کے ہاتھ میں قلم ہے۔ انشاء اللہ تم دنیا کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

مختصر یہ کہ مرزا قادیانی نے جو الفاظ یسوع مسیح کی مجمل پیشگوئیوں کے حق میں لکھے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اُس درماندہ (یسوع مسیح) انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے' قحط پڑیں گے' لڑائیاں ہوں گی۔ پس اُن دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آیا کرتے' کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۴۔ خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۲۸۸)

ہمارا حق ہے...... کہ ہم اسی عبارت کو ہو بہو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنے کو یوں کہیں:

''اس درماندہ انسان (ذیابیطس اور ہسٹریا اور مراق کے دماغی بیمار مرزا) کی پیشگوئیاں کیا تھیں یہی کہ ''غزنوی'' اور ''آہ نادر شاہ کہاں گیا'' پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی پیشگوئیاں اس کی صداقت کی دلیل بنائیں اور بقول خود سچے کے سامنے جھوٹا ہو کر مرنے والے کو نبی بنالیا۔''

حلف مؤکد بعذاب کا تقاضا

بے حیائی تیرا آسرا

(از ''اہلحدیث'' ۱۸رمئی ۱۹۳۴ء)

ہمارے مخاطب قادیانی دوست ایسے کچھ قسم کھائے بیٹھے ہیں کہ ٹلتے ہی نہیں بڑے میاں اپنے اعلان کے موافق (کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا) انتقال کر گئے۔ جسے آج ربع صدی (۲۵ سال) گزر چکی ہے۔اس کے بعد یہ لوگ مباحثہ میں مغلوب ہوئے۔تین صد جرمانہ دیا تاہم آج بھی اکڑ کر بڑے زور سے اعلان کر رہے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائے تو دس ہزار بلکہ اکیس ہزار انعام لے۔اس کے جواب میں کہا گیا بندۂ خدا جدید شریعت نہ بناؤ۔ بلکہ شریعت محمدیہ میں دکھاؤ کہ منکر (کافر) پر حلف آتی ہے؟ اور حلف بھی مؤکد بعذاب۔ بھلا ان باتوں کا جواب کیا دیں گے۔ پھر بھی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر ہمارا مطالبہ ثابت کر دیں تو ہم ان کو مبلغ ایک سو روپیہ نقد انعام دیں گے جو مسلّمہ منصف کے فیصلے کے بعد ان کے حوالے کیا جائے گا۔

آج جس مضمون پر ہم یہ نوٹ لکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم تقاضا کرتے ہیں کہ ہم تمہاری مطلوبہ حلف اٹھانے کو طیار ہیں بشرطیکہ تم خلیفۂ قادیان سے اعلان کرادو کہ بعد حلف مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا تو دوسرے سال کے پہلے ہی روز میں (محمود احمد) اپنے والد کو دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا جانوں گا۔اس کے جواب میں ایک نئی پیچ نکالی گئی ہے جس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ میرے مقابلے سے واقعی اتنا دوڑتے ہیں جتنا شیر کے مقابلے سے نہتا انسان بلکہ گیدڑ دوڑتا ہے۔ناظرین بغور پڑھیں کہ جواب کیا دیتے ہیں اور کس عقل و فہم سے دیتے ہیں کہ:

> ''تم مولوی ثناء اللہ[1] کم سے کم ۶۶ ہزار اہل حدیثوں کے دستخط کرا کر ہم کو بھیج دیں کہ مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال کے اندر مر گئے تو ہم سارے ۶۶ ہزار اہل حدیث احمدی ہو جائیں گے۔'' (الفضل یکم مئی ۱۹۳۴ء ص ۸ کالم ۳)

مگر ان عقلمندوں نے یہ نہ سمجھا کہ ہم کن دو میں دخل دیتے ہیں اور کس سے ۶۶ ہزار کا

---

[1] ۶۶ ہزار کی تعداد اس لئے کہ بقول خود مرزائی ۶۶ ہزار ہیں۔

مطالبہ کرتے ہیں۔ او عقلمندو! سنو! میں وہ شخص ہوں جس (اکیلے) کو تمہارا نبی مخاطب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ''آخری فیصلہ'' کی پیشگوئی میں خاص اپنی اور صرف میری شخصیت کی موت کو مدارِ فیصلہ قرار دیا تھا کسی ایک بھی متنفس (اہل حدیث یا اہل اسلام) کا میرے ساتھ ضمیمہ نہیں لگایا۔ بس میں تو وہی ہوں اور میری حیثیت اب بھی وہی ہے جو پہلے تھی کہ بحکم (ان ابراہیم کان امۃ) میں وہی موجود ہوں جو پہلے تھا۔ دوسری طرف اس وقت وہ شخصیت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اس لئے بطور نیابت ان کے گدی نشین کو میں مخاطب کر کے وہی نسبت تسلیم کرتا ہوں جو پہلے ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں تھی۔ اس کی یہ مثال بالکل صحیح ہے کہ ایڈورڈ بادشاہ انگلستان و ہندوستان دوسرے بادشاہوں کے مخاطب ہوتے تھے اب ان کے انتقال کے بعد بعینہٖ بلا کسی مزید شرط کے موجودہ بادشاہ حضور جارج پنجم ان کے قائم مقام ہیں نہ کسی بادشاہ کی طرف سے کوئی مزید شرط ہوئی نہ ان کی طرف سے ہوئی بلکہ محض قائم مقامی کافی سمجھی گئی۔ ٹھیک اسی طرح بفضلہٖ تعالیٰ میری طرف سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس لئے میں تو اب بھی وہی ہوں جو پہلے تھا۔ چونکہ قادیانی پارٹی میں میرا اصل مخاطب نہیں رہا اس لئے ان کا قائم مقام بغیر کسی شرط کی کمی بیشی کے میرا مخاطب سمجھا جائے گا۔ جو کوئی مزید شرط لگاتا ہے وہ ان دو باتوں میں سے ایک کا اعلان کرے تو جواب لے۔

(۱) مرزا قادیانی بانی سلسلہ قادیانیہ نے غلطی کی جو مجھ سے ۶۶ ہزار کے دستخط نہ مانگے۔

(۲) میاں محمود کا درجہ اپنے باپ سے بڑا ہے اس لئے تمہاری (ثناء اللہ کی) شخصیت ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی تلافی کے لئے ۶۶ ہزار اشخاص کے دستخطوں کا اقرار نامہ ہونا چاہئے۔

اگر ان دو صورتوں میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو پھر ایسی پیچ لگانے کا سبب سوائے بزدلی اور خوف قلبی کے کیا ہو سکتا ہے؟ سچ ہے۔

خود سوئے ماندید و حیا را بہانہ ساخت

پس قادیانی ممبرو! اپنے خلیفہ سے ہمارے مطالبہ کا اعلان کھلے کھلے الفاظ میں کراؤ اور میدان عیدگاہ امرتسر میں آ کر کافر (منکر) پر حلف کا ثبوت پیش کرو اور ساتھ ہی ہم سے حلف لے لو۔ کچھ جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ لوگ کہنے لگ جائیں۔

مرزا نداشت تاب جدال ابو الوفاء
کنجے گرفت و ترسِ خدا را بہانہ ساخت

دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔"

(الحکم ج ۹ نمبر ۲۵ ص ۱۰۔ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

نمبر دوم کا جواب تو عیسائی اخبارات نور افشاں۔ المائدہ۔ النجاۃ وغیرہ دیں گے کہ مسیح کی الوہیت دنیا سے اٹھ گئی یا ہنوز باقی ہے۔ بظاہر تو ترقی پذیر ہے۔ مگر ہماری غرض پہلے نمبر سے ہے۔ پس ناظرین نمبر اول کو پھر ایک دفعہ غور سے پڑھ کر ذہن نشین کر لیں اور مندرجہ ذیل بیان میاں محمود احمد کا پڑھیں جو انہوں نے لائکپور کے جلسہ میں فرمایا:

"اپنے نفس کو ٹٹولو کیا آج کے مسلمان وہی ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنا چاہتے تھے۔ بحث اور ہار جیت کے خیال کو دل سے نکال کر ہر شخص اپنے گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھے اور مخلّٰی بالطبع ہو کر غور کرے کیا میں وہی مسلمان ہوں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنا چاہتے تھے اور پھر دیانتداری کے ساتھ اس کا نفس جو جواب دے وہ آ کر مجھے بتائے۔ پھر اپنے محلے والوں، اپنے ضلع اور صوبہ والوں کے متعلق یہی سوال کرے کہ کیا یہ وہی مسلمان ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنانا چاہتے تھے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ سَو میں سے سَو کو یہی جواب ملے گا کہ ہرگز نہیں۔ اور جب یہ حالت ہے تو مسلمان غیر مسلموں میں تبلیغ کیسے کر سکتے ہیں۔ آج ہی اس کا تجربہ کر لو۔ غیر مسلموں کے پاس جا کر تبلیغ کرو۔ ان میں سے ہر ایک یہی جواب دے گا کہ اگر یہی مسلمان ہیں جو اسلام پیدا کرنا چاہتا تھا، تو ہم ان سے دور ہی اچھے ہیں۔"

(الفضل ص ۷۔ ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء)

ناظرین کرام! میاں محمود قادیانی کے اس بیان میں ذرہ بھی غلطی نہیں۔ بیشک آج کل کے مسلمان ایسے ہی ہیں کہ ان کے اسلام پر کفر فخر کر سکتا ہے نہ ان کے عقائد ٹھیک نہ ان کے اعمال درست نہ ان کے معاملات صحیح نہ ان کے اخلاق معقول۔ مساجد ان سے خالی۔ قمار خانے اور جیل خانے ان سے بھرپور۔ کہاں تک مسلمانوں کی حالت کا نقشہ بتایا جائے۔ بہت بری حالت ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ میاں محمود صاحب نے یہ فقرات بالکل سچ کہے ہیں۔ پس......

احمدی ممبرو! ذرہ سوچو۔ میدان محشر پر ایمان ہے تو اسے یاد کر کے غور کرو کہ مسلمان ہاں وہ مسلمان جن کا ذکر خلیفۂ قادیان نے بہت مختصر لفظوں میں کیا ہے وہی ہیں جو خدا کے نزدیک مسلمان ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے سوال کا جواب دینا۔ کیا مرزا قادیانی اپنے مقاصد میں پاس ہوئے یا فیل؟

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

خاتم النبیین لا نبی بعدی

مکالمہ احمدیہ

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکالمہ احمدیہ

وجہ تالیف

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ اھلھا

ناظرین کرام! اس رسالہ میں جماعت احمدیہ (مرزائیہ) کی دونوں (قادیانی اور لاہوری) جماعتوں کے باہمی مقالات درج کئے ہیں۔ اس سے ہمارا مقصود کیا ہے؟ وہ سنئے!

مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا کہ مَیں مسلمانوں کو اعلیٰ درجے کا مسلمان بنانے آیا ہوں...... اعتراض ہوا کہ ساری دنیا کے مسلمان بدستور بداعمال اور بداخلاق ہیں۔ جواب ملتا تھا کہ جنہوں نے مرزا صاحب کو مانا ہے وہ پکے متقی مسلمان ہیں دوسرے لوگ بے نصیب۔ بہت خوب! پس سنئے!

(۱) ان متقی اور پاکیزہ اخلاق (احمدی) لوگوں کے رویہ سے پبلک کو آگاہ کرنا ہمارا مقصود ہے تاکہ فریقین کا اوران کے ساتھ ہمارا مقصود بھی حاصل ہو سکے۔

(۲) چونکہ جماعت احمدیہ (ہر دو صنف) مناظر ہے اس لئے سلسلہ ہٰذا کے پہلے حصہ میں ہم ان کی وہی گفتگو پبلک میں پہنچاتے ہیں جو ان کے باہمی ایک مناظرہ (نبوت مرزا) کے متعلق ہے۔

(۳) چونکہ ایسے مضامین شائع کرنے سے ان کی غرض یہی تھی اور ہوتی ہے کہ ناظرین ان کو پڑھیں اور حالات پر مطلع ہوں مگر ان اخباروں میں شائع ہونے سے وہ غرض مکمل حاصل نہیں ہوئی۔

(اوّل) اس لئے کہ ان کی اشاعت خاص حلقہ میں محدود ہے۔ (دوم) اس لئے کہ اخباروں کی زندگی دراز نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہم نے ان فریقین کی تکمیل غرض کے لئے یہ سلسلہ جاری کیا ہے۔

امید ہے کہ احمدیت کے دونوں صنف بلکہ جملہ اصناف اس کام میں ہمارے شکر گزار ہوں گے۔ ناظرین ان کے اندرونی حالات سے بخوبی مطلع ہو کر مرتب کے لئے دعا کریں گے۔

ابوالوفاء ثناء اللہ

جمادی الاول ۱۳۵۸ھ۔ جون ۱۹۳۹ء

ناظرین! آپ جانتے ہیں کہ احمدی گروہ اپنا شغل علم کلام بتایا کرتا ہے۔ علم کلام میں شغل رکھنے والوں کو متکلمین کہا جاتا تھا۔ اور اب بھی کہا جاتا ہے۔ متکلمین بڑے دوررس ہوتے ہیں وہ مرکزی نقطہ پر فوراً پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن احمدیہ متکلمین کی روش دگرگوں ہے کہ اتنی طویل مدت میں مبحث (مضمون قابل بحث) طے نہیں ہوا۔ ہم اس امر میں فریقین کے مسلمہ حکم (ثالث) نہیں ہیں۔ تاہم اپنی رائے کے تو مالک ہیں۔ اس لئے ہم نے ۱۵ر جنوری ۱۹۳۷ء کے ''اہلحدیث'' میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ''نبوت مرزا'' پر بحث کرنا منظور کر لیں۔ تکفیر کا ذکر اسی ضمن میں لا سکتے ہیں۔ خاتمہ پر ایک شعر لکھا تھا:

امیر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری



انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

بطش قدیر
(بر قادیانی تفسیر)

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

کی آمد کی غرض یہ تھی کہ وہ اسلام کی صداقت کی شہادت تازہ نشانوں سے دیں جبکہ اسلام کی صداقت اوراس کی قوت قدسیہ کے خلاف بہت سے امور جمع ہونے والے تھے۔''

(ایضاً ج۳ص۱۶۷)

منقد:۔ اس تفسیر کے لحاظ سے آیت کے معنیٰ کیا ہوئے؟ یہی ہوئے نا کہ......

''بھلا جو شخص خدا کی ہدایت پر ہو اور اس کے پیچھے مرزا صاحب قادیانی بھی آرہے ہوں اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام ورحمت ہو وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔''

یہ تفسیر کئی وجوہ سے غلط ہے:

(اول) اس لئے کہ صحت ترجمہ اور صحت تفسیر کے لئے ہمارا اور آپ کا یہ متفقہ اصول ہے کہ عربی لغت ترجمہ اور تفسیر کے لئے سب سے مقدم ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اسے قرآناً عربیاً اتارا ہے۔ پس بجائے اپنے پاس سے معنی نکالنے کے عربی لغت کو دیکھنا چاہئے۔

(مقولہ خلیفہ قادیان در الفضل ج۲۵ نمبر۱۹۸ص۲۔۶ ۲ر اگست ۱۹۳۷ء)

پس اس متفقہ معیار کے ماتحت ہم اس آیت کی ترکیب کرتے ہیں:

مَن موصولہ مع اپنے صلہ کے مبتدا واوٗ حرف عطف یتلو افعل معطوف اوپر کان کے ہ ضمیر منصوب راجع بجانب من (مبتدا منہ)۔ ضمیر مجرور بھی راجع بجانب من کتاب موسیٰ معطوف اوپر شاھد کے اماما و رحمۃ دونوں لفظ منصوب علی الحال۔ اولئک (اسم اشارہ بجانب مَن) مبتدا ثانی۔ یومنون جملہ فعلیہ خبر مبتدا ثانی کی مبتدا ثانی با خبر خود جملہ اسمیہ ہو کر خبر مبتدا اول (من) کی۔ مَن مبتدا اول با خبر خود جملہ اسمیہ ہوا۔ شاھد سے مراد اس شخص کا ضمیر صافی یا قلب سلیم ہے۔

اس ترکیب کے ماتحت آیت کے صحیح معنی یہ ہیں کہ:

جو لوگ خدا کی ہدایت پر ہوں اور ان کا اپنا قلب سلیم بھی ان کی رہنمائی کرنے میں ہدایت الٰہیہ کا مؤید ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بھی جو اپنے وقت میں امام اور رحمت تھی اس بیّنہ کی تائید کرتی ہو۔ یہی لوگ اپنے رب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

ہم نے آیت موصوفہ کا جو ترجمہ کیا ہے لغت عرب اور ترکیب نحوی کے عین مطابق ہے۔ خلیفہ قادیان نے جو ترجمہ کیا ہے وہ لغت عرب اور علم نحو کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ آپ کے ترجمہ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یتلوا کا عطف کس پر ہے۔ اور کتاب موسیٰ کا ترجمہ بھی ایسا بے ڈھنگا کیا ہے کہ ترکیب نحوی ہرگز اس کی متحمل نہیں ہے۔ کوئی عالم یا طالب علم ہم کو بتائے کہ یہ جملہ

کوذبح کرر ہے ہیں اس کی تعبیر یہی تھی کہ وہ انہیں ایک دن ایک غیــر ذی زرع وادی میں چھوڑ جائیں گے۔ ایسی جگہ پر چھوڑنا ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح ہی کرنا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے زمانہ کے رواج کے مطابق اس کی تعبیر غلط سمجھی تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں لوگ انسانوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے یہی سمجھا تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ کا یہی منشا ہے کہ حضرت اسماعیل کو ذبح کر دیا جائے۔ لیکن دراصل اس کی تعبیر یہی تھی کہ وہ ان کو ایک غیر ذی زرع وادی میں چھوڑیں گے۔ [1]

(قادیانی تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۸۶)

منقد:۔ اللہ اللہ! کس قدر دلیری اور جرأت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی تعبیر کو جس کی خدا نے تصدیق فرمائی ہے غلط کہا جاتا ہے۔ اے آسمان! تو کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ اے زمین! تو کیوں نہیں پھٹ جاتی۔ پہاڑو! تم کیوں نہیں گر پڑتے۔ قادیان میں انبیاء کرام کی سخت توہین ہورہی ہے۔ ان کے فہم اور خدائی تصدیق کو غلط قرار دیا جارہا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ:

''ہم نے قرآن کی جو تفسیر لکھی ہے وہ خدا کے سمجھانے سے لکھی ہے۔'' (ص ا)

یہاں پہنچ کر میرا دل بیٹھا جارہا ہے اور بدن کانپ رہا ہے، زبان لڑکھڑا رہی ہے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے کہ تیرا نام لے کر تیری کتاب کی تفسیر کی جاتی ہے۔ جس میں انبیاء کرام کی تغلیط اور تیری تصدیق کی تکذیب کی جاتی ہے۔ اچھا تو جان اور تیرا علم جانے ہمیں تو تیرا ارشاد ہے۔ ذَرۡنِیۡ وَالۡمُکَذِّبِیۡنَ اُولِی النَّعۡمَۃِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِیۡلًا۔ (المزمل:۱۱)

قادیانی ممبرو! یاد رکھو:

تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

نوٹ:۔ تفسیر ہذا کے ج ۴ ص ۲۷ تا ۸۳ تک جنات اور مکالمہ آدم و ابلیس کی تاویلات وہی کی گئی ہیں جو سرسید احمد خان مرحوم علی گڑھی نے اپنی تفسیر میں کی ہوئی ہیں۔ یہ سب انہی کی کاسہ لیسی ہے۔ [2]

---

[1] مولوی احمد دین صاحب امرتسری بھی خلیفہ قادیان کی غلط روش پر چلے ہیں۔ (تفسیر بیان للناس منزل ششم ص ۳۲) تشابهت قلوبهم (منقد)

[2] خلیفہ قادیان پر کیا موقوف ہے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہوری جو جماعت مرزائیہ کے رکن رکین ہیں بلکہ اُن کے امیر محمد علی صاحب بھی اس قسم کے مسائل میں سرسید احمد خان علی گڑھی کی پیروی کرتے ہیں۔ لیــس هذا باوّل قارورة كسـرت فی الاسلام۔ ممکن ہے کہ ہم ان کے تعاقبات میں بھی بتوفیقہ تعالیٰ کوئی رسالہ لکھیں یا [illegible] بالرائے میں ان کو بھی داخل کریں۔

منقد:۔ ناظرین کرام! خلیفہ قادیان کی ان ہفوات سے پریشان نہ ہوں۔ آخر آپ اُسی باپ کے بیٹے ہیں جنہوں نے دمشق کے معنی قادیان کرنے میں اپنا سارا زورِ قلم خرچ کر دیا تھا۔ بلکہ جن کی ساری عمر اس قسم کی تاویلات اور تحریفات میں گزری۔ جس کے نمونے ہم نے اپنی کتاب ''نکاتِ مرزا'' میں دکھائے ہوئے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ ترجمے کے نیچے ''دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک'' لکھا ہے۔ جس سے مراد یقیناً یوم حشر ہے اور تفسیر میں اس کی تردید کرتے ہیں۔ ناظرین ان کو ان کا اپنا ترجمہ یاد دلائیں تو شاید آپ اپنے سہو و نسیان کا عذر کر جائیں۔ جیسے استاد غالب نے اپنے معشوق کی طرف سے کیا تھا:

تم ان کے وعدے کا ذکر ان سے کیوں کرو غالب
یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں

ہم اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ناظرین سنیں اور قادیانی اَتباع انصاف کریں۔ قرآنی الفاظ یہ ہیں:

قال لئن اخرتن الی یوم القیامة لاحتنکن ذریته الا قلیلا. (بنی اسرائیل : ۶۲)

اس میں لفظ یوم القیامۃ موجود ہے۔ جو یوم یبعثون کی جگہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ قادیانی مؤلف میرے کلام میں تصرف بے جا کریں گے۔ اس لئے عالم الغیب خدا نے اس لفظ کی بجائے دوسرا واضح لفظ رکھ دیا۔ اب اس آیت کا ترجمہ سنئے جو خود خلیفہ قادیان نے کیا ہوا ہے۔

''اگر تو نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دی تو مجھے تیری ہی ذات کی قسم ہے میں اس کی تمام اولاد کو قابو میں کر لوں گا سوائے تھوڑے سے لوگوں کے۔'' (ایضاح ہم ص ۳۵۹)

دیکھئے قرآن مجید کے الفاظ کیسے صاف ہیں اور خلیفہ کا ترجمہ بھی بالکل صاف ہے۔ اس لئے ہم اس کو تصرف قدرت سمجھتے ہیں جو خدا تعالیٰ اپنے علم اور قدرت سے کبھی کبھی ظاہر فرما دیا کرتا ہے۔

ناظرین کرام! تصرف قدرت تو آپ نے ملاحظہ کر لیا۔ مگر خلیفہ قادیان بھی کوئی کچی گولیاں کھیلے ہوئے نہیں ہیں جن کو کہہ کر مکرنا نہ آتا ہو۔ کیونکہ وہ اس بزرگ باپ کے بیٹے ہیں جو ہمیشہ اپنی متحدیانہ پیشگوئیوں کے معنی بتا کر بموقع عدم وقوع اس سے انکار کر دیا کرتے تھے۔ (تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ ''الہامات مرزا'' ملاحظہ ہو) اس لئے خلیفہ قادیان بھی اگر اپنے والد بزرگوار کی طرح کہہ کر پھر گئے ہوں تو تعجب نہیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

محمود مصلح موعود

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

اسی لئے ہم نے توجہ کی ہے کہ ہم اس پر تنقید کریں۔ چنانچہ آج اسی نیت سے ہم نے قلم اٹھایا ہے۔ ہمارے خیال میں قادیانی قلعہ کو مسمار کرنے کے لئے دو مضمون کافی ہیں۔ ایک آخری فیصلہ۔ دوسرا مصلح موعود کی پیشگوئی۔ آخری فیصلہ کے متعلق ہماری طرف سے کافی اشاعت ہو چکی ہے اور ہوتی رہے گی انشاء اللہ۔

چونکہ مصلح موعود کی پیشگوئی کو عام مسلمانوں کے متعلق بتایا گیا ہے۔ اس لیے ہم اس تعلق کو اچھی طرح نباہنے کے لئے مفصل حالات مع حوالہ جات لکھتے ہیں:

غالب! ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے
بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کئے ہوئے

افوض امری الی اللہ . ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری
ملقب بہ فاتح قادیان

☆

مصلح موعود

جناب مرزا قادیانی نے بہت سی پیشگوئیاں کی ہیں جو سب کی سب اپنے وقت پر غلط ثابت ہوئیں۔ جس پر ایک محقق کو یہ کہنے کا موقع ہے۔

ہزار وعدوں میں گر ایک ہی وفا کرتے
قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

اس کی تفصیل مع ثبوت ہمارے رسالہ ''الہامات مرزا'' وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ انہی پیشگوئیوں میں ایک پیشگوئی مصلح موعود کی بھی ہے جو اپنے چوتھے فرزند کے متعلق کی ہوئی ہے جو سراسر غلط ثابت ہوئی ہے۔ مگر ان کے بیٹے میاں محمود خلیفہ قادیان نے لاوارث مال کی طرح اس کو اپنے حق میں لے کر مشہور کیا ہے کہ یہ پیشگوئی میرے متعلق ہے۔ اس لئے اس میں ایک اور پیچیدگی پیدا ہوگئی۔ اس کی تفصیل بتانے کے لئے ہم یہ طریق اختیار کرتے ہیں کہ سب سے پہلے وہ حوالہ نقل کرتے ہیں جو سب کے پیچھے کا لکھا ہوا ہے۔ مگر چونکہ اس میں پہلے حوالجات کا ذکر ملتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تحفہ احمدیہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ خاتم النبیین ۔ امابعد!

اہل حدیث مکتب فکر کے ممتاز رہنما حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے سوانح نگار حضرت مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ و حضرت مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری نے آپ کی رد قادیانیت تصانیف کے ضمن میں ایک رسالہ تحفہ احمدیہ کا ذکر کیا ہے۔ مولانا عبدالمجیدؒ نے تحفہ مرزائیہ کا بھی علیحدہ تذکرہ کیا ہے۔ دونوں ایک ہیں یا علیحدہ علیحدہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے ذیل کی لائبریریوں میں تلاش کیا۔ پیر جھنڈیر لائبریری' پیر بدیع الدین شاہ لائبریری' مولانا عطاء اللہ حنیف کی لائبریری شیش محل لاہور' مبارک مسجد لائبریری ریلوے روڈ لاہور' بیت الحکمۃ مولانا پروفیسر عبدالجبار شاکر لائبریری حبیب پارک منصورہ لاہور' مولانا اسحٰق بھٹی مدظلہ لائبریری' مولانا مختار عالم حق' مکتبہ سلفیہ شیش محل' مولانا عبدالرحمٰن مدنی لائبریری' مولانا محمد داؤد ارشد نارنگ منڈی' مولانا امرتسری مرحوم کے پڑپوتے عرفان اللہ ثنائی' مولانا میر ابراہیمؒ سیالکوٹی لائبریری' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' اورنٹیل کالج لاہور لائبریری' پنجاب پبلک لائبریری' عجائب گھر لائبریری' مدرسہ نعمانیہ لاہور لائبریری' جناب ضیاء اللہ کھوکھر گوجرانوالہ کی لائبریری' مولانا محمد ابراہیم واسو منڈی بہاؤالدین لائبریری' بخاری لائبریری مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر اور دیگر بہت سی لائبریریوں سے اس رسالہ کو تلاش کیا مگر دستیاب نہ ہوا۔

(۱)...... مولانا ثناء اللہ مرحوم کے اخبار اہل حدیث کی تقریباً تیس جلدوں کے ایک ایک ورق سے تلاش کیا۔ صرف ایک جگہ اس کا اشتہار ملا اور لطف یہ کہ جو اشتہار و اعلان کی عبارت ہے وہی سوانح نگار حضرات نے اس رسالہ کے تعارف کے لئے نقل کردی۔ جس کا معنی یہ ہے کہ رسالہ کا تعارف انہوں نے بھی رسالہ اہل حدیث سے لیا اصل مطبوعہ رسالہ سوانح نگار کو بھی میسر نہیں آیا۔ (۲)...... اخبار اہل حدیث امرتسر کی جن جلدوں تک ہماری رسائی ہوئی مولانا مرحوم کے ان رسائل رد قادیانیت کی سینکڑوں بار فہرست شائع ہوئی مگر کہیں تحفہ احمدیہ کا ذکر تک نہیں۔ (۳)...... نہ معلوم یہ کس کا رسالہ ہے۔ اس لئے کہ اشتہار میں بھی تصریح نہیں کہ یہ رسالہ مولانا

احمدیہ جماعت کے سوچنے کے لئے ایک ضروری بات

اعیان احمدیہ! ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگ جو مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لئے ان کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ (خیال آپ کے) رسول ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مصداق ہیں۔ چونکہ آپ محض رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں۔

اس لئے ہم آپ لوگوں کو ایک مختصر سی بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے اس بات پر دل سے غور فرمائیں گے: صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: ”عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً اومعتمراً او لیثنینهما. ص٤٠٨ ج١“ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسیح موعود مقام فج الروحاء (مکہ مدینہ کے درمیان) سے حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر دونوں فعل ادا کریں گے۔

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ فج الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ لے کر فرمایا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ کب کریں گے؟۔ اس کا جواب دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“ (ایام الصلح اردو ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۶)

اس بیان میں مرزا قادیانی نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور کلام مرزا قادیانی سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمودہ رسالت پناہ ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز روک نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو حج ضرور ہوگا۔

احمدی دوستو! للہ غور کرو کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو رسول پاک ﷺ نے قسم کھا کر